CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ خوفناک فقرات کہتے ہوئے گرین وڈ نے غصہ سے دانت پیسنے شروع کئے لیکن اس نے ایک لمحہ بھر کے لئے بھی معاملہ کے اس پہلو پر غور نہ کیا۔ کہ لافلور میری ملازمت میں داخل ہوا تو دیانتدار آدمی تھا۔ اس نے یہ نہ سوچا کہ خود میں اس سے کس سازشوں چالبازیوں اور شرارتوں میں کام لیتا رہا ہوں۔ اور اس طریق پر خود میں ہی اسے زندگی کی اس راہ پر ڈالنے کا موجب ثابت ہوا ہوں۔ جس کا انجام وہی ہونا چاہئے تھا جو ہوا۔ یعنی آقا سے ہر قسم کی چالیں سیکھ کر نوکر نے سب سے پہلے اسی پر ان کی آزمائش کی!

"معاش! حرامزادہ!" گرین وڈ نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "میں اس ملعون سے کتنی نرمی کرتا رہا۔ اور اس نے اس کا کیا عوض دیا! میں نے بارہا طلب اس کی تنخواہ میں اضافہ کیا۔ اسے انعام و اکرام سے کبھی محروم نہیں رکھا۔ اور اس پر ہمیشہ اعتماد کیا۔ اس کے برخلاف فلپو جس پر میں نے سوائے عورتوں کے معاملات کے اور کسی بات میں اس سے نصف بھی اعتماد نہیں کیا پورا وفادار ثابت ہوا ہے!"

اس نے رک کر انگیٹھی پر رکھے ہوئے ٹائم پیس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا: "ڈھائی بج گئے اور ٹالبنس ابھی تک نہیں آیا۔ آخر کیا بات ہے۔ کہ کیا کوئی خاص معاملہ پیش آگیا ہے۔ یقیناً وہ بات بگڑ تو نہ گئی ہوگی۔ اگر ایسا ہوا ہو۔۔۔"

یہ خیال آتے ہی گرین وڈ کے چہرہ پر اس طرح سیاہی چھا گئی۔ جیسے برسات میں آسمان پر ابر سے پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کے ذرا دیر بعد کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ جس سے اس کا مکان گونج اٹھا۔ گرین وڈ کہنے لگا۔ "شکر ہے ٹالبنس آگیا۔" اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جذبات پر قابو پا کر اطمینان اور سکون کا انداز اختیار کر لیا۔

جب دلال کمرہ میں داخل ہوا تو گرین وڈ نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "ٹالبنس وقت مقررہ سے گھنٹہ بھر بعد آئے ہو۔"

"جی ہاں ہے۔" دلال نے کہا۔ "لیکن دیر آپ ہی کے معاملہ نے کر دی۔"

"پھر اب کیا خبر لائے ہو؟" گرین وڈ نے ایسے طریق پر پوچھا۔ جس میں اس کے قلب کا اضطراب ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

ٹالبنس نے کہا۔ "خبر سر کچھ اچھی نہیں ہے۔ آپ نے ۵۰ ہزار کی تلاش میں ۱۶ ہزار انڈ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور بھیجے تھے۔ وہ بھی ان کے ساتھ ہی گم ہو گئے۔ خوش نصیبی سے آپ مالدار آدمی ہیں اور ایسے انقلابات کو اچھی طرح برداشت کر سکتے ہیں۔ ورنہ کوئی اور ہوتا تو اس بوجھ کے نیچے دبکر رہ جاتا۔ اس کے علاوہ جو شخص آپ کی طرح بدہنی اور سٹہ کرتا ہوا نفع کے ساتھ ساتھ نقصان کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ میری رائے میں تو اب آپ اس ہسپانوی معاملہ کو نظر انداز ہی کر دیجئے۔ خدا معلوم کیا بات ہے۔ کہ آپ کو غیر ملکی کفالتوں میں پے در پے گھاٹا پڑ رہا ہے پہلے آپ کے نوکر کی شرارت سے وہ فرانسیسی سکیم خاک میں ملی۔ اور اب اس ہسپانوی معاملہ نے کوئی نفع دینے کی بجائے اُلٹا نقصان کی مقدار کو بڑھا دیا۔"

اس طویل تقریر سے ایک خاص فائدہ یہ ہوا کہ گرین وڈ اس صدمہ کے اثر سے سنبھل گیا۔ جو اس نئی ناکامی کی بدولت اسے پہنچا تھا۔ جی کڑا کر کے کہنے لگا "میرے عزیز ٹالمنسن ہسپانوی معاملہ کو بہر حال میں ادھورا نہ چھوڑوں گا۔ ہسپانوی سفیر کی نسبت مجھے ایک دوست کی زبانی جو واقفیت حاصل ہوئی۔ وہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ملکہ کرسٹینا اسپارٹرو کے مشورہ سے کچھ رم سود کے غور پر ضرور تقسیم کرے گی۔ اس بارہ میں بہت جلد اعلان ہونے والا ہے۔ لیکن ایک مشکل یہ درپیش ہے۔ کہ سردست میرا سارا روپیہ مختلف کاروبار میں لگا ہوا ہے۔ ٹالمنسن تم سے کوئی بات کیا چھپائی جا سکتی ہے۔ حقیقت میں پچھلے دنوں میں ضرورت سے زیادہ روپیہ بدہنی میں لگا چکا ہوں۔ مگر یاد رکھو میرے پاس پھر بھی کافی اثاثہ موجود ہے۔ ہاں وہ ایسے طریق پر محفوظ ہے۔ کہ اس سے فوراً کام نہیں لیا جا سکتا۔"

"پھر اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ایک سال کے عرصہ میں تم نے شہر میں دوبارہ رسوخ حاصل کر لیا ہے۔ اور لوگوں کو تمہارے دیوالہ کا معاملہ اب یاد نہیں رہا۔"

"لیکن مجھے تو یاد ہے۔" دلال نے تلخی کے لہجہ میں کہا۔

گرین وڈ نے کہا "اوہ! اس کا مضائقہ نہیں میں جو کچھ تم سے کہنے کو تھا۔ یہ کہ مجھے تین مہینہ کے تمسک پر پندرہ بیس ہزار پونڈ قرض لے دو۔"

"میں اس کی کوئی پکی اُمید نہیں دلا سکتا۔" ٹالمنسن بولا۔ "کیونکہ آپکا کوئی تجارتی کارخانہ نہیں ہے۔ اور آپ سٹہ بازی میں بھی پورے طور سے مشہور ہیں۔"

"لیکن ایک سرمایہ دار کی حیثیت میں بھی تو میری شہرت کچھ کم نہیں ہے۔" گرین وڈ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑے اطمینان کے انداز سے گھڑی کی طلائی زنجیر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

ٹاملنسن حسب معمول سکون کے لہجہ میں کہنے لگا "بیشک کبھی آپ ایک مشہور سرمایہ دار تھے۔ لیکن بری خبریں پر لگا کر اڑتی ہیں۔ اور آپ کے نقصانات ..."

"... لوگوں میں کافی طور پر مشہور ہو چکے ہیں۔ یہی تمہارا مطلب ہے؟" گرین وڈ نے اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ "ٹاملنسن اس کی مجھے بالکل پروا نہیں میرے پاس ابھی کافی وسائل باقی ہیں۔ دقت صرف یہ ہے کہ میں ان سے فوری مدد نہیں لے سکتا۔"

"بیشک میں آپ کا مطلب سمجھتا ہوں۔ یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہے کہ آپ مفلس امیروں اور ایسے نوجوانوں کو جنہیں عنقریب جائداد ملنے والی ہو قرضہ دیا کرتے ہیں انکے تمسکات اور ہنڈیاں آپ کے پاس موجود ہوں گی۔ ان سب کو اگر آپ ایک مجموعی کفالت کے طور پر جمع کرا دیں تو میں ان کے مساوی رقم آپ کو بارہ گھنٹے کے اندر اندر حاصل کر کے دے سکتا ہوں۔"

"اچھا!" گرین وڈ نے خوش ہو کر کہا۔ پھر لمحہ بھر تامل کے بعد کہنے لگا "تمہاری رائے میں اس طرح تو کام میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی؟"

"بالکل نہیں۔" دلال نے جواب دیا۔

گرین وڈ نے ایک لمحہ بھر مزید تامل کیا۔ پھر کہنے لگا "بات دراصل یہ ہے کہ وہ سارے مالی معاملات جن کا تم نے حوالہ دیا بالکل پوشیدہ ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ..."

"اس صورت میں آپ دانا ہیں جو بہتر سمجھیں کریں۔" ٹاملنسن نے سرد مہری سے کہا۔ "ہاں اس بات کا میں یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ جس شخص کا میں نے ذکر کیا۔ وہ آپ کے کاغذات اپنے پاس رکھتا ہوا بھی آپ کا راز فاش نہ کریگا۔ میری تجویز کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ۲۰ ہزار کے تمسکات اور ہنڈیاں کفالت کے طور پر جمع کرا کے تین ماہ کے لئے ۲۰ ہزار کی رقم حاصل کر لیں۔ یوم مقررہ کو رقم مذکور ادا کر کے آپ اپنے کاغذات واپس لے سکتے ہیں۔ آپ کے قرض داروں کو اس معاملہ کی کانوں کان خبر نہ ہونے پائے گی۔ یہ سودا صرف اسی صورت میں ظاہر ہوگا کہ آپ تاریخ مقررہ کو روپیہ واپس ادا نہ کریں۔ اس وقت شخص مذکور ان ہنڈیوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہوگا ..."

گرین وڈ کہنے لگا "میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ خیر مجھے اس انتظام پر اعتراض نہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بتاؤ تم کب پتہ دو گے کہ وہ تمہارا دوست ساہوکار اس شرط پر روپیہ دینے کو تیار ہے؟"

"آج سہ پہر کو" ٹاملنسن نے جواب دیا۔ "اگر جواب آپکی منشا کے مطابق ہوا۔ جس کا مجھے یقین ہے۔ تو اسی رقعہ میں میں آپ کو اطلاع دوں گا۔ کہ کل کس وقت معاملہ طے ہو سکیگا۔"

بہت اچھا۔ آج شام کو پانچ اور چھ کے درمیان مجھے تمہاری طرف سے کوئی جواب مل جانا چاہیئے۔ ہاں یا نہ۔"

"ضرور"

"شہر کا کوئی اور نئی خبر؟" گرین وڈ نے پوچھا۔

"کوئی نئی خبر نہیں۔"

گرین وڈ نے کہا۔ "تمہارے اس بڈھے خزانچی کا کیا ہوا؟"

دلال نے جواب دیا۔ "وہ بدستور تھیمز گرین کی ایک تاریک گلی میں رہتا ہے وہ اب کہیں باہر نہیں نکلتا۔ اور اس کی صحت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے۔"

گرین وڈ کہنے لگا۔ "یہ بھی اچھی بات ہے گو بہتر تو یہی ہوگا۔ کہ وہ اس دنیا سے بالکل رخصت ہو جائے۔ اگر میرا اس سے کوئی تعلق ہوتا۔ تو میں یقیناً اسے کبھی کا نیوزیلینڈ یا دان ڈیمن کو بھیج دیتا۔"

ٹاملنسن نے نفرت سے منہ پھیر لیا اور اس کے بعد رخصت ہو گیا۔ گرین وڈ تھوڑی دیر چپ چاپ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اس کے بعد جب دلال کے جانے پر باہر کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ تو اپنی کرسی سے اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ سکون جو اس نے بمشکل برقرار رکھا ہوا تھا۔ رخصت ہو گیا۔

اس نے کھڑا ہو کر غصہ سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں کس لیں۔ اور کوئی رکی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ "سولہ ہزار پونڈ اور ضائع ہو گئے! نقصان پر نقصان! کیا یہ کسی مالدار شخص کی تباہی کے لئے کافی نہیں ہے؟ میں نے ہر چند کہ ٹاملنسن سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ مگر قسمت کچھ عرصہ سے مجھ پر بیحد مہربان ہو چکی ہے۔ میرے قصر امارت کی بنیاد ہل رہی ہے۔ اسے برقرار رکھنے کے لئے کسی خاص بھی کوشش کی ضرورت ہوگی ۲۰ ہزار پونڈ کے کفالت نامے! اور یہاں تین ہزار کے بھی موجود نہیں! ہا! ہا! ہا!" اس نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑے زور سے وحشیانہ قہقہہ لگایا۔ پھر کہنے لگا "بہر حال میں انہیں کسی طرح مہیا کرونگا اور وہ بھی ایسے طریق پر کہ میرا مطلب پورا ہو جائے"۔

وہ پھر کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ اور ذرا دیر بعد رک کر بولا "ہاں ایک آخری کوشش ہاتھ سے نکلتی ہوئی دولت پر دوبارہ قابض ہونے کے لئے ضروری ہے۔ یقیناً میرے اوج کا ستارہ ہمیشہ کے لئے بادلوں کے نیچے نہ آگیا ہوگا۔ نہیں یہ تلخ مصیبتیں صرف عارضی ہیں۔ نابکار! ناہنجار لافلور! جب میں اس کے پہنچائے ہوئے نقصان پر غور کرتا ہوں تو میری پریشانی غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہے۔ کہاں تو یہ تجویز کہ پیرس جاکر نفع عظیم حاصل کروں۔ اور کہاں یہ خوفناک حقیقت کہ رہا سہا روپیہ بھی اس حرامزادہ کی شرارت سے ضائع ہوگیا۔ بحالت مجبوری لندن واپس آنا پڑا۔ اور یہاں پہنچکر معلوم ہوا۔ کہ اب وہ موقع ہی ہاتھ سے جاتا رہا۔ بیشک قسمت کی دیوی نے اب کی مرتبہ مجھ پر سخت چوٹ کی ہے۔ لیکن کیا مضائقہ ہے۔ میں اب بھی اس سے بدلہ لے چھوڑوں گا۔ ہسپانوی قرضہ کی نسبت میری واقفیت غلط نہیں ہوسکتی۔ اور اس کی بنیاد پر میں معقول روپیہ جمع کرسکتا ہوں۔ پھر مجھے ٹاملنسن کی معرفت روپیہ حاصل کرنے میں تامل کس لئے ہو؟"

اس طرح پر اپنے دل کو ان امیدوں سے خوش کرکے جو ایک ہارے ہوئے جواری کا سہارا ہوتی ہیں۔ گرین وڈ نے دوبارہ سکون حاصل کرلیا۔ اور اس کے بعد میز کے کاغذات اور کتابوں کو آراستہ کرنے میں مصروف ہوا۔

اسی طرح شام کے چھ بج گئے۔ اس وقت فلپو ایک رقعہ ہاتھ میں لئے کمرہ میں داخل ہوا۔ یہ خط ٹاملنسن کیطرف سے تھا۔ اور اس کا مضمون گرین وڈ کی منشا کے مطابق تھا دلال کے دوست نے شرائط پیش کردہ کے مطابق ۲۵ ہزار روپیہ تک قرض دینے پر آمادگی ظاہر کی تھی اور اس بات کا بھی ذکر تھا۔ کہ معاملہ بالکل پوشیدہ رہیگا۔

اسے پڑھ کر گرین وڈ کہنے لگا "اب موقعہ حاصل ہے۔ قسمت یقیناً مجھ سے ہمیشہ کے لئے تو برگشتہ نہ ہوگئی ہوگی"۔

دوسرا باب نیوکٹ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یوم مذکور کو رات کے ۹ بجے مسٹر گرین وڈ ایک لبادہ اوڑھے واٹر لو روڈ میں نیوکٹ کی نکڑ پر کرایہ کی گاڑی سے اترا۔

وہ چوڑا بازار جو واٹر لو روڈ کو بلیک فرائر روڈ کے ساتھ ملاتا ہے لندن بھر میں اپنی قسم کا خاص طور پر رونق دار اور مصروف حصہ ہے یہاں بیشمار مختلف قسم کی دوکانیں پائی جاتی ہیں اور سڑک پر جابجا صدہا ٹوکرے اور فرشی دوکانیں نظر آتی ہیں نیوکٹ کی منڈی کا سب سے قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ یہاں چھوٹے درجے کے بیوپاری مچھلی والوں اور قصابوں کی گلی سڑی اور ناکارہ چیزوں کو قابل استعمال بنا کر انہیں غربا کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ ایسی ہوئی مچھلی کے ٹکڑوں کو اس قسم کے تیل یا مکھن میں تلا جاتا ہے۔ جس کے ذائقہ کی ترشی یا تلخی مچھلی کی بسا ہند پر غالب آجاتی ہے اور گوشت کے جن ٹکڑوں کو قصاب بالکل ناکارہ سمجھتے ہیں۔ انہیں یہ لوگ قیمہ بنا کر اس سے مختلف قسم کی کھانے کی چیزیں تیار کرتے ہیں۔ پھر وہ چربی جس میں مچھلی کے ٹکڑے یا گوشت کے ناکارہ حصے پکائے گئے ہوں۔ روٹی کے ٹکڑے تلنے کا کام دیتی ہے۔ اور انہیں ایک خاص نام دے کر فروخت کیا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ سارا سامان ان دکانداروں کے اپنے مکانات میں جو قریب ہی واقع ہیں تیار ہوتا ہے لیکن ان چیزوں کی مہک ایسی عارضی نہیں ہوتی۔ جو انہیں ایک سے دوسرے مقام تک لے جانے میں ان کا ساتھ چھوڑنا گوارا کرے۔

شہر کے اس حصہ میں غریب طبقہ کے لوگ جن طریقوں سے دیانتداری کی روزی کمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بجائے خود نہایت تعجب خیز ہے۔ اور گو ان کے طرز عمل کو دیکھ کر لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ پھر بھی... خدا انکی حالت پر رحم کرے۔ چوری یا گداگری سے تو ان کی یہ حرکات بدرجہا بہتر ہیں

ایک لڑکا ہاتھ میں پیاز کی گڈی لئے بازار میں چلاتا ہوا گذرتا ہے "دو ہی پیسے میں لٹا دئے ہیں یار" اب کچھ مضائقہ نہیں کیسا ہی خوش پوش شریف آدمی پاس سے گذرتا ہو وہ یقیناً اس گڈی کو اس کی ناک کے قریب لیجا کر بدستور بلند آواز سے چلا کر کہیگا "دو ہی پیسے میں لٹا دئے ہیں یار" غریب لڑکا! وہ شاید سمجھتا ہے کہ دنیا میں ہر شخص کو پیاز ہی کی ضرورت ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وکٹوریا تھیٹر کے قرب وجوار میں بہت سی جوان عورتیں نائک کے مفصل اشتہار بیچتی نظر آتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک سمجھتی ہے۔ کہ یہ جتنے بھلے مانس یہاں سے گذرتے ہیں۔ سب نائک دیکھنے ہی جارہے ہیں۔

اتنے میں ایک لڑکی ہاتھ میں دو تین نازنگیاں لئے ایک راہرو کے قریب جاتی ہے۔ بظاہر وہ انہیں فروخت کرنا چاہتی ہے۔ مگر اس کی آنکھوں کا انداز کہے دیتا ہے کہ حقیقی پیشہ کی رو سے وہ اس قدر معصوم نہیں۔ جتنی نظر آتی ہے۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک غریب عورت بچوں کی فوج ساتھ لئے دیا سلائیاں خرید کے لئے پیش کرتی ہے۔ مگر حقیقت میں وہ خیرات کی طلبگار ہے[1]

بہ اس سے ذرا آگے ایک شخص کھلونوں سے بھری ہوئی دستی گاڑی لے کر گذرتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ بلند آواز سے چلائے جاتا ہے "ایک ایک آنے" ایک ایک آنے" بظاہر ان کھلونوں کی ارزانی حیرت خیز ہے۔ مگر انہیں زیادہ تر ہالینڈ کے قیدی بناتے ہیں اور انگلستان میں ان کی بہت بڑی مقدار میں درآمد ہوتی ہے۔

سڑک کے وسط میں ایک آدمی زوردار آواز میں کہہ رہا ہے "ایک سو گیت ایک ہی آنے میں" اور کبھی کبھی ان کی فہرست بھی گنوانے لگتا ہے

وکٹوریا تھیٹر کے عین مقابل میں ایک نانبائی کی بہت بڑی دوکان ہے اس کے اندر گوشت اور سبزی پکنے سے جو مہک پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے غریب کھڑکیوں کے قریب کھڑے ہو کر اسی سے مشام جان کو معطر کرنا کافی سمجھتے ہیں۔

عقاب دوکان میں کھڑا برابر چلائے جاتا ہے "لے جاؤ بہت سستا مال ہے" اس کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس تیز مقابلہ کی اہمیت کو خوب سمجھتا ہے۔ جو اس پیشہ کے دوکانداروں میں جاری ہے

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نیوکٹ میں کسی نئے نانبائی کی دوکان کھلتی ہے اس صورت میں کھڑکی پر اس مطلب کا اشتہار چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ کہ جو شخص ایک بڑی روٹی خریدے اسے جن شراب کا ایک گلاس مفت نذر کیا جائیگا۔ خریدار اتنا نہیں سوچتے

---

[1] انگلستان میں بھیک مانگنا جرم ہے۔ اس لئے غریب لوگ بہن۔ دیا سلائیوں وغیرہ کی فروخت کے بہانے خیرات کے طلبگار ہوتے ہیں ۱۲

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہ شراب کی رقم آخر روٹی کے وزن سے ہی وضع کی گئی ہوگی۔

اس حصہ شہر میں اس قسم کی دوکانیں جن میں مختلف چیزیں گرو رکھ کر قرض حاصل کیا جاسکتا ہے۔ خوب ہی کامیابی سے چلتی ہیں۔ ایسی دوکانوں کی کھڑکیوں میں پرانے کپڑے۔ کمبل۔ رومال اور چادریں بکثرت نظر آتی ہیں

شراب خانوں میں جانے اور آنیوالے لوگوں کا ہجوم بھی یہاں کچھ کم نہیں ہوتا۔ یوں اس شہر میں مفلسی کا دور دورہ اور کثافت اور نجاست کی حکومت ہے۔ مگر ہر شخص نہ جانے کہاں سے شراب کے لئے بچت نکال لیتا ہے۔ کیونکہ شاذ و نادر کوئی آدمی ایسا نظر آئیگا۔ جو یہاں شراب کا طلبگار نہ ہو۔

نیوکٹ کے جنوبی حصہ میں پرانے فرنیچر کی بہت سی دوکانیں ہیں۔ اور ان دوکانوں کے پچھلی طرف اس قسم کے شیڈ بنے ہوئے ہیں۔ جن میں یہ مال سجایا ہوا ہے گیس کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی نمائش یا میلہ کی تیاری کی گئی ہے

بازار نیوکٹ میں ہر وقت غیر معمولی طور پر زیادہ ہجوم رہتا ہے آنے جانیوالوں کا نہیں بلکہ ان مردوں اور عورتوں کا جو اس کے مختلف حصوں میں جابجا گروہ بنائے کھڑی نظر آتی ہیں گلیوں کی نکڑ پر۔ احاطوں کے دروازوں میں شراب خانوں کے نزدیک اس قسم کا مجمع خصوصیت سے نمایاں ہوتا ہے۔

پیدل چلنیوالوں کے لئے سڑک کے دو رویہ ہو راستے بنے ہوئے ہیں۔ ان پر صرف سامان خوراک بیچنے والے ہی نہیں بیٹھتے۔ بلکہ مختلف کھیل تماشے اور سودے والے بھی موجود نظر آتے ہیں۔ ایک طرف کو سیر مین والا بیٹھا ہے۔ جو ایک مینی لے کر تازہ ترین قتل کی واردات کے مختلف مناظر دکھاتا ہے۔ دوا فروش بیٹھے ہیں۔ جو ہر آئیند وروند کو دانتوں کے درد کی عجیب و غریب دوائی پیش کرتے ہیں۔ بعض کتب فروش نظر آتے ہیں۔ جن کا ذخیرہ چند پرانے سستے رسالے اور کتابیں ہیں۔ کہیں کہیں عمر رسیدہ عورتیں سٹول بیٹھی اپنے سامنے میز پر کنگھیاں۔ سوئیاں۔ ریلیں۔ لیس سلائی کی پھرکیاں اور اسی قسم کا سامان لگائے نظر آتی ہیں۔ مرد چاقو قینچیاں سامنے رکھے بیٹھے ہیں۔ اور بعض کے ہاتھ میں اس قسم کے کھلے چاقو ہیں۔ جن کے بیشمار پھل کسی سبہ کے تکلوں کی طرح پھیلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ اور اسی قسم کی چیزیں اس منڈی کی خاص

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اشیا ہیں۔

بازار کے کسی نمایاں حصہ میں ایک چھوٹا سا خیمہ لگا ہوا ہے۔ جس کے دروازے پر دو بہت بڑے دیو قامت بت کھڑے ہیں۔ ان کے قریب لکھا ہوا ہے۔ انہیں زندہ دیکھنا ہو تو ٹکٹ لے کر اندر چلے جاؤ۔ جس وقت آنکھ ان بتوں سے ہٹ کر خیمہ کی طرف پڑتی ہے۔ تو بے اختیار دل میں تعجب پیدا ہوتا ہے۔ کہ اتنے بڑے قد کے ایک جاندار کو بھی اس چھوٹے سے خیمہ کے اندر کیونکر داخل کیا ہوگا۔ دوکان تو چیز ذکر ہی کیا ہے

نیو کٹ سے مختلف اطراف میں بہت سی تنگ گلیاں جاتی ہیں۔ جو شہرت کے لحاظ سے ایسی نہیں کہ کوئی شریف آدمی ان میں گذرنا پسند کرے۔ ان میں اکثر قحبہ خانے شراب خانے۔ بیر کی دوکانیں۔ بجری سامان فروخت کرنے والوں کے گودام اور چھوٹے دبہ کے صرافوں اور حجاموں کی دوکانیں واقع ہیں۔

دو باتیں ایسی ہیں جو زمانہ حال کے اس بابل کی پیچ در پیچ گلیوں سے گذرنے والے کی نظر میں۔ خواہ وہ کتنی بھی سطحی نگاہ رکھنے والا کیوں نہ ہو۔ ضرور آتی ہیں۔ اور وہ یہ کہ ایک تو اس علاقہ کی ہر گلی اور بازار کی نکڑ والی دوکان ضرور کسی ایسے بیوپاری کے ہاتھ میں ہوگی جو عام سامان فروخت کرنے والا ہو۔ اور دوسرے یہ کہ ہر ایک حجام کی دکان پر اس مطلب کا بورڈ لگا ہوا ہوگا کہ سب سے پرانی دوکان یہی ہے۔ راہرو اس عبارت کو پڑھ کر اس کا مطلب سمجھنے سے بڑی حد تک قاصر رہتا ہے۔ کیونکہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ دنیا بھر میں حجامت بنانے کی سب سے پرانی دوکان ہے۔ یا اس اشتہار کا اشارہ صرف اس علاقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ فہم اس بات کو بھی سمجھنے سے قاصر رہتا ہے کہ حجامت بنانے کے فن میں قدامت کو کیا خصوصیت حاصل ہے۔ کیا یہ بات تو نہیں ہے کہ جس طرح پرانی شراب زیادہ پر لطف ہوتی ہے۔ اسی طرح پرانے حجام سے حجامت بنوانے میں زیادہ حظ حاصل ہوتا ہے۔

خیر۔ یہ اس نیو کٹ اور اس کے متعلق علاقہ کی بعض خصوصیات ہیں۔ اور یہی وہ حصہ شہر ہے۔ جہاں یوم مذکور کی رات کو مسٹر گرین دو ایک کھلا لبادہ پہنے جلد جلد قدم اٹھا رہا تھا۔

اس نے اس عجیب بازار کی غیر معمولی چہل پہل یا اس کے تاجروں کے سامان پر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بالکل توجہ نہ دی۔ کیونکہ اس کے اپنے خیالات کی الجھن ہی اس قدر بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اسے نواحی حالات پر توجہ دینے کا موقعہ حاصل نہ تھا۔ بات دراصل یہ تھی۔ کہ بعض تازہ صدمات سے اس کے مالی وسائل بالکل بگڑ چکے تھے۔ اور اب وہ اس فکر۔۔۔ اس جدوجہد میں تھا کہ کسی طرح اس بگڑے ہوئے کھیل کو پھر درست کرے۔

ناظرین۔ آپ نے یقیناً جارج مانٹیگو گرین وڈ اور رچرڈ مارکھم کے خصائل کا اپنے دل میں مقابلہ کیا ہوگا۔ دونوں کی زندگیاں ایک دوسرے سے کسقدر مختلف۔۔ کس قدر متضاد ہیں! ایک زمانہ تو وہ تھا کہ اول الذکر جلد جلد اوج اور بلندی کیطرف بڑھ رہا تھا اور آخر الذکر مصیبتوں میں گرفتار فقر و افلاس میں گرتا جاتا تھا۔ اب وہ وقت ہے کہ حالت ہی دگرگوں ہو چکی ہے۔ وہ جو کامیاب تھا۔ اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو سنبھالنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہے اور جس کی حالت کبھی ابتر رہ چکی تھی۔ اب شہرت اور عظمت کا ہاتھ پکڑے ایک شجاع سپہ سالار کی حیثیت میں کیسل سکالا کے زرخیز میدانوں سے گذر رہا ہے!

پھر کیا ان میں سے پہلے کو بدی اور دوسرے کو نیکی کا مجسمہ نہیں سمجھا جا سکتا؟ دونوں نے جدا جدا راہیں اختیار کی تھیں۔ ایک کا راستہ دلفریب اور ہموار تھا۔ دوسرے کا مشکل اور دشوار گذار لیکن منزل مقصود پر کون پہنچا؟ اس کا فیصلہ اس فسانہ کے خاتمہ پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

ہاں تو گرین وڈ بدستور قدم بڑھاتا نیوکٹ کے بازار سے گذرتا رہا۔ اور آخر کار ان مکانات کے قریب پہنچا۔ جہاں یہ بازار بلیک فرایزرز روڈ کیساتھ ملتا ہے۔ سڑک پر لگے ہوئے ایک لیمپ کے نیچے کھڑا ہو کر اس نے جیب سے پاکٹ بک نکال کر دیکھی۔ اور اس نوٹ کے متعلق اپنے حافظہ کو تازہ کر کے جس کی یاد اسے محو ہو چلی تھی۔ اس نے ایک مکان کے دروازہ پر دستک دی۔ ایک خادمہ نے جس نے میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ دروازہ کھول کر گردن باہر نکالی۔ اور کہنے لگی "کون ہے؟"

گرین وڈ نے پوچھا "مسٹر ہینی وہف کا مکان یہی ہے؟"

"نہیں" خادمہ نے کہا "اور اگر وہ یہاں رہتا بھی ہو۔ تو میں تمہیں اندر نہ جانے دوں گی۔ کیونکہ میں تمہاری حیلہ سازیوں کو اچھی طرح جانتی ہوں۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گرین وڈ نے غصہ کے لہجہ میں کہا "کیا کہتی ہو؟ تم نے مجھے کیا سمجھا ہے؟"

"وہی جو کچھ تم ہو" خادمہ نے کہا۔

"آخر تمہارے نزدیک میں کون ہوں؟"

"قرقی والا۔ اور کون؟"

بس اتنا کہہ کر لڑکی نے دروازہ بند کر لیا۔ اور گرین وڈ غصہ سے بھرا ہوا متعجب ہو کر اپنی جگہ کھڑا رہ گیا۔

اس مکان سے ایک طرف کو ہٹتے ہوئے ممبر پارلیمنٹ نے اپنے دل میں سوچا "معلوم ہوتا ہے۔ مکان کا نمبر نوٹ کرنے میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ اور اس مکان کے گرد غالباً قرقی والے پھر رہے ہیں۔ یہ بھی کیا وقت کرنے والا معاملہ ہے!"

اس نے پاس والے مکان کے دروازہ پر دستک دی۔ ذرا دیر میں ایک عورت نے جس کی گود میں بچہ تھا۔ دروازہ کھولا۔ اور بغیر کوئی سوال پوچھے گرین وڈ سے کہنے لگی "تم اندر چلے آؤ"

مسٹر گرین وڈ بلا تامل اندر چلا گیا۔ اس نے دل میں سوچا۔ کہ اس عورت نے وہ باتیں جو پہلے دروازہ کے باہر میرے اور اس خادمہ کے درمیان ہوئی تھیں سن لی ہیں۔ غالباً یہی وہ مکان ہے۔ جس کی مجھے تلاش ہے۔

عورت اس کے آگے آگے چلتی گئی۔ اور آخر ایک ایسے کمرہ میں پہنچی۔ جہاں کسی قسم کا سامان فرنیچر موجود نہ تھا۔ ایک کونہ میں صرف ایک شمع دھندلی سی جل رہی تھی اور کمرہ تمباکو کی بدبو سے متعفن ہو رہا تھا۔ اس کمرہ کے ایک کثیف بادل کے اندر گرین وڈ کو ایک شخص جس نے کوٹ اتارا ہوا تھا۔ ایک ٹرنک پر بیٹھا نظر آیا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوتے ہی شخص مذکور نے اپنا مٹی کا بنا ہوا پائپ ایک طرف کو رکھ دیا۔ اور مسٹر گرین وڈ کی طرف بڑھ کر وحشیانہ انداز سے کہنے لگا "تم اس وقت ٹیکس جمع کرتے پھر رہے ہو۔ میرے پاس تو اس وقت تمہیں دینے کو پھوٹی کوڑی بھی نہیں مگر میں نے چونکہ کل یہاں سے کسی طرف کو چلے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ اس لئے آؤ میں آج تم سے دو دو ہاتھ کر لوں تاکہ آئندہ تم آدمیوں کو بیوقوف نہ کرتے پھرا کرو"

یہ کہتا ہوا شخص مذکور مسٹر گرین وڈ کی طرف بڑھا۔ یہ حالت دیکھ کر ہمارے ممبر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پارلیمنٹ کے رہے سہے اوسان خطا ہوئے۔ اور وہ گھبرا کر کہنے لگا "معاف کرنا معلوم ہوتا ہے... کچھ غلطی ہوئی ہے... میں... میں تو اس سے پہلے کبھی اس مکان میں نہیں آیا۔"

دیو قامت مالک مکان نے غرا کر کہا "تو پھر تم آج کیا جھک مارنے آئے ہو؟ اوہ... یہ اور معاملہ ہے... دراصل میں... میرا مقصد..." گرین وڈ نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا۔ مگر فقرہ اس کی زبان پر نامکمل ہی رہا۔

شخص مذکور نے کہا "تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم پانی کا ٹیکس جمع کرنیوالے نہیں ہو؟"

گرین وڈ کے سہمگین چہرہ پر اس عجیب غلط فہمی کا راز کھلنے سے بے اختیار ہلکی سی مسکراہٹ پیدا ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا "نہیں بالکل نہیں میرا خیال تھا۔ یہاں ایک شخص مسٹر پینی دہف نامی رہتا ہے..."

"یہاں اس نام کا کوئی شخص نہیں رہتا" اس شخص نے جواب دیا "لیکن اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو یہ بھی تمہاری کوئی چال ہے۔ ادھر آؤ تو میں غور سے دیکھوں۔ تم سچ مچ ٹیکس جمع کرنے والے نہیں ہو۔ خبردار اب اس میں کوئی دھوکا نہ ہو۔"

گرین وڈ نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ اور اس بدسلوکی سے کسی قدر غضبناک ہو کر باہر نکل گیا۔ بازار میں پہنچکر وہ کہنے لگا "حیرت ہے کہ اس جگہ ہر شخص کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا نظر آتا ہے۔" باوجود اس کے وہ بددل نہ ہوا۔ کیونکہ جس شخص کی اسے تلاش تھی۔ اس سے ملاقات کرنا اشد ضروری تھا۔ چنانچہ وہاں سے ہٹ کر اس نے ایک اور دروازہ پر دستک دی۔ اس کے ساتھ ہی اندر سے کسی نے کرخت لہجہ میں کہا "میں کل روپیہ بھجوا دوں گا۔ یہ شخص ہر ایک دروازہ پر دستک دیتا پھر رہا ہے۔ اور ضرور ٹیکس وصول کرنے والا ہی ہوگا۔"

گرین وڈ نے اس آواز کو سنکر دروازہ کھلنے کا بھی انتظار نہ کیا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا۔ مسٹر پینی دہف اس مکان میں بھی نہیں رہتا۔ چوتھا مکان جس کے دروازہ پر اس نے دستک دی۔ صحیح نکلا۔ ایک قبول صورت خادمہ نے دروازہ کھولا اور اس کے سوال پر یہ کہکر کہ ہاں مسٹر پینی دہف یہیں رہتے ہیں۔ اسے پہلی منزل پر ایک آراستہ کمرہ میں لے گئی۔ جہاں ایک بہت بڑی میز کے قریب مسٹر پینی دہف کاغذات کا انبار لگائے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بیٹھے تھے۔

اس شخص کی عمر کم و بیش ۵۰ سال کی ہوگی۔ پستہ قامت۔ دبلا پتلا اور کسی حد تک بدصورت تھا۔ آنکھیں اندر کو دھسی ہوئیں۔ بھورے رنگ کی اور بڑی بڑی پیشانی پر ہزاروں بل پڑتے تھے۔ سیاہ کوٹ کے اندر سفید گلوبند شاید صورت کو کسی قدر عزت دار بنانے کے خیال سے باندھا گیا تھا لیکن حقیقت میں اس سے اس کی بدصورتی کا ازالہ نہ ہوتا تھا ساری وضع قطع ایسی تھی کہ اگر اسے فوجداری عدالت میں بطور ملزم پیش کیا جاتا۔ تو یقیناً جیوری کو اس کے متعلق کسی فیصلہ پر پہنچنے میں ذرا دقت پیش نہ آتی۔ کیونکہ اس کے قلب کے اثرات چہرہ پر بڑی ہی صفائی کے ساتھ نمودار تھے۔

مسٹر پینی وہف نے استقبال کے لئے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "اوہ! مسٹر گرین وڈ یہ ایک بالکل ہی غیر متوقع شرف ہے۔ فرمائیے۔ یہاں خلوت ہے۔ اس لئے آپ کو جو کچھ کہنا ہو بے تکلف فرمائیے"۔

مسٹر گرین وڈ نے ایک کرسی پر بیٹھ کر اپنا لبادہ اٹھاتے ہوئے کہا "مجھے آپکی امداد کی ایک نہایت اہم معاملہ میں ضرورت ہے۔ کل مجھے ۲۵ ہزار پونڈ تین چار ماہ کے لئے ہنڈیوں۔۔۔ مستحکم ہنڈیوں کی بنا پر بطور قرض حاصل کرنا ہیں۔۔۔"

"یہ ہنڈیاں امانت رہیں گی؟"

"جی ہاں"

"اور آپ انہیں وقت پر واپس دے لیں گے"

"ضرور کیونکہ ان کی بنا پر میں نے جو روپیہ حاصل کرنا ہے اسے دونوں میں ایک لاکھ کر لیا جائے گا"

مسٹر پینی وہف نے کہا "مسٹر گرین وڈ اس کام کے لئے میری طرف سے معقول کمیشن چارج کیا جائیگا اور آپکو معلوم ہے وہ بہرحال نقد ہوگا"

"مجھے معلوم ہے اور میں اس کا انتظام کر لایا ہوں۔ بتاؤ تم کیا لینا چاہتے ہو؟"

"دو سو کی رقم آپ کو ناگوار تو نہ ہوگی؟ یاد رکھئے معاملہ نہایت نازک ہے"

"مجھے تمہاری رضامندی مطلوب ہے بلاسے دو سو ہی سہی" اور یہ کہتے ہوئے ممبر پارلیمنٹ نے اپنی پاکٹ بک میز پر رکھ دی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مسٹر پینی وہف نے کہا "آپ میں کاروبار کا سلیقہ خوب ہے" پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے ایک لوہے کی پیٹی کھولی۔ اور اس میں سے ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب اور مُہر میں کی بنی ہوئی ایک ڈبیا نکالی۔ پھر اپنی جگہ پر بیٹھ کر اس نے وہ کتاب گرین وڈ کے حوالہ کی۔ اور کہنے لگا "یہ ان امرا شرفا اور مالدار تاجروں کے ناموں کی فہرست ہے۔ جن سے میں واقف ہوں۔ ان میں سے آپ اپنے مطلب کے نام پسند کر لیجئے یعنی ایسے جن سے آپ خود بھی واقف ہوں۔ اور یہ بھی ایک کاغذ پر لکھ لیجئے۔ کہ کسی شخص کی ہنڈوی کتنی رقم کی ہونی چاہیئے۔ اگر رقمیں غیر ہموار اور غیر سادی ہوں تو بہتر ہوگا"

گرین وڈ کچھ دیر تک اس کتاب کو دیکھتا رہا۔ جس میں پالنسو سے زیادہ نام امرا اور مشہور اراضی داران میئر لندن۔ برمنگھم۔ لورپول۔ مانچسٹر۔ لیڈس۔ شفیلڈ۔ گلاسگو پیرس۔ لائنز۔ بورڈو۔ ہمبرگ۔ لی۔ برسلز۔ ایمسٹرڈام۔ راٹرڈم۔ ہمبرگ۔ نیویارک۔ جزائر غرب الہند۔ مانٹریل۔ کلکتہ۔ بمبئی اور مدراس کے نامی گرامی تاجروں کے درج تھے۔ جس وقت گرین وڈ ان ناموں کو دیکھ رہا اور ان میں سے بعض کو ایک کاغذ کے پرزہ پر نوٹ کرتا جاتا تھا مسٹر پینی وہف نے اپنی جیب کی ڈبیا کھولی۔

اس کے اندر بہت سے ادا شدہ چک اور پرانی منڈیاں موجود تھیں۔ اور ان پر ان لوگوں یا فرموں کے دستخط تھے۔ جن کے نام یادداشت کی کتاب میں درج تھے۔ معلوم نہیں یہ ضروری کاغذات مسٹر پینی وہف کے ہاتھ میں کس طرح آئے۔ کیونکہ ادائیگی کے بعد انہیں ان لوگوں کے پاس رہنا چاہیئے تھا۔ جنہوں نے ان پر دستخط کیے۔ بہرحال یہ ایک ایسا راز تھا۔ جو مسٹر پینی وہف نے کبھی کسی پر ظاہر نہیں کیا یہی وجہ تھی کہ اس کے ساتھ لین دین کرنے والے معلوم نہ کر سکتے تھے۔ کہ ان دستاویزات کو بتدریج حاصل کیا گیا ہے۔ یا چوری یا کسی اور عیاری کے ذریعہ انکو رفتہ رفتہ جمع کیا گیا ہے۔

تھوڑے وقفہ کے بعد گرین وڈ نے کہا "میں نے ان میں سے گیارہ نام چنے ہیں اور ان کے سامنے روپیہ کی مختلف رقمیں بھی درج کر دی ہیں۔ کل رقم ملا کر ۲۳۲۱۷ پونڈ۔ ۹ شلنگ ۲½ پنس ہوتی ہے"

"بہت خوب" مسٹر پینی وہف نے کہا "ایسی ہی سیران ہونی چاہیئے تھی اب کیا انتظام بھی میں ہی مہیا کروں؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کر دیجئے۔ میں ان کی قیمت بھی ادا کئے دیتا ہوں۔"

مسٹر پینی وہسف نے دوبارہ لوہے کی پیٹی کھولی۔ اور پیتل کا بنا ہوا ایک لمبوترا اور تنگ بکس ہاتھ میں لے کر اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ اس کے اندر مختلف رقوم کے بہت سے اسٹامپ موجود تھے۔ ان پر مختلف مضمون کی عبارتیں چھپی ہوئی تھیں۔ اور اس وجہ سے ان کی خانہ پری کرنا کچھ دشوار ثابت نہ ہوا۔

لیکن اس خانہ پری میں بھی مسٹر پینی وہسف نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور استادی کا ثبوت دیا۔ ان میں ہر ایک تمسک کو جداگانہ سیاہی اور جداگانہ قلم سے لکھا گیا۔ اور کوئی بھی ایسی ہوشیاری سے کہ فن املا کا کوئی غیر معمولی ماہر بھی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ ساری کاغذات ایک ہی شخص کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اس کے سرخ سیاہی کی مدد سے ان تمسکات پر جا بجا بعض حصے لکھے۔ بعض جگہ مختلف قسم کے چھوٹے دستخط کئے۔ اور کسی جگہ چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچیں۔ جس سے معلوم ہونے لگا کہ ان تمسکات کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ حساب کی کتابوں میں درج کیا جا چکا ہے۔

اس کے بعد کام کا سب سے نازک اور مشکل حصہ شروع ہوا۔ یعنی ان تمسکات پر دستخط کرنا۔ لیکن مسٹر پینی وہسف نے اس کام کو بھی پورے کاروباری انداز کے ساتھ سرانجام دیا۔ اور اس نے ان دستخطوں کا اصل دیکھ کر ان کی نقل ایسی خوش اسلوبی سے کی کہ گرین وڈ دونوں کا مقابلہ کر کے حیرت زدہ رہ گیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر مسٹر پینی وہسف نے کہا "یہاں تک تو کام بخوبی ہو گیا"

گرین وڈ نے کہا "ہاں۔ مگر اس میں ایک کسر باقی ہے"

"کیا؟"

"تمسکات ذرا نئے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا کاغذ بالکل سفید ہے"

مسٹر پینی وہسف نے کہا "مجھے معلوم ہے۔ دیکھئے اس نقص کو ابھی رفع کئے دیتا ہوں"

وہ اٹھ کر انگیٹھی کے قریب پہنچا۔ اور جلتی آگ پر کوئلوں کی کچھ مقدار اس طرح ڈالی کہ شعلہ دب کر دھواں اٹھنے لگا۔ اس دھوئیں کے اندر اس نے ہر ایک تمسک کو کئی بار ہلایا۔ جس سے ان کی رنگت ہلکی سی میلی ہو گئی۔ پھر اس نے ان کو ایک کتاب کے اوراق میں جن کے اندر خشبودار بتی رکھ دیا۔ جس سے وہ [illegible]

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دور ہو گئی۔ اور سارا عمل مکمل ہو گیا۔

مسٹر گرین وڈ نے ۲۰۰ پونڈ کمیشن اور تمسکات کی قیمت ادا کر دی۔ اور اس کے عوض مسٹر پینی دہف نے ۳۲۱۷ پونڈ ۹ شلنگ ۲½ پنس قیمت کے وہ جعلی تمسکات اس کے حوالہ کر دیئے

انہیں اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے مسٹر گرین وڈ نے کہا "مسٹر پینی دہف اس نواح میں عجیب ہی طرح کے لوگ بستے ہیں۔ میں نے غلطی سے تین مکانات کے دروازوں پر دستک دی۔ ہر ایک کو بپھرا ہوا اور مشکلات میں مبتلا دیکھا۔"

"جی ہاں آپ کا خیال درست ہے" مسٹر پینی دہف نے کہا "لندن کے اس حصہ میں چور۔ اٹھائی گیرے۔ شکستہ حال تاجر۔ دھوکہ باز دوالئے۔ قارق سے بچنے والے لوگ۔ کنی تجاویز پیش کرنیوالے خستہ حال بیوپاری اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے ٹھگ آباد ہیں۔ خود میرے مکان میں ایک عجیب و غریب کرایہ دار رہتا ہے۔ بظاہر اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ دن بھر غائب رہتا ہے۔ مگر جب دیکھو بنا ٹھنا ہوا۔ گھڑی کی زنجیر بھی طلائی ہے۔ بوٹ بھی پالش شدہ ہیں۔ واسکٹ بھی ریشمی ہے۔ میرے خیال میں وہ صرف مجھی کو روپیہ دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔ اس کی خوابگاہ کا کرایہ معہ اسباب ۵ شلنگ ہفتہ وار ہے۔ اور ۶ ماہ کا کرایہ پیچھے پڑا ہوا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ مجھے اس کا نام بھی معلوم نہیں۔ نہ اس کے نام کبھی کوئی خط آتا ہے۔ نہ اس سے کوئی دوست ملنے آتا ہے۔ ۳۶-۳۷ سال کا کوئی وضعدار آدمی ہے۔ بظاہر آئرلینڈ کا رہنے والا معلوم ہوتا ہے۔۔۔"

مسٹر گرین وڈ نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "کوئی ریلوے تیار کرنے والا تباہ حال شخص ہوگا۔"

عین اس وقت کسی نے سامنے دروازہ پر دستک دی۔ مسٹر پینی دہف نے یہ آواز سنکر کہا "ضرور وہی ہے"

اس پراسرار شخص کی صورت دیکھنے کی خواہش دل میں لئے گرین وڈ نے اپنا لبادہ پہنا۔ اور مسٹر پینی دہف کو شب بخیر کہہ کر رخصت ہوا۔ زینہ پر اسے وہ شخص ملا۔ جو اپنے کمرہ کی طرف جا رہا تھا۔ ہاتھ میں ایک پیتل کا شمعدان تھا۔ جس میں لو نے قسم کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میلی موم بتی کا ذرا سا ٹکڑا جل رہا تھا۔

جب دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ تو فریقین کے لبوں سے حیرت کا کلمہ نکل گیا۔ مگر دوسرے شخص نے فوراً ہی اپنے لب پر انگلی رکھ کر کہا "چپ۔ چپ۔ کوئی سن نہ لے مسٹر گرین وڈ امید ہے تم اس کا ذکر کسی اور سے نہ کرو گے"

گرین وڈ نے کہا "ہرگز نہیں۔ چاہے قسم لے لو"

دونوں نے ہاتھ ملایا اور وہ اوپر کو چڑھنے اور گرین وڈ نیچے کی طرف اترنے لگا رولینڈ ہل کے گرجا واقع بلیک فرائر روڈ کیطرف گاڑیوں کے اڈہ کی جانب چلتے ہوئے مسٹر گرین وڈ نے اپنے دل سے کہا۔ دنیا میں کیسے کیسے عجیب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ کیسے امید ہو سکتی ہے۔ کہ آرتھر ممبران پارلیمنٹ میں سے ایک نیوکٹ کے اس بالاخانہ میں رہتا ہے!

نمبر اباب

ایلن اور گرین وڈ

اس سے دوسرے دن سہ پہر کے وقت ساڑھے چار بجے کے قریب ایلن سڑینک آف انگلینڈ کے قریب پھرتی دیکھی گئی۔ درحقیقت وہ تھوڑا سا روپیہ جو اس کے والد کے ایک پرانے قرضدار نے جو چرچ لین میں رہتا تھا۔ بنک کی معرفت روانہ کیا۔ وصول کرنے گئی تھی۔ اور اب اسے وصول کر کے مارکہم پلیس کو واپس جا رہی تھی۔

جنوری کے مہینہ میں شام کے چار بجے ہی تاریکی پھیلنے لگتی ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس وقت بازاروں میں لمپ جلا دئے گئے تھے۔

وہ لوڈبری کے راستہ گذر رہی تھی کہ گرین وڈ یکایک پاس سے نکل گیا۔ وہ کسی خیال میں منہمک بڑی تیزی سے چل رہا تھا۔ اس لئے اس نے اسے نہیں دیکھا لیکن ایلن نے اسے اچھی طرح دیکھ لیا۔ اور وہ اس سے گفتگو کرنے کو مڑی۔ کیونکہ اس کے ہاتھوں اس کے والد۔ اس کے محسن رچرڈ اور خود اسے لاکھ لکھنے پڑھنے کی امیدیں۔ وہ بہرحال اس کے بچے کا باپ تھا!

اس اثنا میں گرین وڈ بدستور محویت کے عالم میں تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوس یارڈ کی طرف چلتا رہا۔ اور یکایک اس نے اپنی جیب سے رومال نکالا۔

ایلن بھی تیزی سے پیچھے پیچھے چلنے لگی تھوڑی دور جا کر اس کے پاؤں کی کسی چیز سے ٹھوکر لگی۔ جھک کر دیکھا تو کوئی پاکٹ بک تھی۔ اسے اٹھا کر اس نے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ یہ شاید گرین وڈ کی جیب سے گری ہے۔ کیونکہ اسی مقام پر اس نے جیب سے رومال نکالا تھا۔ اسے لیکر وہ اس سمت میں دوڑنے لگی۔ جدھر گرین وڈ گیا تھا۔ لیکن وہ چونکہ ٹوکن ہوس یارڈ کی تنگ گلی میں داخل ہو چکا تھا۔ اس لئے لوڈبری اور تھراگ مارٹن سٹریٹ کی سمت میں وہ اسے بہت تلاش کرنے پر بھی کہیں نہ ملا۔

اپنی بے سود تلاش سے مایوس ہو کر اس نے آخر کار پاکٹ بک کی دیکھ بھال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ معلوم کیا جائے۔ یہ حقیقت میں اسی کی ہے نہیں۔ اور اگر اس کی ہو۔ تو سپرنگ گارڈن میں جا کر اس کے حوالہ کر دی جائے

وہ لوڈبری میں الٹے پاؤں واپس پھری اور کیٹیٹن سٹریٹ کے راستہ اولڈ جیوری میں داخل ہوئی۔ جہاں اس وقت کم و بیش سناٹا تھا۔ ایک لیمپ کے قریب کھڑے ہو کر اس نے پاکٹ بک کو کھول کر دیکھنا شروع کیا۔ اس میں بہت سے خطوط بھی ایم۔ گرین وڈ اسکوئر ممبر پارلیمنٹ کے نام موجود تھے۔ جس سے اس کا شبہ رفع ہو گیا لیکن اس دیکھ بھال میں اس کی نظر چند ہنڈیوں پر پڑی۔ جو سب کی سب مختلف رقوم کے لئے مالدار تاجروں نامور امیروں اور مشہور اراضی داروں کے نام جاری کی ہوئی تھیں۔ ایلن نے انکی میزان کی۔ تو ۲۵ ہزار پونڈ کے لگ بھگ تھی۔ کیونکہ جعلی ہنڈیوں کے علاوہ جو گرین وڈ نے پینی وہف سے حاصل کی تھیں۔ چند اصلی ہنڈیاں بھی پاکٹ بک میں موجود تھیں

مس مسز کو اس کام میں ایک منٹ سے زیادہ عرصہ نہ لگا۔ اس کے بعد اس نے پاکٹ بک بند کر کے جیب میں ڈال لی۔ اور چیپ سائڈ میں ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر سپرنگ گارڈن کی طرف ہولی۔ اسے اس واقعہ کی یاد بھولی نہ تھی۔ جب گرین وڈ اسے اپنے دیہاتی مکان میں اٹھوا لے گیا تھا۔ مگر لندن کے اس حصہ میں جہاں سپرنگ گارڈن واقع تھا اسے گرین وڈ کے ہاتھوں کسی بدسلوکی کا اندیشہ نہ تھا۔ اس لئے وہ بلا تامل اس طرف کو ہولی۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تھوڑی دیر میں گاڑی مسٹر گرین وڈ کے دروازہ پر رکی۔ امین نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور اسے فلپس نے فوراً ہی کھول دیا۔ جب ہال میں لٹکے ہوئے تیز لمپ کی روشنی ایلین کے خوشنما چہرہ پر پڑی تو وہ کہنے لگا "کون! مس مرواڈ"

ایلین نے مسکرا کر جواب دیا "ہاں میں ہوں۔ کیا مسٹر گرین وڈ گھر پر ہیں؟"

"نہیں مس وہ تو شہر کو گئے ہوئے ہیں۔ مگر زیادہ سے زیادہ ۶ بجے تک واپس آجائیں گے"

"تو میں ان کی واپسی کا انتظار کر لیتی ہوں"

اس گفتگو کے بعد فلپس اسے اپنے ساتھ زینہ کے اوپر بالاخانہ میں لے گیا۔ زینہ کی کھڑکی میں ابھی تک ڈاناڈیوی کا خوشنما بت ہاتھ میں چراغ لئے کھڑا تھا۔ وہی بت جسے خود ایلین کی بے عیب صورت کو دیکھکر آرٹسٹ نظر رکھکر تیار کیا گیا تھا!

زینہ اور کمرہ کے درمیان چوبی پل پر اس کی نظر سنگ مرمر کے ایک بت پر پڑی۔ جس کا سینہ ایلین کے اپنے سینہ کے مطابق تیار کیا گیا تھا۔

اور جس وقت وہ نشستگاہ میں داخل ہوئی۔ تو اس کی نظر زہرہ کی بے عیب تصویر پر پڑی۔ جو سمندری پریوں سے گھری ہوئی بحر ذخار کی اتھاہ موجوں سے باہر نکل رہی تھی۔ وہی زہرہ جس کی صورت ایلین کے حسن کا بہترین عکس تھی!

اپنے بنیظیر حسن کے ان مختلف نمونوں نے ایلین کے دل میں اپنی انقلاب آمیز ہستی کے بہت سے واقعات گذشتہ کی یاد تازہ کر دی۔ آخر جب فلپس اسے کمرہ میں بٹھا کر چلا گیا۔ تو وہ بے بس ہو کر صوفہ پر لیٹ گئی۔ اور تلخ اور گرم آنسو اس کی خوشنما آنکھوں سے بڑی تیزی کے ساتھ بہنے لگے

آنسوؤں کے بہ جانے سے اسے قدرے سکون حاصل ہوا۔ مگر اب اس کے دل میں سوال پیدا ہونے لگا۔ کہ میں یہاں کیوں آئی؟ کیا میں اس سے جو میرے بچہ کا باپ ہے ملنے کا بہانہ کر کے خوش ہوئی ہوں؟ کیا میں اس لئے یہاں آئی ہوں۔ کہ وہ خود... اپنی زبانی... اس پاکٹ بک کی واپسی کا شکریہ ادا کرے؟ وہ ان میں سے کسی سوال کا بھی ٹھیک طور پر جواب نہ دے سکی۔

اپنی طرح آدھ گھنٹہ گذر گیا۔ اس عرصہ میں وہ طرح طرح کے خیالات پریشان کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رو میں الجھی رہی۔ ایک خیال کا سلسلہ شروع ہوتا تو وہ پیچ در پیچ کہیں سے کہیں جا پہنچتا تہا۔ اور پھر وہ اس کی ابتدا پر آنے کی کوشش کرتی تہی۔ نصف گھنٹہ گذرنے پر مکان کے سامنے کسی گاڑی کے ٹھیرنے کی آواز سنائی دی۔

ذرا دیر میں کسی کے زینہ پر چڑھنے کی چاپ آنے لگی۔ آہٹ دروازہ تک پہنچی اور اس کے بعد گرین وڈ دروازہ کو زور سے بند کر کے کمرہ میں داخل ہوا۔

اس کی نظر یکایک ایلن پر نہیں پڑی۔ کیونکہ وہ ایک پردہ کے پیچھے کسیقدر چھپی ہوئی تہی۔ بے خودی کی سی حالت میں گرین وڈ نے چلا کر کہا "خداوندا مجھ سے کونسی خطا سرزد ہوئی ہے۔ جس کی یہ سزا مل رہی ہے بلے دے کے اب ان ہنڈیوں کا آسرا تھا۔ اور اب وہ بہی ہاتھ سے جاتی رہیں۔ پاکٹ بک... معلوم نہیں کہاں گر پڑی... کہاں کہوئی گئی... میں برباد ہو گیا۔ اور اگر وہ جعلی ہنڈیاں..."

اتنا ہی کہہ کر وہ ایک کرسی پر گر پڑا۔ اور اپنا چہرہ دونوں ہاتہوں میں چھپا لیا۔ ہوشیار ایلن ان مبہم لفظوں کا مطلب فوراً سمجہ گئی۔ اور اس نے معلوم کر لیا کہ پاکٹ بک کی ہنڈیاں دراصل جعلی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی نئے خیالات کی ایک رو تیزی سے اس کے دماغ میں گذرنے لگی۔ اس کے دل میں ایک نئی تجویز پیدا ہوئی۔ ایک لمحہ... صرف ایک لمحہ بھر کے لئے اس نے تامل کیا۔ پھر اسے اپنے بچہ کا خیال آیا۔ اور اس نے اس تجویز پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

کامل سکون اختیار کر کے اور اپنی تجویز کے سارے پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد وہ اپنی صوفہ سے اٹھی۔ اور آہستگی کے ساتھ گرین وڈ کے قریب پہنچی۔ اس نے کمرہ میں آہٹ سنکر سر اٹھایا۔ دیکھا تو سامنے ایلن کھڑی تہی۔

"کون! تم!" گرین وڈ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں..." ایلن نے اسے کسی نام سے مخاطب کر کے جواب دیا۔ جو بہر حال "جارج" نہیں بلکہ کچہہ اور تھا۔

"ایلن خاموش!" گرین وڈ نے چلا کر کہا "مجھے اس نام سے مخاطب نہ کرو... ابہی وہ وقت نہیں آیا۔ لیکن یہ تو بتاؤ" اس نے اس کے چہرہ پر غور سے نظر ڈال کر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رکی ہوئی آواز میں کہا "یہ تو بتاؤ تم اس وقت جب میں یہاں آیا ہوں اس کمرہ میں موجود تھیں؟"

"ہاں تھی"۔ ایلین نے استقلال کے ساتھ اپنی نظریں اس کے چہرہ پر گڑو کر جواب دیا "اور تم نے سن لیا۔۔"

"۔۔ ہر ایک لفظ جو تمہاری زبان سے نکلا تھا" ایلین نے بدستور اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"گویا اب تم جانتی ہو۔۔"

"۔۔ کہ تمہیں جعلسازی کی ہے"۔ ایلین نے زور دار لہجہ میں کہا "اور تم اب تباہ ہو چکے ہو"

"خداوندا تیری پناہ!" گرین وڈ نے چلا کر کہا "اے ایلین تم یہاں کس لئے آئی ہو؟ میری تباہ حالی پر خوش ہونے کو؟ زمانہ ماضی پر مجھے طعن کرنے کو؟ میری مصیبت پر قہقہہ لگانے کو؟۔۔"

"یہ ثابت ہو گیا۔ کہ وہ ہنڈیاں جلی ہیں۔ اور اب یہ میرے بس میں ہے"۔ ایلین نے اپنے دل میں کہا۔ اور اس کے بعد بلند آواز سے بولی "نہیں میں ان میں سے کسی ایک مطلب کے لئے بھی نہیں آئی"

"تو پھر جاؤ۔۔۔ جاؤ خدا تمہارا بھلا کرے"۔ گرین وڈ نے وحشیانہ انداز سے کہا۔ "جاؤ میرا مزاج اس وقت سخت برہم ہو رہا ہے۔ اور میں تمہاری کسی بات کو نہیں سن سکتا پھر یکایک سکون حاصل کر کے اس نے کہا "ہاں۔ مگر یہ تو کہو میرے اس راز کو تم کسی پر ظاہر نہ کرو گی؟"

ایلین نے کہا "ایک شرط پر"

"ایک شرط!" گرین وڈ نے دوہرا کر کہا۔ "بھلا وہ کیا ہے؟"

"تم مجھے اپنی بیوی بنا لو" ایلین نے استقلال کے ساتھ کہا۔

"بیوی!" گرین وڈ نے دیوانوں کی طرح قہقہہ لگا کر کہا "تم جانتی ہو میں کون ہوں؟ جعلساز! کیا تم جعلساز کی بیوی بننا منظور کرو گی؟ لیکن نہیں۔ شاید تم نے میری تضحیک کا یہ طریقہ سوچا ہے۔ ایلین میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ تم یہ جتلانا چاہتی ہو کہ جب میں صاحب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ثروت اور بالادار تھا۔ اس وقت تو میں نے تم سے شادی نہ کی۔ اور اب کہ بالکل تباہ ہو گیا ہوں اور ہر لحہ زیر حراست آنیکا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ تم خود اس شادی کی تجویز کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہو۔ بیشک تم سچی ہو!... تمہارا مذاق جائز ہے۔ تمہارا استقام واجبی ہے۔ تاہم باوجود اس کے میرے لئے تلخ ضرور ہے۔"

"خدا کی قسم تم میری خصلت کا غلط پہلو پیش کر رہے ہو" ایلین نے کہا۔ "اگر ممکن ہو تو ذرا سکون اختیار کر کے میری بات سنو۔"

"سکون! آہ سکون کسے نصیب ہے!" گرین وڈ گھبرا کر کہنے لگا۔ "ایلین میں تو دیوانہ ہوا جاتا ہوں۔ آج سے چند ماہ... نہیں چند ہفتے پہلے میں خوش و خرم... مالدار... خدا کا اقبال تھا۔ اور اب ایک تباہ حال... مصیبت زدہ... تاہل نفرت انسان ہوں۔ ہائے میری وہ ساری عظیم الشان تجویزیں خاک میں مل گئیں۔"

ایلین نے تیزی سے کہا "میں پھر کہتی ہوں۔ ابھی حالات اس قدر نہیں بگڑے۔ جتنا تم خیال کرتے ہو۔"

"ایلین تم کیا کہتی ہو؟ میں ہمارا مطلب نہیں سمجھا۔" گرین وڈ متحیر ہو کر بولا۔ "کیا تم اس جعلسازی کی نوعیت سے باخبر ہو؟ کیا تم اس کے نتائج کی اہمیت کو سمجھتی ہو؟ یہ کہ جعل خود میرے ہاتھ سے نہیں ہوا۔ لیکن ہنڈیاں سب میری طرف سے اور میری دستخطی ہیں! اف کس قدر خوفناک... کتنی بھیانک حالت ہے!"

ایلین نے کہا۔ "دیکھو میں تمہیں زیادہ عرصہ تک پریشانی میں رکھنا نہیں چاہتی۔ تمہاری وہ پاکٹ بک مل گئی ہے۔"

"مل گئی ہے!" گرین وڈ نے اس فقرہ کو دوہرا کر پوچھا اور تھوڑی دیر تک سمجھ نہ سکا۔ کہ یہ خبر خوشی کی ہے یا الم کی پھر اس نے دوبارہ کہا "تم کیا کہتی ہو پاکٹ بک مل گئی ہے؟"

"ہاں خود میں کو ملی ہے۔"

نہیں ایلین۔ نہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟"

"واہ۔ اگر مجھے نہ ملتی تو میں کیا جانتی تمہاری پاکٹ بک کہو گئی ہے؟"

"بیشک تم سچ کہتی ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ تمہیں مل گئی۔ اب میں ہر طرح محفوظ ہوں لاؤ ایلین اسے میرے حوالہ کر دو۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے پاکٹ بک لینے کے لئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہاتھ بڑھایا۔ گرالین نے استقلال کے لہجہ میں جواب دیا "نہیں۔ ابھی نہیں۔ تمہیں یاد ہے ... یہی وہ کمرہ ہے۔ جس میں دوڑ کر میں نے تم سے التجا کی تھی کہ مجھے بدنامی اور اس بچہ کو جو ابھی پیدا نہ ہوا تھا۔ ذلت سے بچا لو۔ تم نے لاپروائی سے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا تھا تم نے میری التجاؤں پر بالکل توجہ نہ دی تھی۔ وہ نظارہ مجھے ابھی تک بھولا نہیں۔ میں تم سے انصاف کی طلبگار نہیں اور تم نہیں مانتے تھے۔ آخر تنگ آکر میں نے کہا تھا۔ شاید کوئی وقت آئے۔ جب تمہیں اپنی اس بدسلوکی پر متاسف ہونا پڑے"

غصہ اور خوف کے مشترکہ احساس سے گرین وڈ کا چہرہ سپید ہو گیا۔ اور وہ چلا کر کہنے لگا

... کہ درمیان ایک میز حائل تھی (صفحہ ۲۶)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو کیا اب تم ان واقعات گذشتہ کا بدلہ لینا چاہتی ہو؟ کیا تمہارا ارادہ مجھے حوالہ پولیس کرنیکا ہے؟ نہیں میں اس کا موقعہ نہ آنے دوں گا۔ میں پاکٹ بک تم سے زبردستی چھین کر اسے آگ میں ڈال دوں گا۔ اور اس طرح پر میرے جرم اور حماقت کا ثبوت تلف ہو جائیگا۔ اور اس وقت ... لیکن یوں وقت ضائع کرنا بے سود ہے۔ مجھے عمل کرنا چاہیئے ... لاؤ وہ پاکٹ بک سیدھی طرح میرے حوالہ کر دو۔"

اتنا کہہ کر وہ اس کیطرف یوں لپکا جیسے شیر اپنے شکار کیطرف دوڑتا ہے۔ مگر ایلین ہرن کی پھرتی کے ساتھ دوڑ کر ایک طرف کو ہٹ گئی۔ اور کمرہ کے ایک حصہ میں ایسے طریق پر کھڑی ہو گئی۔ کہ دونوں کے درمیان ایک میز حائل تھی۔ اور گھنٹی کی رسی ایلین کے بالکل قریب واقع تھی

اس نے چلا کر کہا "اگر تم نے مجھ سے زبردستی کرنی چاہی۔ تو یاد رکھو میں ابھی شور و غل مچا کر سب نوکروں کو اکٹھا کر لونگی۔ اور اس کے بعد ان کی حاضری میں اس امر کا اعلان کر دوں گی کہ تمہارا آنا جانا ہے! دیکھو مجھے دق نہ کرو ... میں پہلے ہی بپھری ہوئی ہوں تمہارا مستقبل اک تاریک ظلمت کے ساتھ لٹک رہا ہے!"

"خدایا یہ کیا تماشا ہے!" گرین وڈ نے غصہ سے دانت پیستے ہوئے کہا "ایلین تم کسی طرح رضامند بھی ہو سکتی ہو؟"

"صرف اسی شرط پر جو میں پہلے بیان کر چکی ہوں" ایلین نے پوری درازی قامت اختیار کر کے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے شاہانہ حسن کا پورا رعب گرین وڈ پر ڈالنا چاہا۔

"خیر میں اسے منظور کئے لیتا ہوں" گرین وڈ بیحد طرف سے مایوس ہو کر کہنے لگا "لاؤ اب وہ پاکٹ بک میرے حوالہ کر دو۔ خدا شاہد ہے کہ میں عنقریب تم سے شادی کرونگا"

ایلین نے نفرت اور سخوت کے مشترکہ انداز سے اپنے بالائی لب کو ہلا دے کر کہا "تمہاری قسموں کا کسے اعتبار ہے۔ جسے اپنے قول کا پاس نہ ہو اسے قسم کا کیا خیال ہو سکتا ہے"

گرین وڈ بے دق ہو کر کہا "ایلین آخر تمہارے اطمینان کی کوئی صورت بھی ہے؟ کہو تو میں لکھ کر دیدوں؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نوجوان حسینہ نے جواب دیا "میں اسے بھی ایک کاغذ کا پرزہ سمجھتی ہوں۔ مس تمہارے جرم کے اس ثبوت کو اس وقت واپس کر دونگی۔ جب گرجا میں ہماری شادی کی رسوم ادا ہو چکیں گی۔ اس سے پہلے نہیں۔ خدا کرے کہ یہ حضرہ جو اس وقت تمہیں پیش آیا ہے۔ آئندہ کے لئے تمہیں زیادہ محتاط کرنیکا موجب ثابت ہو"

گرین وڈ چلا کر کہنے لگا۔ اے ایلن جسے نہ کسی کی بات کا اعتبار ہو۔ نہ تحریر کا۔ ایسے شخص سے شادی کرنے پر کیونکر آمادہ ہو سکتی ہے"

صرف اس لئے کہ اس کا بچہ ناجائز ہونے کے داغ سے بچا رہے" ایلن نے زمدار لفظوں میں جواب دیا" ہاں اس لئے کہ وہ بڑا ہو کر اپنی ماں کو نفرت کی نظر سے نہ دیکھنے لگے کیونکہ ہماری شادی کے بعد اس کے لئے یہ جاننا غیر ضروری ہوگا۔ کہ وہ رسم کب ادا ہوئی تھی"

گرین وڈ نے جھنجلاہٹ کے انداز سے پھر کہا" ایلن تم ناواقف نہیں ہو۔ کہ ہمارے اس ملاپ کی راہ میں بہت سی مشکلات حائل ہیں۔ بھلا تم اپنے باپ کے روبرو یہ کیونکر بیان کر سکو گی۔ کہ میں نے اس شخص سے شادی کر لی ہے جس نے تمہیں تباہ اور تمہارے محسن رچرڈ کو برباد کیا تھا۔ کیا تم اس کے روبرو یہ کہتی ہوئی نہ شرماؤ گی۔ کہ وہی شخص تمہارے بچہ کا باپ ہے؟ ایلن ذرا سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔۔"

تیرے لئے اب ہر قسم کی غور و فکر غیر ضروری ہے" مس سنرو نے قطع کلام کر کے کہا میں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ سر دست اس شادی کے معاملہ کو چھپائے رکھونگی اور اس کے بعد جب ہمارا سچہ اپنی پوزیشن کو اچھی طرح سمجھ سکے گا۔ تو میں اپنے آپ کو شادی شدہ ظاہر کر دوں گی۔

"نا نا کہ ایسا ہی ہوگا" گرین وڈ نے مزید اصرار کے ساتھ کہا" مگر ایک بڑی بھاری رکاوٹ یہ بھی تو ہے کہ میرا نام۔۔"

"ہم پرائیویٹ طور پر مضافات شہر کے کسی گرجا میں شادی کریں گے۔ جہاں تمہیں کوئی پہچانتا نہ ہو۔ وہاں تم بے خوف ہو کر اپنا اصلی نام درج رجسٹر کر سکتے ہو۔ کیونکہ وہاں کوئی یہ نہ جانتا ہوگا۔ کہ تم جارج ٹائیگو گرینوڈ ہو"

"تو یہ ہے! عورت اپنی ضد پر آجائے تو وہ ساری مشکلات پر غالب آسکتی ہے" گرین وڈ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے کسیقدر بلند آواز میں اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

ایلن نے پوچھا "پھر تمہارا فیصلہ کیا ہے؟ یاد رکھو میرے استقلال میں فرق نہ آنے پائیگا۔ میرے لئے فقط دو ہی طریق عمل ہیں۔ یا تو یہ کہ اپنے بچہ کی پیشانی سے اس کے ناجائز ہونے کا داغ دور کر دوں۔ یا ان نقصانات کا بدلہ لوں۔ جو مجھے اور میرے والد کو پہنچائے گئے ہیں۔" اگر تم مجھے اپنی بنانا منظور کرو۔ تو اطمینان رکھو کہ تمہارے جرم کے ثبوت رسم شادی کے بعد گرجا میں بجنسہ واپس کر دئے جائیں گے۔ اگر انکار کرو۔ تو کل سے میرے انتقام کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ بولو کیا ارادہ ہے؟"

سخت انکسار کے لہجہ میں گرین وڈ نے کہا۔ "ایلن میں تمہاری تجویز منظور کئے لیتا ہوں۔ مگر ایک شرط میری طرف سے بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہماری شادی اس دن تک خفیہ رکھی جائے۔ جب کہ۔۔۔"

"میں تمہارا مطلب سمجھ گئی۔" مس منرو نے مقراض سخن ہو کر کہا۔ "اس بارہ میں تم میرے وعدہ کا اعتبار کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ ایسی وجوہ موجود ہیں جن کے باعث خود میرے لئے اس شادی کو اس وقت تک مشہور کرنا غیر مناسب ہوگا۔ جب تک کہ تم دنیا کے روبرو اپنا اصلی نام ظاہر کرنا پسند نہ کرو۔"

"بس تو پھر ویسا ہی ہو۔ جیسا تم چاہتی ہو۔ کل میں ایک خاص لیسنس حاصل کر لونگا اور ہماری شادی کی رسم چپکے سے ہیکنی میں ادا ہو جائے گی۔ تم نے صبح کے ۱۰ بجے مجھے گرجا میں ملنا۔ میں سب سامان تیار رکھوں گا۔ لیکن تمہارے ساتھ کون ہوگا؟"

"میرین۔۔۔ میری وفادار رفیق جس نے تمام مشکلات میں میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔"

گرین وڈ نے کہا۔ "میرے نزدیک بہتر تھا کہ اس ڈاکٹر کی بیوی۔۔۔ میری مراد مسز ونٹ ورتھ سے ہے۔۔۔ تمہارے ساتھ ہوتی۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ نوکروں کو محرم راز کیا جائے۔ اس کے علاوہ مسز ونٹ ورتھ میری صورت سے ناآشنا ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ میرا نام گرین وڈ ہے۔ اور یوں بھی ایک شریف عورت ہے۔"

"خیر تو وہی سہی۔" ایلن نے جواب دیا۔ "مسز ونٹ ورتھ میرے ساتھ ہوگی۔ وہ ہر طرح قابل اعتبار عورت ہے۔"

اس کے بعد اس نے گھنٹی بجائی۔ ایلن کے اس فعل سے مضطرب ہو کر گرین وڈ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے کہا۔ "کیوں اب اور کیا چاہتی ہو؟"

ایلین کہنے لگی۔ "تمہارے کسی نوکر کو بلاتی ہوں۔ کہ اس کی موجودگی میں پاس سے گذر جاؤں۔ تم نوکر کا شبہ رفع کرنے کو اسے اپنی طرف سے کوئی ہدایت کر دینا۔"

اتنے میں فلپو حاضر ہوا۔ اور اس کی موجودگی میں ایلین ایسے طریق پر گرین وڈ سے رخصت ہوئی۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا ہو۔ اس کے بعد جب وہ مارکہم پلیس میں پہنچی۔ تو اس کے دل میں جو ناقابل بیان خوشی اور غیر معمولی امنگیں جوش زن ہیں کون ہے جو ان کا اندازہ کر سکے۔ آج اس نے ایک عظیم کامیابی حاصل کی تہی اور وہ بہی اس شخص پر جسکی انتہائی خود غرضیوں نے اسے ہر قسم کی اخلاقی مراعات سے محروم کر دیا تہا۔ اس پر قابو پا کر اپنی شرطیں منوانا ایلین کے لئے کچہہ کم خوشی کا موجب نہ ہو سکتا تھا

آج جس فخر اور دلی خوشی کے ساتھ اس نے بچہ کو اپنی گود میں لیا۔ اس کا احساس پہلے اسے کبھی نہ ہوا تھا۔ حقیقی خوشی نے اس کے حسن کو اور بہی دوبالا کر دیا تھا۔ اور اسوقت وہ غیر معمولی طور پر خوبصورت نظر آتی تہی۔ لبوں پر خود بخود مسکراہٹ پیدا ہو رہی تہی آنکہیں امید۔ کامیابی اور مادرانہ شفقت کے جوش سے چمک رہی تھیں۔ ایک ناقابل بیان راحت کا اثر اس کے چہرہ پر نمایاں تہا۔ اور اس کی چہاتی پر شوق جذبات کی بدولت متلاطم تہی۔

گھر پہنچکر جب وہ چائے پینے کی میز پر بیٹھی۔ تو مسٹر منرو نے اس سے پوچہا۔ "میری عزیز بیٹی کیا معاملہ ہے کہ آج تمہیں اس قدر دیر لگی۔ مجہے تو فکر پیدا ہو چلی تہی۔"

ایلین نے بات ٹالنے کی غرض سے کہا۔ "ابا جان اس روپیہ کے لین دین میں ہی بہت وقت صرف ہو گیا۔ کل صبح مجہے مسز ونٹ ورتھ نے اپنے ہاں دعوت پر بلایا ہے اس لئے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر میں حاضری کے وقت گھر پر نہ ہوتی۔ تو آپ اسے غیر معمولی واقعہ نہ سمجہئے گا۔"

مسٹر منرو نے کہا۔ "ایلین جس میں تمہاری خوشی ہو۔ اس میں میری بہی خوشی ہے بہت اچہی بات ہے کہ تم مسز ونٹ ورتھ ایسی شریف خاتون سے تعلقات پیدا کر رہی ہو۔" پھر اس نے گفتگو کا پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "کل کی ڈاک میں مجہے رچرڈ کے خطوں کا انتظار لگا ہوا ہے۔ کیونکہ پہلی مراسلت جو اس کیطرف سے موصول ہوئی۔ چنداں اطمینان بخش نہ تہی۔ خدا کرے وہ یہاں کو واپس آ رہا ہو یا نیپلز میں محفوظ ہو۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایلین کے خوشنما چہرہ پر الم کا بادل چھا گیا۔ اور وہ کہنے لگی "افسوس کہ یہ مہم اس کے لئے نامبارک ہی ثابت ہوئی ہے۔ اگر میں اس کا مزاج سمجھنے میں غلطی نہیں کرتی۔ تو یقیناً اسے اوسور کی شکست کا سخت افسوس لگا ہوا ہے۔"

اس جگہ پر ناظرین کو شاید یہ جتلانا غیر ضروری نہ ہوگا کہ اسٹیلا میں ہمارے ہیرو نے جو فتوحات حاصل کی تھیں۔ ان کی خبر ابھی انگلستان نہ پہنچی تھی۔ ذرا وقفہ کے بعد مسٹر مسز نے کہا "وہ دن بڑا ہی مبارک ہوگا۔ جب وہ سعادت مند لڑکا گھر واپس آئیگا کیونکہ مجھے اس کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح محبت ہے۔"

"اور میں بھی اس کے ساتھ بھائی کی ایسی محبت رکھتی ہوں۔" ایلین نے کہا۔ "ہاں وہ میرا بھائی ہی ہے۔" اس نے دوبارہ بھائی کے لفظ پر زور دیکر کہا۔

اس سے اگلے روز۔ بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔ کہ ایک بند گاڑی ہیکنی کے گرجا کے سامنے ٹھیری۔ اور اس میں سے مسٹر گرین وڈ اترا۔

اس کی رنگت زرد تھی۔ اور اس کے لب کا حرکت کرنا ظاہر کرتا تھا۔ کہ طبیعت میں انتہا درجہ اضطراب ہے۔ اس کے فوراً بعد جب گرجا کا گھڑیال دس بجا رہا تھا۔ ایک اور گاڑی وہیں آکر رکی۔ گرین وڈ نے قریب جا کر دروازہ کھولا۔ اور مسز ونٹ ورتھ اور ایلین مسز کو سہارا دیکر اتارا۔ جس وقت وہ آخر الذکر کو گرجا کے دروازہ تک لیجا رہا تھا اس نے دبی زبان سے پوچھا "تم وہ پاکٹ بک بھی ساتھ لیتی آئی ہو؟"

ایلین نے مختصر طور پر کہا "ہاں"

اس کے بعد یہ تینوں گرجا کی طرف روانہ ہوئے۔ اور گاڑیاں اسی جگہ انکی واپسی کی منتظر رہیں۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو معاملہ گاڑی والوں کی نظر سے پوشیدہ رہے گرجا کا پادری اور کلرک پہلے سے ان کے منتظر تھے۔ ان کے آنے پر شادی کی رسم شروع ہوئی۔ اور تھوڑے عرصہ بعد ختم ہوگئی۔ اب ایلین کو قانون اور اخلاق کی رو سے بیوی کا درجہ حاصل ہو چکا تھا۔

اس کے شوہر نے اس کی سفید پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور عین اس وقت ایلین نے پاکٹ بک اس کے حوالہ کر دی۔ چند منٹ بعد اسے شادی کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔

اپنے شوہر کو ایک طرف لے جا کر اس نے کہا "میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ اگر میری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خاطر سے نہیں۔ تو اپنے بچہ کی ... اور خود اپنی خاطر آئندہ کوئی فعل ایسا نہ کرنا ..."

گرین وڈ نے قطع کلام کر کے کہا "ایلن تم اس بارہ میں بیفکر رہو۔ کل شام میرے دوست مارکوئیس آف ہالسفورڈ نے مجھے دس ہزار پونڈ قرض دیدیئے ہیں۔ اور اس رقم سے میں اپنی بگڑی ہوئی مالی حالت کو سنبھال سکوں گا۔ ایلن اطمینان رکھو کہ تم ایک عزت دار شخص کی بیوی ہی کہلاؤ گی۔ اور جس نام میں آج تم شریک ہوئی ہو۔ مدت مدید تک یادگار رہیگا۔ لیکن یہ بتاؤ تمہارے والد کو رچرڈ کے متعلق کوئی خبر موصول ہوئی؟"

"اس پہلے خط کے بعد جس کی اطلاع میں نے تمہیں دی تھی۔ اور کوئی چٹھی وصول نہیں ہوئی۔ معلوم نہیں وہ حفاظت میں ہے بھی یا نہیں۔"

"خیر جس وقت تمہیں اس کیطرف سے کوئی خط آئے۔ مجھے اطلاع دینا۔"

"اطمینان رکھو میں ضرور اس کی اطلاع بھیجدونگی۔"

"ایلن آج کا دن ہم اکٹھے بسر کریں گے۔ ہمارا ۲۴ گھنٹہ کا زمانہ ہنی مون رچمنڈ میں بسر ہوگا۔ مسز ونٹ ورتھ سے کہدو۔ وہ اب واپس چلی جائے۔ اور تمہارے والد کو کہلا بھیجے کہ ایلن آج دن بھر میرے ہاں ٹھیرے گی۔"

ایلن بولی "تمہارے حکم کی اطاعت میرے لئے بہر حال فرض ..."

گرین وڈ کہنے لگا "بیشک یہی میری خواہش ہے۔ ایلن اب تم میری ہو۔ جن حالات نے ہم دونوں کو ملایا۔ میں انہیں فراموش کر دوں گا۔ اور آج سے میں تمہیں اپنی پیاری بیوی ہی سمجھوں گا۔"

ایلن نے دلی شوق سے اس کا ہاتھ دبا کر اور محبت کی نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا "کاش یہ سچ ہو!" ایلن کو اپنے شوہر سے دلی محبت تھی۔ کیونکہ آخر وہ اس کے بچہ کا باپ تھا۔

گرین وڈ نے کہا "یہ بالکل سچ ہے۔" لیکن جب کہ وہ ان لفظوں کو ادا کر رہا تھا اس کی نئی بیاہی دلہن نے بالکل محسوس نہیں کیا۔ کہ اس فقرہ کا اس کے شہوانی جذبات سے بھی کچھ تعلق ہے۔ فقرہ پورا کرتے ہوئے گرین وڈ نے کہا "میں جانتا ہوں۔ تم پورے طور پر وفادار رہی ہو۔ اور یہ امید کہ میں کسی دن گرین وڈ کی منکوحہ بیوی بن سکونگی ہمیشہ تمہارے طرز عمل پر غالب رہی ہے۔ اس کے میرے پاس کافی ثبوت موجود ہیں۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"ثبوت!" ایلن نے خوشی اور تعجب کے مشترکہ انداز سے کہا۔

"ہاں ثبوت۔ تمہیں وہ دن یاد ہے۔ جب نقابی رقص کے اس جلسہ میں تم نے اس مکار پادری ریجینالڈ ٹریسی کو نہایت مناسب طور پر زوردار لفظوں میں جھاڑ بتائی تھی۔ اس وقت تم دونوں کے قریب ایک یونانی رہزن بھی کھڑا تھا!"

مجھے یاد آگیا۔ تو کیا وہ یونانی رہزن ..."

"وہ میں ہی تھا" گرین وڈ نے کہا۔

"تم؟" ایلن نے اطمینان کے ساتھ مسکرا کر پوچھا

"ہاں خود میں ہی تھا۔ اور میں نے تمہاری زبان سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ پورے طور پر سن لیا تھا۔ لیکن آؤ اب یہاں ٹھیرنا بیکار ہے۔ تم مسز ونٹ ورتھ سے کہدو کہ وہ تمہارے والد کو کوئی معقول عذر پہنچا دیں اور ہم تم یہاں سے رخصت ہو چلیں۔"

ایلن نے اس نشست گاہ میں جا کر جہاں ڈاکٹر کی بیوی خوشگوار آگ کے قریب بیٹھی تھی۔ گرین وڈ کا عندیہ اس کے روبرو ظاہر کر دیا۔ اور درخواست کی کہ ایک دن کے لئے میرے متعلق والد کو کوئی مناسب عذر پہنچا دیجئے۔

اس کے بعد تینوں وہاں سے رخصت ہوئے۔ مسز ونٹ ورتھ نے اس راز کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کر کے نوشادی شدہ جوڑے کو الوداع کہی۔ اور فوراً ہی خود اکیلی گاڑی پر سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف چلدی۔ گرین وڈ اور ایلن اپنا مختصر زمانہ ہنی مون بسر کرنے کو رچمنڈ کی طرف ہو لئے۔

چوتھا باب — مزید کامیابیاں

اب ہم پھر ایک بار سرزمین کیسل سکالا کا رخ کرتے ہیں۔

نہایت قلیل عرصہ میں ایسے تیز کوچ در کوچ کرتا ہوا جن کی بدولت فوجوں کی قوت برداشت کا بخوبی طور سے امتحان ہو گیا۔ مایوس یا غیر مطمئن نہیں بلکہ جوش اور امنگوں سے بھری ہوئی فوج کو ساتھ لئے رچرڈ ولابیلا کی فصیل کے قریب پہنچ گیا ہے۔ راستہ میں کم و بیش ۴۰۰ والنٹیر جوان اس کی فوج میں اور شامل ہو چکے ہیں۔ اور یہ لوگ چونکہ ملیشیا کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے پہلے سے سلح ہو اور قواعد دان ہیں۔ درحقیقت رچرڈ نے اسٹیلا میں جو عظیم فتح حاصل کی۔ اس کی بدولت چاروں طرف لوگوں کے اندر اس کے حق میں غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس واقعہ کو وہ خود اور اس کے پیرو کار آئینی آزادی کی آخری کامیابی کا ایک مبارک فال سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر ایک گاؤں۔ ہر ایک دیہ میں جہاں سے فتحمند فوج گذرتی۔ لوگ طرح طرح کی خوشیاں مناتے اور اس کا بڑے جوش سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ آخر یکم جنوری کی صبح کو جب اس فوج کا سردار اس جنگل سے باہر نکلا۔ جو دلا بیلا کا طواف کئے ہوئے ہے۔ تو شہر کی فصیلوں سے توپخانہ کی گھنگرج آوازوں نے سلامی اتاری۔ اور اس کے ساتھ ہی اس عظیم تجارتی شہر کے ہر ایک برج اور چوٹی پر آشتی کا تین رنگوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔

رچرڈ نے یہ حالت دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا "یہاں پر سب ہمارے دوست ہی نظر آتے ہیں۔ خدا کرے اور مقامات میں بھی ہمیں خون بہانے کی ضرورت محسوس نہ ہو"

اس کے تھوڑی دیر بعد فوج دلا بیلا کے باہر خیمہ زن ہو گئی۔ کیونکہ رچرڈ اس وقت شہر میں داخل ہونا غیر مناسب سمجھتا تھا۔ جب تک کہ کارپوریشن اسے باضابطہ طور پر اس کی دعوت نہ دے۔ تاہم اس نے فوراً ہی ایک قاصد کو اس قسم کی بعض دستاویزات دے کر جو اسٹیلا کی انتظامی کمیٹی کیطرف سے اسے حاصل ہوئی تھیں میئر کے پاس بھیجا اور اس کے گھنٹہ بھر بعد دلا بیلا کے میونسپل حکام ایک جلوس کی صورت میں فاتح فوج کے خیر مقدم کے لئے شہر سے باہر آئے۔

شہر کا میئر ۸۰ سال کا ایک عمر رسیدہ آدمی تھا۔ لیکن اس کے قوا بدستور قائم تھے اور ذہنی قوت مضبوط اور تیز تھی۔ اسے آگے آتا دیکھکر رچرڈ اپنے گھوڑے سے اتر کر اس سے ملنے گیا۔ لیکن میئر نے کہا "اے بہادر اور شریف النسب جوان۔ آؤ میں تم سے بغلگیر ہو لوں۔ تمہاری شہرت تمہاری ذات سے پہلے یہاں پہنچ چکی ہے۔ اور اس فصیل کے اندر ان دلا بیلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ایک فرد واحد بھی ایسا نہیں۔ جو اس کارتواب کا مخالف ہو۔ جس کی حمایت میں تم نے تلوار اٹھائی ہے"

اس کے بعد سارے ارکین کارپوریشن کی حاضری میں میئر پدرانہ شفقت کیساتھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رچرڈ سے بغلگیر ہوا۔ اور فوج کے جوانوں نے زور کے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے
پھر رچرڈ کو باضابطہ طور پر شہر میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی۔ اور جب کہ اس
بارہ میں ضروری احکام جاری کر چکا۔ تو ایک جلوس تیار کیا گیا۔ جس میں سب سے آگے کارپوریشن
کے اراکین تھے۔ ان کے بعد جنرل مارکھم اور اس کا سٹاف اور ان کے بعد فوج کے سپاہی
اور ان کے ہتھیار جو طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنوں سے چمک رہے تھے
جب ہمارا ہیرو پل پر سے گذر کر شہر کے اندر داخل ہو گیا۔ تو فصیلوں پر توپ خانہ کی
باڑھ پھر ایک بار چلی اور گرجوں میں گھنٹے بجنے شروع ہوئے۔
اسٹیلا کی طرح یہاں بھی ہر طرف کھڑکیوں میں آرزومند آنکھیں شوق سے کسی کے آمد
کا انتظار کر رہی تھیں۔ بازاروں میں ایک جم غفیر رچرڈ کو دیکھنے کے لئے بیتاب تھا۔ اور ہر کس
و ناکس کے سینہ میں حب وطنی اور تازہ آزادی کا شوق موجزن نظر آتا تھا۔
یکایک لاکھوں آوازوں نے مل کر کہا "البرٹ زندہ باد!" "جنرل مارکھم زندہ باد!"
"ظالم کو خدا غارت کرے!" "آسٹریوں کو موت کے گھاٹ اتار دو!"
جس وقت یہ جلوس ٹون ہال میں پہنچا تو فوجیں وہاں سے ہٹ کر بارکوں کی طرف چلی
گئیں اور اس جگہ قلعہ نشین فوج کے ایک ہزار کے قریب جوانوں نے ان کا شوق سے
خیر مقدم کیا۔ ولا بیلا کے سارے فوجی افسر بھی باستثنائے کرنل کمانڈنٹ آئین پسندوں
کے حق میں تھے۔ آخر الذکر نے بھی کسی علانیہ مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ صرف اتنا کہا۔ کہ گو
آئندہ میں کبھی گرینڈ ڈیوک کی خاطر تلوار نہ اٹھاؤں گا۔ تاہم اس کا نمک کھانے کی قسم
میں اس کے خلاف بھی نہیں لڑ سکتا۔
ٹون ہال میں کچھ عرصہ تک ضابطہ کی کارروائی ہوتی رہی۔ میونسپلٹی نے ایک اعلان
کا مسودہ تیار کیا۔ جس کی رو سے اسٹیلا کی انتظامی کمیٹی کو جائز تسلیم کیا گیا تھا۔ اور یہاں
میونسپلٹی نے بھی ایک مستقل حیثیت اختیار کر کے اس قسم کے اختیارات اپنے ذمہ لئے
مارکھم نے اس اعلان پر تصدیق کے طور پر دستخط کئے۔ اور اس کے بعد واپس فوجی بارکوں
چلا گیا۔
یہاں سے مارکھم نے چند معتمد سفیروں کو پنیالا کے نیکدل ساہوکار ودیانی اسٹیلا کے
رشتہ داروں کی حکومتی کمیٹی کے پاس بھیجا۔ پھر فوج کو اس ہمت اور استقلال پر مبارکباد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دی۔ جس کی بدولت ولابیلا میں اس قدر آسانی کے ساتھ کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ اور سپاہیوں کو اس بات کی یاد دہانی کی۔ کہ ساری کامیابی کا دارومدار نقل و حرکت کی تیزی پر ہے۔ تاکہ آئینی فوج کی تعداد بڑھنے سے پہلے دشمن عظیم اجتماع فوج نہ کر سکے۔ بعد میں سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ وہ سہ پہر کو ۳ بجے پھر کوچ کے لئے آمادہ رہیں۔

کچھ تو نئے والنٹیروں کے شمول اور کچھ ولابیلا کی قلعہ نشین فوج کی مدد سے اب رچرڈ کی سپاہ چار ہزار کی تعداد تک پہنچ چکی تھی۔ اس شاندار فوج کو ساتھ لیکر رچرڈ اب پیاسیر کی جانب روانہ ہوا۔ اس سے دوسرے دن یعنی ۲ جنوری کی شام کو اس مشہور شہر کے برج آئین پسند فوج کے ہراول کو نظر آنے لگے۔

پیاسیر کی قلعہ نشین فوج کا کمان افسر ایک عمر رسیدہ اور مشہور آدمی جنرل جسٹینانی تھا۔ گرینڈ ڈیوک سے غیر معمولی وفاداری کرنے والا اور ہر قسم کی آزادی اور آزاد خیالی کا پکا مخالف۔ رچرڈ اس بات سے پورے طور پر واقف تھا۔ اور اسے یقین تھا۔ کہ پیاسیر پر بغیر خونریزی کے قبضہ نہ ہو سکے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اسے نظر انداز نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس صورت میں اندیشہ تھا۔ کہ صوبجات ویرونیزی اور سٹیرانو کی فوجوں کا اس جگہ سہولت سے اجتماع ہو سکے گا۔ اور دشمن آسانی سے آئینی فوج اور ولابیلا اور اسٹیلا کے درمیان رسل و رسائل کے سلسلہ کو منقطع کر دے گا۔

غرض مارکیم کو پورا یقین تھا۔ کہ دشمن آئینی فوج پر ضرور حملہ کرے گا۔ اس لئے اس نے مناسب تیاریوں کا کام فوراً شروع کر دیا۔ اس نے ہراول فوج کو رک کر عقبی فوج کا انتظار کرنے کا حکم دیا۔ اور توپ خانہ ایک پہاڑی پر جما دیا۔ جہاں سے شہر تک درمیانی فاصلہ پر بخوبی گولہ باری ہو سکتی تھی۔

اس کی یہ تیاریاں بے سود ثابت نہ ہوئیں۔ کیونکہ تھوڑے ہی عرصہ میں پیاسیر کی طرف سے بہت سی فوج آگے کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنوں میں دشمن کے سپاہیوں کی فولادی ٹوپیاں اور سنگینیں چمکتی نظر آتی تھیں۔ اس کے پاؤ گھنٹہ بعد دشمن اس قدر قریب پہنچ گیا۔ کہ رچرڈ نے توپ خانہ کو فیر کرنیکا حکم دینا ضروری خیال کیا۔ لیکن جرنیل جسٹینانی جو اپنی فوج کی کمان خود ہی کر رہا تھا۔ سپاہ کو لئے اس قدر تیزی سے بڑھا چلا آیا۔ کہ تھوڑی دیر میں ہی گھمسان کا معرکہ شروع ہو گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جسٹینانی کے ساتھ کم و بیش ساڑھے تین ہزار جوان تھے۔ لیکن گو یہ سپاہ عددی طور پر آئین پسندوں سے کم تھی۔ مگر اسے بعض اور فوقیتیں حاصل تھیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ نہ صرف ۲۰ میدانی توپیں تھیں۔ بلکہ بہت سی رفلیں اور گولنداز بھی ساتھ تھے۔ اس کے علاوہ یہ فوج ہر طرح تازہ دم تھی۔ رچرڈ کے جوان ایک طویل کوچ کے باعث تھکے ہوئے تھے۔ چند منٹ تک فریقین کیطرف سے زوردار گولہ باری ہوتی رہی۔ اس کے بعد رچرڈ نے اپنی فوجوں کو آگے بڑھا کر رسالہ کے جوانوں کو دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی سنگانی جوانوں نے اپنی رفلوں کا رخ دشمن کے گھڑچڑھے سپاہیوں کیطرف پھیرا۔ کچھ تو ان کی امداد سے اور کچھ رسالہ کی غیر معمولی جرأت سے دشمن کے سواروں کے دانت ایک گھنٹہ کے عرصہ میں ہی کھٹے ہو گئے۔

اپنے رسالہ کو دشمن کے سواروں کا مقابلہ کرنے کے لئے چھوڑ کر رچرڈ نے آپ دائیں بازو کی طرف رخ کیا۔ جس پر گولنداز بڑے زور کے وار کر رہے تھے۔ اور جہاں کسی حد تک اضطراب پیدا ہونے لگا تھا۔ ان جوانوں کو مخاطب کر کے رچرڈ نے کہا۔ "آئین پسند و میدان کے دوسرے حصہ میں تمہارے بہائی کامیاب ہو چکے ہیں۔ خبردار آج کمزوری کا اظہار نہ ہونے پائے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ آج ہم کامیابی یا موت ایک بات ضرور حاصل کر کے رہیں گے۔"

ان لفظوں کا اثر بجلی کی طرح ثابت ہوا۔ اور آئین پسند پیادہ فوج فوراً ہی سنبھل گئی۔ ان کے اکھڑتے ہوئے قدم دوبارہ جمتے دیکھ کر دشمن نے پھر زور کا حملہ کیا۔ اور تباہ کن مقابلہ دیر تک تاریکی میں جاری رہا۔ اتنے میں رچرڈ کا مقابلہ گولندازوں کے کرنیل سے ہو گیا۔ جو ایک خوشنما گھوڑے پر سوار تھا۔ مگر اس مقابلہ کا فیصلہ جلدی ہی ہو گیا رچرڈ کے وہ سے افسر مذکور کی تلوار ہاتھ سے گر گئی۔ اور اسے فوراً ہی زیر حراست لے لیا گیا۔ فوج میں یہ خبر شعلہ آتش کی طرح پھیل گئی۔ اور اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ دشمن کے جوان گھبرا کر تتر بتر ہونے لگے۔ فوراً ہی انہوں نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ رچرڈ نے تعاقب کیا۔ اور طرفۃ العین میں جسٹینانی کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔

رچرڈ نے پھر بھی تعاقب نہ چھوڑا۔ بلکہ اپنی فوج کو ساتھ لئے دشمن کا پیچھا پیاسیر کی فصیل تک جاری رکھا۔ اس لئے نہیں کہ وہ انہیں منہدم کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ محض اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نیت سے کہ جس قدر زیادہ قیدی ہاتھ آئیں۔ پکڑ لئے جائیں۔ اور دشمن کو شہر میں پناہ گزین ہونے کا موقعہ نہ دیا جائے۔

رچرڈ نے جرنیل جسٹینانی کو شہر کے دروازہ تک پہنچتے پہنچتے پکڑ کر زیر حراست لے لیا۔ اور اس کے بعد واپس آکر پھر اپنی فوجوں کو منظم کرنے کا کام شروع کیا۔

وہ رات آئین پسندوں نے پیاسیر سے ایک میل کے فاصلہ پر کھلے میدان میں بسر کی۔ اس سے اگلے دن یعنی ۳ جنوری کی صبح کو شب گذشتہ کے کارنامہ کا علانیہ چاروں طرف ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ دشمن کے ۸۰۰ جوان مارے گئے۔ اور ۵۰۰ گرفتار ہوئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں آئین پسندوں کے صرف ۳۰۰ آدمی مارے گئے اور کم و بیش اتنے ہی زخمی ہوئے تھے۔

سورج افق مشرق سے منہ نکال کر کشت و خون کے اس خوفناک نظارہ کو دیکھنے لگا ہی تھا۔ کہ پیاسیر سے چند قاصدوں نے آکر اطلاع دی کہ کارپوریشن آئین پسندوں کے حق میں ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی میونسپل حکام کیطرف سے مارکہم کے نام بعض رقعات لائے۔ ان مراسلات سے واضح ہو گیا۔ کہ شہر کے کثیر التعداد باشندوں کو آئین پسندوں سے پوری ہمدردی ہے۔ اور انہیں اس کا دلی رنج بھی ہے کہ جنرل جسٹینانی کی ضد سے بلا وجہ اس قدر نقصان جان ہوا۔ یہ خبر جب فوج کے جوانوں میں مشہور ہوئی۔ تو انہوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور بہت دیر تک اپنی کامیابی کی خوشیاں مناتے رہے۔

ان مراسلات میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ شہر میں تین رنگ کا جھنڈا لگا دیا گیا ہے اور مارکہم سے شہر میں داخل ہونے کی درخواست بھی کی گئی تھی۔ ان چٹھیوں کا رچرڈ نے مناسب جواب لکھ بھیجا۔ اس کے بعد وہ جرنیل جسٹینانی سے ملا۔ اور اس سے کہنے لگا۔ کہ اگر آپ آئیدہ آئین پسندوں کے خلاف ہتھیار نہ اٹھانے کا اقرار کر لیں تو میں ابھی آپ کو رہا کر سکتا ہوں۔ مگر اس ضدی جرنیل نے اس درخواست کو حقارت کے ساتھ نامنظور کر دیا۔ اور مارکہم نے ناچار اسے بہت سے سپاہیوں کے زیر نگرانی دلاسیلا کو بھیجدیا

ٹھیک ۵ بجے جب رچرڈ مارکہم شہر میں داخل ہوا۔ تو ہر طرف گھنٹے بج رہے تھے۔ توپیں سلامی اتار رہی تھیں۔ اور باشندگان شہر دلی جوش کے ساتھ خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ اراکین کارپوریشن نے شہر کی کنجیاں رچرڈ کے روبرو پیش کیں۔ مگر اس نے یہ کہکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

واپس دے دیں۔ کہ میں کیسل سکالا والوں کا مخدوم نہیں بلکہ خادم ہوں۔"

چند منٹ کے عرصہ میں یہ فقرہ پیاسیر کے بچہ بچہ کی زبان پر چڑھ گیا۔ اور اس نے اہل شہر کے جوش کو اور بھی دوبالا کر دیا۔

رچرڈ نے اس بات کا ارادہ کر لیا۔ کہ آج کا دن شہر میں ہی بسر کیا جائے۔ فوج کو بارکوں میں رکھوا کر اس نے حسب معمول کارروائی کی اطلاع اپنے خاص خاص امیروں کے ہاتھ دلابیلا۔ اسٹیلا۔ پنیالا اور مونٹونی میں بھیجی۔ کیا اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ ہر ایک خط جو رچرڈ سنیہر ودیانی کے نام لکھتا۔ اس میں وہ نہایت مختصر فقرے مسٹر مسز اور اساسابیلا کے نام بھی ہوتے تھے۔

ان کاموں سے فارغ ہو کر رچرڈ ٹون ہال کیطرف گیا۔ جہاں اس نے اس عہدنامہ پر دستخط کئے۔ جس کی رو سے شہر کی میونسپل کمیٹی کو انتظامی کمیٹی بنا دیا گیا۔ اور اس مطلب کا ایک اعلان بھی شائع کر دیا گیا۔

اس کے بعد اس نے انتھک کوشش سے فوج کی تعداد بڑھانے کی فکر کی۔ اب اس کا ارادہ سیدھا برطانی کیطرف جانے کا تھا۔ جہاں اس صوبہ کے کپتان جنرل کے تحت ایک مضبوط آسٹریائی اور کیسل سکالن فوج موجود تھی۔ رچرڈ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ برطانی میں سب سے زیادہ زوردار جدوجہد ہوگی۔ ایسی کہ جس کے مقابلہ معرکے جو اب تک ہوتے رہے ہیچ نظر آتے تھے۔

فوج کے لئے مزید جوان حاصل کرنے میں اسے اپنے کوششوں میں پوری طرح سے کامیابی حاصل ہوئی۔ بے شمار والنٹیر بارکوں میں بھرتی کے لئے جمع ہوئے۔ اور شہر کا گودام رویوں۔ ہتھیاروں اور باقی سامان حرب سے پر ہو گیا۔

پیاسیر کے مغرب میں ایک وسیع کھلا میدان تھا۔ اس جگہ رچرڈ نے مجموعہ اپنی فوجوں کے معائنہ کا انتظام کیا۔ تجویز یہ تھی۔ کہ اس فوجی ریویو کے بعد کوچ شروع کیا جائے دوسرے دن صبح سورج نکلنے سے آدھ گھنٹہ بعد فوج شہر کے مغربی دروازے سے نکلکر میدان میں جمع ہونے لگی۔ بیشمار تماشائی اس شاندار نظارہ کو دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ ہزاروں آنکھیں ہمارے ہیرو کو تعریف کی نظر سے دیکھ رہی تھیں۔ سینکڑوں دل اس کی ناموری پر پھولے نہ سماتے تھے۔

CC-0. Mumukshu Bhawan Varanasi Collection. Digitized by eGangotri

مارکیم کے نائب کرنیل کو سارپو نے فوج کا انتظام ٹھیک کیا۔ اور ۱۴ جنوری کی قابل یادگار صبح کو اس میدان میں سورج کی سنہری کرنوں کی روشنی میں ۵۰۰۰ جوانوں کا ریویو شروع ہوا۔ ہر ایک رجمنٹ کا جداگانہ بینڈ باجہ تھا۔ اور سب نے چمکدار وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔ جوں جوں سورج نکلتا آرہا تھا۔ اس کی تیز کرنیں ان جوانوں کی سنگینوں ننگی تلواروں اور فولادی ٹوپیوں پر پڑ کر آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ ایک باڈے پر کھڑا مارکیم اپنے سٹاف اور مورکر سمیت جس نے ۱۴ جنوری کے معرکہ میں خوب ہی داد شجاعت دی تھی۔ ناقابل بیان دلی مسرت کے ساتھ اس سپاہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو اسے اپنا رہبر سمجھتی اور اس کے لیئے پر خون بہانے کے تیار تھی۔

کو سارپو کا حکم پاتے ہی سب فوجیں ترتیب وار توجہ کی حالت میں کھڑی ہو گئیں ہر ایک کا باجہ اس کے سامنے نظر آتا تھا۔

کرنیل نے دوسرا حکم دیا۔ "جنرل سلیوٹ پریزنٹ آرمز" اس کے ساتھ ہی بیشمار ہاتھوں کے بندوقوں پر لگنے سے زوردار گونج پیدا ہو گئی۔ یکایک بینڈ باجے نے فرانس کی مشہور قومی گیت "پیریسین" بجانی شروع کی۔ اور مارکیم نے اپنی فوج کے سلام کے جواب میں اپنے سر سے پر لگی ہوئی ٹوپی اتار کر خود سلام کیا۔

باجا بجنا بند ہوا۔ اس کے بعد نصف میل کے اندر پھیلی ہوئی اس فوج کو شولڈر آرمز کا حکم دیا گیا۔ مارکیم گھوڑے پر سوار فوج کی طرف بڑھا۔ ساتھ ساتھ اس کا سٹاف بھی تھا۔ رجمنٹوں کے پاس سے گذرتے ہوئے اس نے ان میں سے ہر ایک کا معائنہ کیا۔ اور بہتوں کو مخاطب کر کے انہیں حوصلہ افزائی کے لفظ کہے۔ جب وہ دوبارہ اسی بلندی پر آکر کھڑا ہو گیا۔ تو فوجی قطار کو پھر ڈویژنوں کی صورت میں تیار کر لیا گیا۔ اور ساری فوج اپنے جرنیل کے سامنے سے گذرنے لگی۔ آگے آگے بینڈ باجہ ایک دلفریب گت بجا رہا تھا۔

میدان سے ہٹ کر فوجیں ابرٹمانی کی سڑک کو ہولیں۔ اور مارکیم بھی شہر کے سپرنٹنڈنٹ پولیس حکام سے رخصت لیکر ان کے ساتھ چلنے کو تھا۔ کہ ایک سوار گرد و غبار اڑاتا ہوا سرپٹ گھوڑا دوڑاتا قریب آیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سپیرو دیانی کے خطوط لایا ہے ان کے مطالعہ سے ہیرو کو معلوم ہوا کہ پنیالا بھی آئین پسندوں کا حامی بن گیا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور اس نے بھی آزادی کی حمایت میں تین رنگ کا جھنڈا نصب کر دیا ہے۔ وہاں بھی مارکہم کو آئینی فوج کا خاص جرنیل تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور اس کی فوج کے لئے ۲۰۰۰ جوان روانہ کئے گئے ہیں۔

رچرڈ نے یہ خوشخبری پیاسیر کی میونسپلٹی کے اراکین کو بھی سنائی۔ اور اس کے بعد فوج سے جا ملا۔ فوج کے جوانوں نے جب یہ خبر سنی کہ پنیالا جیسا شہر از خود ان کا حامی بن گیا ہے۔ تو ان کے ولولے اور بھی بلند ہو گئے۔

جس وقت رچرڈ گھوڑے پر سوار اپنی فوج کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے دل میں سوچنا شروع کیا "قسمت ہر طرح یاور ہے۔ اب اگر مجھے ابرنٹانی میں کامیابی حاصل ہو جائے۔ تو پھر کسی بات کا کھٹکا نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں میری فوج کا حوصلہ اتنا بلند ہو جائے گا۔ کہ وہ اس عظیم آخری معرکہ میں جو مونٹونی کے قریب ہونیوالا ہے۔ عزم فتحمند ثابت ہو گی۔ اور اس وقت اے اسابیلا تمہارے والد بھی اس بات کو تسلیم کر لینگے کہ انہیں تاج شاہی پہنا کر میں نے اپنے آپ کو تمہاری شادی کے لائق ثابت کر دکھایا ہے"

جس سڑک پر اب رچرڈ کی فوج گذر رہی تھی۔ وہ اس تیز کوچ کے لئے جس پر رچرڈ اصرار کر رہا تھا۔ ہر طرح موزوں تھی۔ کیونکہ فراخ اور ہموار ہونے کی وجہ سے اس پر توپخانہ آسانی سے گذر سکتا تھا۔

دوپہر ڈھلے کو تھی۔ کہ فتحمند فوج کا ہراول ابرنٹانی کے خوشنما صوبہ کے قریب پہنچا۔ اور باشندوں نے اس کا دلی جوش اور مسرت کے ساتھ استقبال کیا۔ کیونکہ یہی وہ علاقہ تھا۔ جو گرینڈ ڈیوک کے زیر حکومت کونٹ سنٹا کروس کی عملداری میں سب سے زیادہ سختی محسوس کرتا رہا تھا۔

ان حالات میں یہ امر چنداں تعجب خیز نہیں سمجھا جا سکتا۔ کہ لوگوں نے اپنی فوج کی آمد پر اظہار خوشی کیا۔ اور ہر کس و ناکس نے اس فوج کے نوجوان جرنیل کو دعائیں دیں۔ راستوں پر جا بجا عمر رسیدہ لوگ دو زانو ہو کر درست بد عا تھے۔ کہ خدا حملہ آور فوج کو فتح نصیب کرے۔ مائیں اپنے بچوں کو کھڑکیوں میں لئے کھڑی تھیں۔ اور اشاروں سے ہمارے ہیرو کی صورت دکھا رہی تھیں۔ چمکیلی آنکھوں والی دوشیزہ لڑکیاں اس کی راہ میں پھول برسا رہی تھیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر طرف سے وانٹیئر بڑی تعداد میں فوج میں شریک ہو رہے تھے۔ جس طرح برف کا گولا لڑھکتا ہوا اپنا حجم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح جوں جوں یہ فوج آگے بڑھتی تھی۔ اس کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی

غروب آفتاب کے قریب ساری فوج ایک بڑے قصبہ کے نواحات میں خیمہ زن ہوئی۔ جس کے باشندوں نے سپاہیوں کے لئے شراب اور سامان رسد بہم پہنچایا۔ اسی اثنا میں دیدونیزی سے چند قاصدوں نے آکر خبر دی کہ وہ مقام بھی آئین پسندوں کا حامی بن چکا ہے۔ اور وہاں سے فوج کے لئے کمک روانہ کی گئی ہے۔ اب گویا کیسل سکالا کا سارا جنوبی حصہ اس تحریک کا موید ہو گیا تھا۔ جس کا سرگروہ اور رہبر کہم تھا۔

فوج نے دو گھنٹے آرام کیا اور اس کے بعد نصف شب تک کوچ کرتی رہی۔ جبکہ وہ رات بسر کرنے کے لئے ایک وسیع میدان میں خیمہ زن ہوئی۔ جہاں اس کے دائیں طرف حفاظت کے لئے ایک جنگل تھا۔ اور بائیں طرف ایک پہاڑی جس پر مزید حفاظت کے لئے توپ خانہ نصب کر دیا تھا۔

رچرڈ نے دشمن کے شبخون سے بچنے کے لئے ہر ممکن تیاری کر لی۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ کونٹ سنٹا کروس ایسا آدمی نہیں۔ جو اس موقعہ پر غافل رہے گا بعد ازاں معلوم ہوا۔ کہ کپتان جنرل اس لئے شہر چھوڑ کر کہیں نہ جا سکتا تھا مبادا اہل شہر آئین پسندوں کے حامی بن جائیں۔

ان حالات میں لشکر کا ارنڈاں کی فصیل کے عین قریب ہوا۔ شہر کے مشرق میں ایک کسی قدر بلند چپٹا مقام تھا۔ جہاں کونٹ سنٹا کروس اپنے ۱۰۰۰ جوانوں کو لیکر جن میں سے تین ہزار باشندگان کیسل سکالا اور ۴۰۰۰ اسٹریڈی تھے۔ کھڑا ہو گیا۔

دوسری طرف رچرڈ کے ساتھ مم دلیش ۶۰۰۰ جوان تھے۔ کیونکہ پاسیسر سے چلنے کے بعد فوج میں ایک ہزار کے قریب اور وانٹیئر شریک ہو چکے تھے۔

غرض ان تیاریوں کے ساتھ فریقین کا مقابلہ شروع ہوا۔ ۵ جنوری کی صبح کو پانچ بجے کے قریب آئین پسند اس مقام سے چل کر جہاں انہوں نے رات بسر کی تھی ارنڈاں کی طرف بڑھے۔ دن یونہی گذر گیا۔ اور اس کے بعد رات کو فوجیں ایک بڑے سنگاؤں کے قریب پھر خیمہ زن ہوئیں۔ ۶ تاریخ کی صبح کو دوبارہ کوچ شروع ہوا۔ مگر رچرڈ نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اب فوج کی رفتار کم کرا دی تہی۔ کیونکہ اسے اس بات کا بہی پورے طور سے خیال تہا کہیں فوج کوچ در کوچ کر کے تھک نہ جائے۔ آخر کار اس روز گہری شام ہو چکی تہی۔ کہ حملہ آور فوج غنیم کے قریب پہنچی۔ اور سامنے ابرنٹانی کے گرجا کا شاندار کلس نظر آنے لگا۔

اس وقت شہر کی طرف اشارہ کر کے رچرڈ نے کہا "اگر خدا ہمارا حامی کار ہے تو کل اس وقت اس گرجا کا گہنٹہ ہماری کامیابی کا خوشی میں بجتا سنائی دیگا"۔ مور کرنے پر اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تہا۔ دلی جوش کے ساتھ کہا۔ "آمین"۔

جس مقام پر آئیں پسند فوج نے اپنے پرے جمائے۔ اس کے دائیں جانب ایک گاؤں اور بائیں طرف دیہاتی وضع کے مکانوں کی قطار تہی۔ رچرڈ کی فوج کا ہر ایک آدمی صادق جوش کے ساتھ اس کام میں حصہ لے رہا تہا۔ اور اسی جوش کا اظہار ان جنگی گیتوں کی صورت میں ہو رہا تہا جنہیں یہ لوگ رات کو خیمہ انداز ہوتے وقت گاتے تہے۔

وہ قابل یادگار رات رچرڈ نے آنکہوں میں بسر کی۔ وہ فوجی چالوں سے نابلد تہا اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہوشیاری اور دور اندیشی سے کام لینے کی ضرورت کو اور بہی زیادہ محسوس کر رہا تہا۔ انہی باتوں سے اس پر اس فتح حاصل کی تہی۔ اور اب بہی اس نے فوج کی پوزیشن کے ہر ایک مقام کی بڑے غور سے دیکہ بہال کی۔ اس نے ہر جگہ پہر کر خوب غور سے دیکہا۔ کہ فوج کا کونسا مقام مخدوش ہے اور کونسا محفوظ۔ آگے بڑہی ہوئی چوکیوں کی دیکہ بہال کی۔ اس علاقہ کے نقشہ کا خوب غور سے مطالعہ کیا۔ ماہر ترین افسروں سے مل کر ذرا ذرا سے معاملہ پر مشورہ کیا اور خود ہر ایک سوال پر ایسی خوش اسلوبی سے رائے دی۔ کہ اس کے ماتحت اس کی بیدار مغزی اور دور اندیشی کے قائل ہو گئے

لڑائی شروع ہونے سے پہلے رچرڈ نے دو خاص باتوں پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تہا۔ ایک یہ کہ اپنی فوج کا کچہ حصہ آگے بڑہا کر توپ خانہ کو ایسے طریق پر سجائے کہ وہاں سے اس مقام پر بخوبی سے گولہ باری ہو سکے۔ جہاں آسٹروی اور کیسل کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی فوج جمع تہی۔ دوسری یہ کہ صبح کاذب کی تاریکی میں ایک مختصر سی جمعیت کو اس جنگل پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجدیا جائے۔ جو دو میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ تاکہ اس جگہ سے یہ فوج مناسب وقت پر دشمن کے بائیں بازو پر حملہ آور ہو سکے۔

سب سے پہلے توپ خانہ سجانے کا کام شروع ہوا۔ اور اس کے بعد سنگانی فوج دن نکلنے سے پہلے اس ہدایت کے ساتہ جنگل کی طرف رخصت ہوگئی۔ کہ وہ دشمن کے میدان میں اترنے سے پہلے اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

۷ تاریخ کی صبح کو طلوع آفتاب سے پہلے سنگانی فوج جنگل میں چہپ چکی تہی۔ دشمن کو اپنے سامنے آئین پسند فوج کا توپ خانہ چمکتا نظر آتا تہا۔ اور خود آئین پسند فوج معرکہ کے لئے ہر طرح تیار تہی۔

رچرڈ نے دائیں بازو کا انتظام خود اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور بائیں کا کرنیل کوساریو کے سپرد کیا۔

ان تیاریوں کے بعد معرکہ کی ابتدا آئین پسندوں کی طرف سے ہی ہوئی جنہوں نے دشمن کی فوج پر اس زور سے گولا باری شروع کی۔ کہ جیسا رچرڈ نے پیشتر سوچا تہا۔ کپتان جنرل کو مجبور ہو کر میدان میں اترآنا پڑا۔ اور اس خوفناک کشت و خون کو روکنے کے لئے جو حملہ آور فوج کے توپ خانہ سے ہو رہا تہا۔ اس نے آئین پسندوں کے دائیں بازو کو خرغہ میں لینے کی کوشش کی۔

اس اثنا میں کوساریو اپنے ڈویژن کو ساتھ لے کر ان پلٹنوں کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ جنہیں کونٹ سنٹا کروس نے مکانات کی قطار کی طرف حملہ کرنے کو بھیجا تہا۔ اور گہنٹہ بھر تک اس جگہ بڑا خوفناک مقابلہ ہوتا رہا۔ آسٹروی فوج نے کوساریو کے جوانوں پر پے در پے یورشیں کیں۔ اور آخر کار انہیں ہٹ کر ان مکانوں میں پناہ لینی پڑی۔

دائیں طرف رچرڈ بہی کچہہ کم مصروف نہ تہا۔ فریقین کے جوان غیر معمولی استقلال اور جرات کے ساتہ لڑ رہے تہے۔ اور ظاہری حالات میں خاص نتیجہ نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تہی۔

مگر عین اس وقت سنگانی فوج جنگل سے نکلکر دشمن کے بائیں بازو پر حملہ آور ہوئی اور اس نے اس جوش کے ساتہ حملہ کیا۔ کہ دشمن کی فوج کا یہ بازو فوراً ہی درہم برہم

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو گیا۔ اور آسٹروی اور کیسل سکالن فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ یہ حالت دیکھ کر رچرڈ اپنے گھڑ چڑھے جوانوں کو ساتھ لئے دشمن کی فوج کے وسطی حصہ پر حملہ آور ہوا۔ اور اس واقعہ نے ہی سارے معرکہ کا فیصلہ کر دیا۔

ادہر کوساریو کی فوج بہی سنبھل چکی تہی۔ کرنیل مذکور نے اپنی منتشر فوج کو جمع کر کے غنیم پر اس زور کا حملہ کیا۔ کہ اسے پیچھے ہٹتے ہی بن پڑی۔

کپتان جنرل نے اس بلندی کی طرف جہاں اس کی فوج پہلے مقیم تہی بڑے انتظام کے ساتھ ہٹنے کی کوشش کی۔ مگر رچرڈ نے یہ دیکھ کر کہ اس کا ارادہ کیا ہے اس کے بازو پر ایسا وار کیا۔ کہ اسے ہٹا کر خود اس بلندی پر قابض ہو گیا۔ گھنٹہ بھر تک اس مقام پر قبضہ جمانے کے لئے مراجعانہ اور متخاصمانہ حملے ہوتے رہے۔ مگر ہر چند کہ آسٹروی اور کیسل سکالن فوج نے مایوسی اور غصہ میں بھر کر پے در پے کوششیں اس پر قبضہ پانے کے لئے کیں۔ تاہم انہیں ان کوششوں سے ذرا بہی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

کونٹ سنٹا کروس کی یہ کوشش بہی کہ انتظام کے ساتھ اپنی فوجوں کو ہٹا لے جائے بالکل ناکام رہی۔ اس کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ اور اس کی فوج شکست کہا کر بڑے اضطراب کی حالت میں پیچھے کو دوڑی۔ فتحمند جوان بڑے زور سے اس کا تعاقب کر رہے تھے۔

ابرنٹانی کے گرجانے سہ پہر کے تین بجائے تہے کہ رچرڈ نے اس بلندی پر بیٹھ کر جلدی میں اس فتح کی خبر کے رقعے مونٹونی۔ پیاسیر۔ ولابیلا۔ ویرونیزی۔ پینالا اور اسٹیلا کی انتظامی کمیٹیوں کے نام لکہے۔ اور اس کے ساتہ ہی اس بارہ میں مختصر خطوط سینیر ودیانی۔ مسٹر منزو اور پرنسس اسابیلا کے نام لکہے۔

معرکہ ابرنٹانی کے نتائج آئین پسند فوج کے حق میں نہایت شاندار ثابت ہوئے۔ رچرڈ کی فوج کا نقصان محض برائے نام مگر دشمن کا عظیم تہا۔ میدان جنگ میں ۲۰۰۰ زیادہ تر آسٹروی ... کھیت پڑے تھے۔ اور اتنی ہی تعداد زیر حراست آ چکی تہی۔ کیسل سکالن رجمنٹوں میں سے دو غنیم کا ساتھ چہوڑ کر کرنیل کوساریو کے ساتھ آملیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کپتان جنرل کونٹ سنٹیا گرو نے اپنے چند ایک افسروں کے ساتھ مل کر کسی طرح جان بچائی۔ اور گرینڈ ڈیوک سے جا ملا۔ جو اب تک مونٹوئی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ گویا مغلوب کپتان جنرل نے ہی سب سے پہلے اس منحوس خبر کی اطلاع گرینڈ ڈیوک کے کانوں تک پہنچائی۔ اسی شام کو رچرڈ مارکیم شہر ابرنٹانی میں داخل ہوا۔ لوگوں نے دلی شوق سے اس کا استقبال کیا۔ اور جس طرح اور شہروں میں اس سے پہلے ہو چکا تھا۔ ابرنٹانی میں اس کے داخلہ پر توپوں سے سلامی اتاری گئی۔ گرجوں میں گھنٹے بجائے گئے۔ اور خلقت نے غیر معمولی اشتیاق اور جوش کا اظہار کیا۔

رچرڈ نے اس بات کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ چند دن شہر ابرنٹانی میں قیام کیا جائے بات یہ تھی۔ کہ مونٹوئی کے گرد کم و بیش ۲۵ ہزار جوان محاصرہ کئے پڑے تھے۔ اور وہ چاہتا تھا۔ کہ اس منظم فوج کا مقابلہ کرنے سے پہلے جس قدر زیادہ ممکن ہو کمک اور رنگروٹوں کی امداد حاصل کر لی جائے۔ باوجود اس کے جس قدر خطوط اس نے مونٹوئی کی انتظامی کمیٹی کے نام روانہ کئے۔ ان سب میں اس بات کا اقرار کیا گیا تھا۔ کہ جتنا جلد ممکن ہوگا محصورین مونٹوئی کو مدد پہنچائی جائے گی۔ اب بھی ابرنٹانی میں پڑاؤ لحظہ بہ لحظہ محصور صدر مقام کی خبروں کا انتظار کر رہا تھا۔

۱۰ جنوری کی صبح کو مونٹوئی کی انتظامی کمیٹی کیطرف سے ایک قاصد چند ضروری مراسلات لے کر مارکیم کے پاس پہنچا۔ ان کا مضمون اس قدر اہم تھا۔ کہ اس جگہ سے حرف بحرف درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک میں لکھا تھا۔

مونٹوئی۔ ۹ جنوری ۱۸۴۸ء

آئینی فوج کے جنرل افسر کی طرف سے جو مراسلات ولا بیلا پیاسیر اور ابرنٹانی سے کیسل سکالا کی حکومتی کمیٹی کے نام روانہ ہوتے رہے ہیں۔ وہ سب وقتاً فوقتاً وصول ہو چکے ہیں۔ افسر موصوف کی فتوحات سے کمیٹی کو جس قدر مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اور وہ جس دلچسپی سے اپنے حامی اور رہبر کی ان کامیابیوں کی منتظر رہی ہے۔ اس کے متعلق اظہار شکر گذاری کسی مناسب موقعہ پر کیا جائیگا۔

لیکن ایک فرض ایسا ہے۔ جسے کمیٹی ان اختیارات کے رو سے جو باشندگان مونٹوئی نے اسے دے رکھے ہیں۔ اور جنہیں تمام آئین پسند باشندگان کیسل سکالا تسلیم کرتے ہیں۔ فوراً عمل میں لانا چاہتی ہے۔ اس فرض کا تعلق ان شاندار اور بے نظیر کامیابیوں سے ہے جو جنرل موصوف نے حاصل کی ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنرل افسر مذکور کی شاندار خدمات کو پیش نظر رکھ کر حکومتی کمیٹی نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ جنرل موصوف عمدۃ الملک سینیر رچرڈ مارکہم کو آئندہ کے لئے مارکوئیس آف اسٹیلا کا خطاب اور لقب دیا جائے۔ چنانچہ یہ خطاب اور لقب آئندہ کے لئے ان سے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

اس حکم کی ایک ایک نقل ان تمام شہروں اور قصبوں میں بھیجدی جائے جو حامی آئین بن چکے ہیں۔

دستخط ٹرلزی وائس پریسیڈنٹ — دستخط گیٹانو پریسیڈنٹ

دوسرے مراسلہ کا مضمون حسب ذیل تھا:۔

بنام مارکوئیس آف اسٹیلا جنرل انچیف آئینی افواج کیسل سکالا۔

ہم کیسل سکالا کی حکومتی کمیٹی کے ممبر آپ کے روبرو صدر مقام کی موجودہ حالت کی نسبت چند ضروری امور بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف یہ شہر اس غیر ملکی فوج سے محصور ہے۔ جسے غدار اینجلو نے اس ملک میں بلا لیا ہے۔ اور دوسری طرف سمندر میں امیر البحر نے اپنے بیڑے کے ذریعہ ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ ان حالات میں مونٹونی قحط کی سب سے خوفناک منزل میں پہنچ گیا ہے۔ محصور فوج اب تک شہر کو ناہنجار آسٹریوں کے روزانہ حملوں سے محفوظ کئے ہوئے ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ مقابلہ کسی غیر معمولی طور پر طویل عرصہ کے لئے قائم نہیں رہ سکتا۔ باوجود اس کے ہم آپ کو خوشی سے مطلع کرتے ہیں۔ کہ اہل شہر اس مصیبت میں کامل استقلال اور صبر کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور آپ کے زیر ہدایت آئینی افواج نے جو شاندار فتوحات حال میں حاصل کی ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے لوگوں کو پورا یقین ہے۔ کہ آپ کی طرف سے بہت جلد مناسب امداد مل سکیگی۔ ہم اس قدر سختی سے محصور ہیں۔ کہ آپ کے بھیجے ہوئے ہرکاروں کو بھی محاصرین کی قطاروں سے بمشکل گذر کر ہم تک پہنچنا نصیب ہوا ہے۔

ہمیں یقین ہے۔ کہ ان مختصر حالات سے ہی آپ ہماری صحیح حالت کا اندازہ کر سکیں گے اور صدر مقام کو محاصرین کے جور و تشدد سے بچانے کی تیاری بہت جلد شروع کر دیں گے

آپ کا وفادار خادم

(دستخط) گیٹانو پریسیڈنٹ

(") ٹرلزی وائس پریسیڈنٹ

برائے ممبران کمیٹی

از مقام مونٹونی

۹ جنوری ۱۸۴۰ء

۶ بجے صبح

ان ہر دو خطوط کو دیکھ کر ہمارے ہیرو کے دل میں قدرتی طور پر خوشی کا احساس پیدا ہوا۔ ہر چند کہ مونٹونی کی حالت قابل افسوس تھی۔ مگر یہ امر اس کے لئے کچھ کم اطمینان بخش نہ تھا۔ کہ میرے طرز عمل نے صدر مقام کے باشندوں اور گورنمنٹ پر بہت اچھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈالا ہے۔

اس کے ساتھ ہی امارت کا درجہ حاصل کر کے کچھ کم خوشی حاصل نہیں ہوئی۔ خصوصاً اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا۔ اس اعزاز کی بدولت وہ فاصلہ جو میرے اور اسابیلا کے درمیان حائل تھا۔ اب بہت ہی گھٹ جائیگا۔

اسی سلسلہ میں اس نے گذشتہ پندرہ روز کے واقعات پر نظر ڈالی دو ہفتہ قبل وہ مایوس افسردہ خاطر اور شکست دل صرف مور کر کے اکسانے سے اس حوصلہ شکن مہم پر آمادہ ہوا تھا۔ مگر آج کیا دیکھتا ہے کہ ملک کے ہر حصہ میں میری ہی شجاعت اور مردانگی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اک زمانہ میرے کارناموں کا معترف ہے۔ اور رتبہ امارت حاصل ہو کر مارکوئیس کا تاج میری پیشانی پر رکھا جا چکا ہے۔ ان خیالات کے آتے ہی وہ اس قادر مطلق کی بعید از فہم حکمتوں کو حیرت اور تعریف کی نظر سے دیکھنے لگا جس کا سہارا اسے ہر وقت کامیابی اور ناکامی ... امید اور یاس کی حالت میں حاصل رہا تھا۔ اور جس کی یاد اس کے دل سے ایک لمحہ بھر کے لئے بھی محو نہ ہوئی تھی۔

جوں جوں دن گذرتے گئے۔ مارکوئیس آف اسٹیلا یعنی رچرڈ مارکہم کی فوج بڑھتی گئی پینالا اور ویرونیزی سے بھی کمک پہنچ گئی۔ اور اسپاری اور اوسور نے اس کے حامی بن کر مناسب امداد بھیجدی۔ اس کے بعد ساعت بساعت رچرڈ کو اس قسم کی خبریں موصول ہوتی رہیں کہ اور فوجیں آئینی سپاہ میں شامل ہو رہی ہیں۔ اس تمام فوج کے کیمپ شہر ابرنٹانی کے شمالی حصہ میں لگا دئے گئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ پیاسیر اور ابرنٹانی کے معرکوں نے کیسل سکالا میں برقی لہر پیدا کر دی تھی۔ اور ملک کے اکثر بڑے بڑے شہروں پر آزادی کا تین رنگوں کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ ہر مقام سے ہمارے ہیرو کے نام اعتماد اور مبارکباد کے ایڈریس موصول ہو رہے تھے۔ اور فوجوں کے انعام اور والنٹیروں کے سامان کے خرچ کے لئے بڑی بڑی رقوم چندوں کی جمع کی جا رہی تھیں۔

آخر کار ۲۰ جنوری کو مارکہم نے اپنی فوج کو حرکت دی۔ اب اس کے ساتھ ۱۶ ہزار جوان اور بہت سا توپخانہ تھا۔ ہر چند کہ عددی طور پر اس کی سپاہ دشمن سے کمزور تھی مگر اسے اپنی فوج کی بہادری پر کامل اعتماد تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ سابقہ فتوحات کا جوش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انہیں اور بھی عظیم معرکوں کی سرانجام دہی میں مدد دیگا۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ میری فوجوں کی اخلاقی حالت آسٹروی سپاہ سے بدرجہا اعلیٰ ہے۔ کیونکہ آسٹریا کے سپاہی محض تواعد دان تھے۔ اس کے سوا نہ انہیں اپنے افسروں سے محبت تھی۔ اور نہ افسروں کو ان سے ان میں اور ان کے افسروں میں کسی قسم کا پیار یا لگاؤ نہ تھا۔ بلکہ ایک ایسا تعلق قائم تھا۔ جس میں جبر و تشدد کا بہت کچھ دخل تھا۔

۲۲ تاریخ کی صبح کو آئینی فوج ادسو پہنچی۔ اور اس شاندار جلوس اور اس کے نوجوان شجاع افسر کو دیکھنے کے لئے سارے باشندے سڑکوں پر جمع ہو گئے۔ مارکہم نے اپنی فوج سمیت اس جگہ مختصر سا قیام کیا۔ اور اس قیام کے عرصہ میں ہی مونٹونی سے ایک ہرکارہ اس کے نام خط لیکر پہنچا۔ وہ بہت تھکا ماندہ اور سفر کی صعوبتوں سے نڈھال تھا۔

خداوند! اب توقف نہ فرمائیے۔ ۴۸ گھنٹوں کے بعد آپ کی امداد بیکار ثابت ہوگی

گیٹانو

رچرڈ نے فوراً ہی اس رقعہ کا اسی قدر مختصر جواب اپنے ایک قاصد کے ہاتھ روانہ کیا۔ جسمیں مذکور تھا۔

صاحب من اندیشہ نہ کیجئے۔ کل رات سے پہلے پہلے یا تو مونٹونی کو بچا لیا جائیگا۔ ورنہ میری سپاہ اس فرض کو انجام دیتی ہوئی شہید ہو جائے گی

اسٹیفانا

اس میں کچھ شک نہیں کہ شہر کی حالت نازک تھی۔ باشندے خوراک کے معاملہ میں سخت تنگ تھے۔ اور آسٹروی فوج خود گرینڈ ڈیوک اور مارشل ہربرٹ سٹین کی سرکردگی میں شہر پر اور زیادہ دباؤ ڈال رہی تھی

لیکن ۲۴ جنوری کو انہیں اپنی ساری طاقت مونٹونی کے جنوب میں جمع کرنی پڑی کیونکہ انہیں بھی آئینی فوج کی آمد کا علم ہو چکا تھا۔

اسی روز سہ پہر کے وقت رچرڈ کے گھڑ چڑھے سوار اس وسیع میدان میں داخل ہوئے۔ جس کے اندر دو بہلی دریائے فیزیٹی لہریں لیتا ہوا گذرتا ہے۔ اور جہاں سے ۲ میل کے فاصلہ پر سینٹ تھیوڈور سیا کا برج مونٹونی کی سفید عمارات سے سربلند نظر آتا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رات کے ۹ بجتے بجتے ساری آئینی سپاہ ایک محفوظ مقام پر جم چکی تھی۔ اس کا بسیرہ ان بلندریت کے ٹیلوں کی بدولت محفوظ تھا۔ جو سمندر کے ساحل پر واقع تھے۔ اور میمنہ کی حفاظت کے لئے ایک گاؤں موجود تھا۔

اوہ! کس قدر عظیم الشان کام اب درجہ تکمیل کو پہنچنے والا ہے! کیسی شاندار فوج اس کار عظیم میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے!

یکایک مونٹونی کی فصیل سے توپوں کی ایک باڑھ چلی۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ شہر اپنے نجات دہندہ کا منتظر ہے۔ اس کے ساتھ ہی شہر کی حکومتی کمیٹی نے حکم دیدیا۔ کہ گجروم ہر ایک گرجا میں گھنٹہ بجنا شروع ہو جائے۔ تاکہ لوگ آئینی فوج کی کامیابی کے لئے دعا کر سکیں۔

وہ تمام رات مارکوئیس آف اسٹیلا نے اس معرکہ عظیم کی تیاریوں میں بسر کر دی۔ جس کی بدولت کیسل سکالا کی قسمت کا فیصلہ ہونیوالا تھا۔ دونوں فوجیں اس قدر قریب پڑی ہوئی تھیں۔ کہ ایک طرف کی بلند آوازیں آسانی سے دوسری طرف سنی جا سکتی تھیں۔ دونوں طرف کی چوکیاں اور پہرہ دار قریب قریب تھے۔ اور دونوں فوجوں کی روشنی آمنے سامنے نظر آ رہی تھی۔ دونوں فریق بدرجہ غایت محتاط اور ہوشیار تھے۔ میدان جنگ میں اس حبس کی سی حالت تھی۔ جو پانی برسنے سے پہلے ہو جاتا ہے۔

آفتاب عالمتاب کے طلوع سے ایک گھنٹہ پہلے حفاظتی آگ کی روشنی میں رچرڈ نے پیار و محبت اور امید کا ایک خط پرنسس اسابیلا کے نام لکھ کر اسے ایک اور لفافہ میں بند کیا۔ اور سرنامہ پر پنیالا کے ساہوکار دویانی کا پتہ لکھ کر اس کے نام بھیجدیا۔

اس کے بعد جب کہ ستارہ صبح کی پھیکی ہوتی ہوئی روشنی آفتاب کی آمد آمد کی خبر دے رہی تھی۔ اور مونٹونی کے ہر ایک گرجا میں گھنٹے بج رہے تھے۔ ہمارا ہیرو ایک شاندار گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور اس معرکہ عظیم کا انتظار کرنے لگا۔ جو عنقریب ظہور میں آنیوالا تھا

پانچواں باب — معرکہ مونٹونی

۲۳ جنوری کی قابل یادگار صبح کو گھنٹوں کی آواز میں ملی ہوئی۔ توپوں کے چلنے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی گرج نے اس بات کی خبر دی۔ کہ مڈھوئی کا معرکہ عظیم شروع ہو گیا ہے۔
سب سے پہلے آئین پسند فوج کے اگلے دستوں نے آسٹرویوں پر تیزی سے فیر کرنے شروع کئے۔ اور ان کی ایک مضبوط پلٹن کو اس استحکام سے ہٹا دیا۔ جس پر وہ ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے قابض تھی۔ اس ابتدائی کامیابی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ رچرڈ اپنے میسرہ کو بارود کے پھیلا سکا۔ اور ابرٹمانی کی لڑائی میں اسے سنگامیوں سے جو قابل قدر امداد حاصل ہوئی تھی۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے اس نے فوراً ہی اس وفادار فوج کو رفل برداروں کی ایک پلٹن ساتھ دے کر اس مطلب کے لئے روانہ کیا۔ کہ گاؤں کے گرد گھوم کر آسٹروی میمنہ کو پلٹانے کی کوشش کریں۔
اس کے ذرا دیر بعد آئینی فوج کے بائیں بازو کا مقابلہ دشمن کے دائیں بازو سے شروع ہو گیا۔ اور دونوں فریقوں میں ان ٹیلوں پر قبضہ پانے کے متعلق سخت جدوجہد شروع ہوئی۔ جہاں سے توپ خانہ کو غیر معمولی اثر کے ساتھ چلایا جا سکتا تھا۔ اس حصہ سیاہ کی کمان کرنیل کوساریو کے ہاتھ میں تھی۔ جس نے ایک شدید معرکہ کے بعد آسٹرویوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اور چالیس توپیں ان ٹیلوں پر چڑھائی گئیں۔ یہاں سے ان توپوں نے فوراً ہی آگ برسانی شروع کی۔ جس کا اثر دشمن کی فوج نے بہت جلد محسوس کر لیا۔ گرینڈ ڈیوک نے یہ دیکھ کر کہ اگر اس مہلک گولہ باری کو روکا نہ گیا۔ تو ہمیں کامیابی کی کوئی امید نہیں۔ گولندازوں کی چار پلٹنوں کو اس مقام پر دھاوا بولنے کا حکم دیا۔ رچرڈ نے جو میدان کے ہر حصہ میں نمایاں حصہ لیتا پھر رہا تھا۔ یہ چال دیکھی۔ اور جھٹ سواروں کی ایک معقول تعداد ساتھ لے کر مقابلہ کو چلا۔
بس اس کے بعد ایک ایسا خوفناک معرکہ شروع ہوا۔ جس کی نظیر تاریخ عالم میں بہت کم مل سکتی ہے۔ گرینڈ ڈیوک نے آسٹروی لائف گارد کا ایک مضبوط دستہ گولندازوں کی امداد کے لئے بھیج دیا۔ اور دونوں رسالوں میں زوردار مقابلہ شروع ہو گیا۔ اس مقابلہ میں دشمن کا پلہ زبردست ثابت ہوا۔ اور آئین پسندان کے سامنے منتشر ہوتے جا رہے تھے۔ کہ رچرڈ خود گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہاں پہنچ گیا۔ اور ان کی آن میں اس نے بیسیوں کو اپنے ہاتھ سے خاک و خون میں ملا کر آسٹروی نشان پر قبضہ کر لیا۔ وفادار سوکر بارستو اس کے پہلو میں تھا۔ ایک موقعہ پر آسٹروی لائف گارد کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک جوان کی تلوار عین ہمارے ہیرو کے سر پر بجلی کی طرح چمکی اور قریب تھا کہ اس کے سر کو تن سے جدا کر دے۔ مگر وفادار جیپسی نے اس وار کو بڑی پھرتی سے روکا۔ اور ایک وار ایسا کاری دشمن پر لگایا۔ کہ اس کا تلوار والا ہاتھ الگ ہو کر جا پڑا۔ رچرڈ نے آنکھوں آنکھوں میں مور کر کا شکریہ ادا کیا۔ اور آسٹروی جھنڈے کو چھین کر نشان بردار کو فرش زمین پر گرا دیا۔

اس شاندار معرکہ نے آئینی فوج کے سواروں میں پھر روح پھونک دی۔ اور انہوں نے ذرا سی ہمت سے کام لے کر آسٹروی سواروں کو آن کی آن میں پسپا کر دیا۔

عین اس وقت سنگانی جوان رفلیں لے کر دشمن کے میسرہ پر ٹوٹ پڑے۔ اور اسے تتر بتر کر دیا۔ دو گھنٹہ تک زور کا مقابلہ ہوتا رہا۔ اور آخر اس وقت مارکوئس اسٹیلا (رچرڈ مارکہم) نے اس میں حصہ لے کر اسے فیصل کر دیا۔ آسٹرویوں نے مجبوری کی حالت میں اپنے آپ کو ایک مستطیل صورت میں تیار کیا۔ لیکن آئینی فوج کے سوار ان پر اس زور سے حملے کرتے تھے۔ کہ وہ زیادہ مدت تک اپنے قدم نہ جما سکے۔ سہ پہر کے ۴ بجے تک دشمن کا بایاں بازو اس درجہ کمزور ہو چکا تھا۔ کہ مارشل ہربرٹ سٹین باوجود ہر ممکن کوشش کے اپنی فوجوں کو سنبھال نہ سکا۔ اور آخر ہر طرف سے مایوس ہو کر موت کو اطاعت پر ترجیح دیتے ہوئے وہ میدان جنگ ہی میں کھیت رہا۔

ہر چند کہ آئین پسندوں نے میدان جنگ کے مختلف حصوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ تاہم وسطی حصہ میں ابھی تک لڑائی غیر فیصلہ کن حالت میں جاری تھی۔ خود گرینڈ ڈیوک اس معرکہ میں اپنی فوج کو سنبھالا دے رہا تھا۔ اور گھوڑے پر سوار انہیں طرح طرح کے انعامات اور عطیات کے وعدوں سے اکساتا رہا۔ یہ لڑائی کم و بیش چار گھنٹوں تک جاری رہی۔ اور اس وقت ہمارا ہیرو اپنے گھڑ چڑھے جوانوں سمیت جو سب کے سب نشہ کامیابی میں مخمور تھے۔ اس معرکہ میں شامل ہوا۔ انہی کی موجودگی اس جد و جہد کو ختم کرنے کا آسان ذریعہ ثابت ہوئی۔

مارکھم کے سوار پہاڑی ندی کی طرح تیزی سے چلتے۔ اور ہر قسم کی رکاوٹوں کو اپنی تیز رو میں بہاتے۔ بادل کی طرح گرجتے۔ اور بجلی کی طرح اپنی تلواریں چمکاتے دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے آگے آگے رچرڈ مارکہم ایک بادپا گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کی ٹوپی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کا پر بانکپن سے لہراتا۔ اور اس کی تلوار بہتوں کو موت کے گہاٹ اتار رہی تہی۔

اس بات کا اسے یقین ہو چکا تہا۔ کہ آج بہی فتح کی دیوی ہمارے ساتہ ہے۔ آسٹروی جوان ہر طرف مضطرب ہو کر بے تحاشا بھاگ رہے تھے۔ اور ان کے لشکر میں انتہائی ہلچل مچی ہوئی تہی۔ مارشل ہربرٹ سٹین مارا جا چکا تہا۔ اس کے بعد جب فوج کے قدم اکھڑتے دیکھ کر گرینڈ ڈیوک نے بہی راہ فرار اختیار کی۔ تو آئین پسندوں کی فتح میں کچہہ شک و شبہ باقی نہ رہا۔ رات کے ۸ بجے رچرڈ محصورین کو بچانے میں پورے طور سے کامیاب ہو چکا تہا۔

میدان جنگ میں اب ہر طرف تاریکی پھیل گئی تہی۔ لیکن آئینی فوج کے جوان فتح کے جوش میں بدستور بہاگتے ہوئے آسٹرویوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ اس طرح پر دریا تک پہنچنے سے پہلے بہت سے آسٹروی پکڑے گئے۔ کچہہ تیر کر نکل جانے کی کوشش میں غرق ہوئے۔ اور باقی جو کشتیوں پر سوار ہو کر یا پل سے گذر کر پار ہو گئے وہ البتہ جان بچا کر نکل گئے۔

ادہر مونٹونی کی تسخیر پر شہر کے اندر غیر معمولی خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ توپیں چلتی تھیں۔ گہنٹے بج رہے تھے۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ جب یہ آوازیں شکستہ دل اور افسردہ خاطر گرینڈ ڈیوک کے کانوں تک پہنچتی تھیں۔ جو اپنی بداعمالیوں اور مطلق العنانی کی وجہ سے ریاست سے الگ ہو کر اب چند ساتھیوں سمیت اس ملک کی حدود سے نکل جانے کی کوشش کر رہا تہا۔ جسے کل تک وہ اپنا سمجہتا تہا۔ تو اس کے دل کو کتنا صدمہ ہوتا تہا!

مگر افسوس کہ جابر اور ظالم کو بعد از وقت پشیمانی کا احساس ہوتا ہے۔

دوسری طرف رچرڈ مارکہم قیدیوں کی حفاظت اور زخمیوں کی نگہداشت کے متعلق مناسب احکام جاری کر رہا تہا۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر وہ اس گاؤں میں گیا۔ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اور وہیں اس نے ایک حامی آئین امیر کے مکان پر عارضی سکونت اختیار کی۔

اس قابل یادگار رات کو اپنے کمرہ کی تنہائی میں جب کہ اس کے سینہ میں امید اور خوشی کی لہریں اٹھ رہی تھیں رچرڈ نے بڑی توجہ سے ایک خط اپنی جان سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

زیادہ عزیز اسابیلا کو لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

صدر مقام متصل مونٹوفی

مورخہ ۲۳ جنوری بوقت ۱۱ بجے شب

میری سب سے پیاری اسابیلا۔ اس خط کے پہنچنے سے بہت دیر پہلے تم اس فتح کی خبر فرانس کے راستہ بھیجے ہوئے ہمارروں سے معلوم کر چکی ہوگی۔ جس کی بدولت میں کیسل سکالا پر قابض ہو گیا ہوں۔ اگر اس دعائے عظیم کے حصول اور اس ابتدائی کامیابی میں تمہیں کوئی خوبی نظر آئے۔ تو اے اسابیلا اسے مجھ ناچیز سے منسوب نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا ہی تصور تھا جس نے میرے بازو کو طاقت اور میرے ارادوں کو تقویت دے کر مجھے اس قابل بنایا کہ میں اس فرض کو پورا کر سکوں۔ رن کے معرکوں میں ہر قسم کے خطرات کے درمیان۔ اس وقت جبکہ گولیاں اولوں کی طرح برس رہی تھیں۔ اور خوفناک آلات حرب ہر طرف آگ برساتے تھے تمہاری آنکھیں میری رہبر ہوا کرتی۔ مجھے امید دلاتی اور ہر قسم کی مایوسیوں میں میری ڈھارس بندھاتی تھیں۔ اور اب ان مصروفیتوں میں جو مجھے تمہارے عزیز وطن کو ظلم سے نجات دلانے میں درپیش رہی ہیں۔ پہلی فرصت نکال کر اسے تمہارے لئے ہی وقف کرتا ہوں۔

کل میں اس بارہ میں ایک مفصل خط تمہارے قابل احترام والد کو لکھوں گا۔ جن کے متعلق صبح میں نے یہ اعلان کرنا ہے کہ وہ اب البرٹواؤں کے نام سے کیسل سکالا کے گرینٹ ڈیوک ہیں۔

ہر چند کہ لوگ اب مجھے مارکوئیس آف اسٹیلا کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ مگر تمہارے لئے اے میری جان سے زیادہ عزیز اسابیلا میں وہی ہوں۔ جو پہلے تھا یعنی محض

رچرڈ

یہ خط ایک خاص قاصد کے ہاتھ ایک اور خط کے ساتھ نیپالا میں سنیور ودیانی کے پاس بھیجا گیا۔ اس کے بعد رچرڈ نے اپنی تازہ شاندار فتح کی کیفیت کیسل سکالا کے مختلف شہروں اور قصبوں کے حاکموں کو اطلاعاً لکھی۔ اور ان مراسلات کو بھی خاص قاصدوں کے ہاتھ روانہ کیا۔

اس کے بعد خود ہی ملک کے چپہ چپہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ مونٹوفی کا محاصرہ اٹھ گیا۔ اور آسٹروی سمندر کی لہریں جو صدر مقام کی فصیل سے ٹکرا رہی تھیں۔ اس انداز سے پیچھے ہٹا دی گئیں۔ کہ اب اس بحر کا ادھر رخ کرنا غیر ممکن ہے۔

جنگ کے کامیاب خاتمہ کے بعد جو رات آئی۔ اس کے واقعات کی تفصیل میں پڑنا یقیناً ہمارے لئے لاحاصل ہوگا کیونکہ ایسے موقعوں پر ایک معروف کمانیر کو جن قدر کاموں پر توجہ دینی پڑتی ہے۔ اس کا اندازہ ناظرین خود ہی بآسانی لگا سکتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مختصر یہ کہ جب ایک طرف کرنیل کوساریو آسٹروی کمپ پر قبضہ کر رہا تہا۔ رچرڈ گاؤں کے اندر زخمیوں کی دیکھ بہال میں مصروف تہا۔

اس رات کو مونٹونی میں دیپ مالا کی گئی۔ ہر ایک گھر کے آگے اور بازاروں میں چراغ جلائے گئے۔ اور سب لوگوں نے دل کہول کر جشن منایا۔ فتح کی خوشخبری پاکر حکومتی کمیٹی کا ایک خاص اجلاس فوراً منعقد ہوا۔ اور گو اجلاس پوشیدہ تہا۔ تاہم باشندگان شہر اس کا مطلب واضح طور سمجہہ سکتے تھے۔ جو یہ تہا کہ جس آزادی کے حامی نے اتنے دلوں میں خوشی کا اثر پیدا کیا ہے۔ اس کا شکریہ قوم کی طرف سے کس طرح ادا کیا جائے علی الصبح کمیٹی کے سارے اراکین وردیاں پہن کر قلعہ بند فوج کے بڑے بڑے افسروں کو ساتھ لے کر اس گاؤں میں پہنچے۔ جہاں رچرڈ کا صدر مقام تہا۔ ہمارے ہیرو نے اپنے مکان کے دروازہ پر استقبال کیا۔ اور اپنی پروار ٹوپی ہاتھ میں لیکر انہیں خوش آمدید کہا معاملہ کی گفتگو کے بعد کمیٹی کے صدر سینیر گیٹانو نے کہا "مائی لارڈ یہ تو الٹا ہمارا فرض ہے کہ اپنے سر ننگے کر کے آپ کا شکریہ بجا لائیں۔ کیونکہ آپ ہی نے ہمیں جبر و تشدد۔ محاصرہ اور قحط سے بچایا ہے۔ خدا ہی آپ کو اس نیکی کا اجر دیگا۔ کیسل سکالا میں اس کی توفیق نہیں۔ لیکن ہمیں ابہی آپ سے بعض اور مراعات طلب کرنی ہیں۔ جب تک وہ ذی شان ہستی جو اب اس ملک کے تاج و تخت کی جائز طور سے وارث ہے۔ یہاں نہ آئے۔ آپ ہی ہم پر حکومت کریں۔ اور ہمارے ریجنٹ بنے رہیں۔ کل رات انتظامی کمیٹی کے اجلاس میں یہی فیصلہ بہت کچھ غور و خوض کے بعد کیا گیا ہے۔ اور سارے اراکین کونسل کی متفقہ رائے یہی ہے۔ شاید یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ایک شخص نے بہی اس تجویز کی مخالفت نہیں کی"

"نہیں نہیں۔ ایسا نہ ہوگا" رچرڈ نے کہا "اگر میں ایسا کروں تو کیا دنیا یہ نہ کہے گی کہ رچرڈ مارکہم نے جو کچہہ کیا۔ وہ صرف ذاتی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے تہا؟ اور اس میں شخصی اغراض کو ہی دخل تہا۔ اس لئے صاحبان میں آپ کا اس عنایت کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوا یہی درخواست کرتا ہوں۔ کہ اپنے بادشاہ کی آمد تک آپ لوگ حکومت کا کام خود اپنے ہاتھ میں رکھیں"

صدر کمیٹی نے مکرر کہا "مائی لارڈ سارا کیسل سکالا آپ سے اس عنایت کا خواستگار

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔ از برائے خدا اسے روانہ کیجئے۔"

مارکہم کہنے لگا "مجھ سے سوائے انکار کے کچھ بن نہیں آتا۔ لیکن اگر کیسل سکالا کا حکم یہی ہو۔ تو خیر میں اس اعزاز کو بھی منظور کئے لیتا ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ جس وقت ملک میں امن و امان قائم ہو جائے۔ آپ لوگ خوشی سے مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ انگلستان جا کر تاج شاہی اس کی نذر کروں۔ جو اس کا ہر طرح مستحق ہے۔ ہاں ایک بات اور بھی ہے۔" رچرڈ نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "آپ کی فوجوں نے اس مختصر لیکن شاندار جنگ میں نمایاں طور سے حصہ لیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں معقول

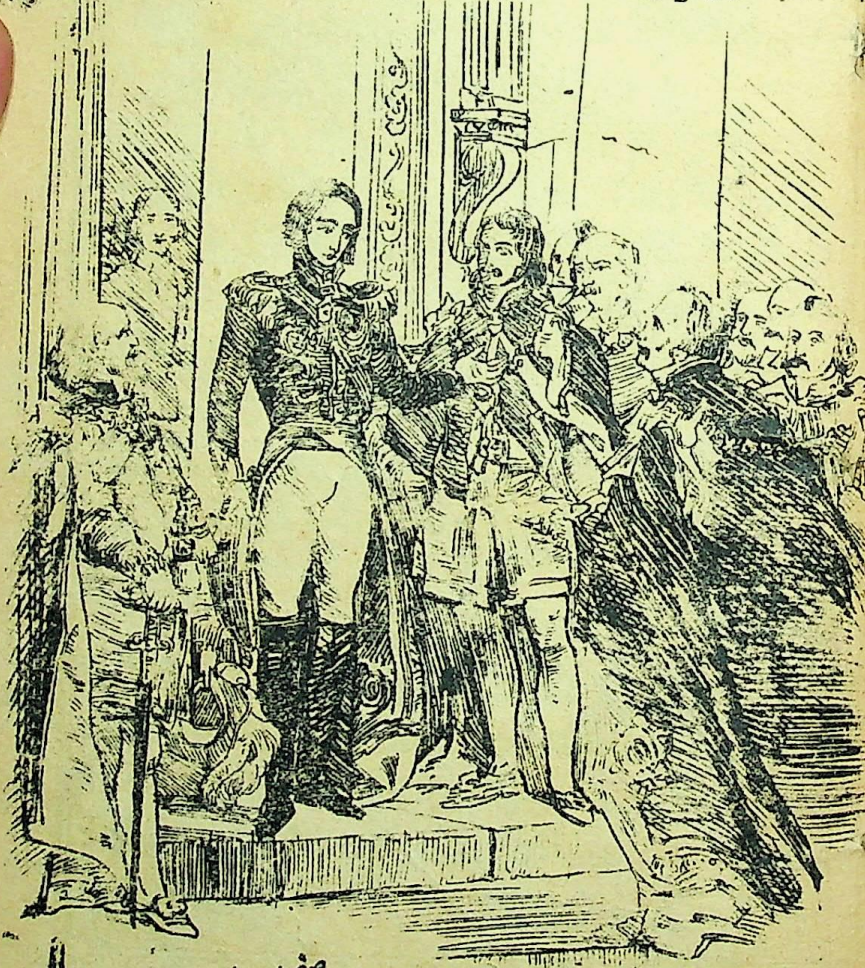

"رچرڈ نے اپنی پرور ٹوپی ہاتھ میں لے کر ان کا استقبال کیا۔" (صفحہ ۱۵)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انعام دیا جائے۔"

صدر کمیٹی نے عرض کیا۔ "حضور اب کیسل سکالا کے ریجنٹ بنے ہیں۔ آپ کے احکام ہمارے لئے قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔ جو آپ فرمائیں گے اسی طرح کیا جائیگا۔"

مارکہم نے کہا۔ "اطمینان رکھئے میں اس طاقت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤں گا جو مجھے دی جا رہی ہے۔"

اس کے بعد صدر کمیٹی نے ریجنٹ کو یہ خوشگوار اطلاع دی۔ کہ آج صبح امیر البحر نے بھی آزادی کا سہ رنگ جھنڈا نصب کر دیا ہے۔ اور ایک افسر کے ہاتھ کہلا بھیجا ہے۔ کہ میں آئین پسندوں کے ساتھ ہوں۔ پھر سینیر گٹیانو کے ایک سوال کے جواب میں رچرڈ نے کہا۔ "میرا ارادہ سہ پہر کے سو بجے شہر میں داخل ہونے کا ہے۔"

اس کے بعد افسران کمیٹی واپس چلے گئے۔

وقت مقررہ سے بہت دیر پہلے شہر میں رچرڈ کے استقبال کے لئے دھوم دھام کی تیاریاں کی گئیں۔ جا بجا خوشنما آرائشی دروازے تیار کئے گئے۔ شاہی محل کے چوک میں قلعہ نشین فوج کے جوان آراستہ کر دئے گئے۔ اور جنوبی دروازہ پر گارڈ آف آنر کو سلامی کے لئے حاضر کیا گیا۔ کھڑکیوں میں جا بجا مسکراتے ہوئے چہرے نظر آتے تھے۔ اور مکانوں کی چھتوں پر خوش رنگ کپڑے لہرا رہے تھے۔ بندرگاہ میں جہازوں پر اور سڑکوں پر درختوں میں خوشنما جھنڈیاں نصب کی گئیں۔ شہر کے لئے ضروری سامان لانے کے واسطے ذرا ذرا وقفہ کے بعد خوراک سے لدی ہوئی کشتیاں بندرگاہ میں پہنچ رہی تھیں۔

اتنے میں سینٹ تھیوڈوسیا کے گرجا نے تین بجائے۔ اور اس کے ساتھ ہی فوٹوفی کے توپ خانہ کی باڑھ چلی۔ جو کیسل سکالا کے نئے ریجنٹ کی سلامی تھی۔ گارڈ آف آنر نے بھی سلامی اتاری۔ اور فوجی بینڈ نے قومی گیت بجانا شروع کیا۔ یہ سب اس بات کی علامتیں تھیں۔ کہ فاتح صدر مقام میں داخل ہونے لگا ہے۔ سڑکوں پر دو رویہ فوج کے سپاہی مودبانہ کھڑے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اور ہر جگہ غیر معمولی مسرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

لیکن ناظرین پوچھتے ہیں کہ خود رچرڈ کے خیالات اس وقت کیا تھے؟ آج سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

صرف دو ماہ پہلے جب وہ اسی شہر میں داخل ہوا۔ تو ایک مغلوب و مایوس ہستی۔ ایک قیدی کی حیثیت میں تہا۔ اور اسے معلوم نہ تہا۔ میرا انجام کیا ہونے والا ہے۔ لیکن اب حالات کس قدر بدل چکے ہیں! وہ آج ایک فاتح ۔ ۔ ۔ امیر ۔ ۔ حکمران کی صورت میں اسی شہر میں داخل ہوتا ہے۔ آج ہر ایک زبان پر اسی کا چرچا ہے۔ اور اسی کے کارناموں کا تذکرہ ہر زن و مرد کے دل میں جوش اور حب وطن کے ولولے پیدا کر رہا ہے۔

اس کے ساتہ ہی اسے وہ زمانہ بہی یاد آیا۔ جب وہ باوجود بے قصور ہونے کے انگلستان کے ایک جیل خانہ میں زیر حراست تہا۔ یہ سارے خیالات اس سے بہت کم عرصہ میں جتنا ہمیں ان کی تحریر میں لگا ہے۔ اس کے دماغ کے اندر پھر گئے۔ اور خیالات کی لہر مصیبت کے زمانہ سے گذر کر اسے کیسل سکالا کی آوارہ گردیوں کی یاد دلاتی ہوئی اس منزل تک لے آئی۔ جب کہ آج وہ اس قدر دہوم دہام سے صدر مقام میں داخل ہو رہا تہا۔

اس کے دائیں جانب کرنیل کوساریو اور عین پیچہے اس کے عملہ کے اور جوانوں میں ملا ہوا مور کر تہا ۔ ۔ ۔ وہی باوفا جیسی نوجوان جس کو کوشش اور عقیدت نے رچرڈ کو اس منزل تک پہنچانے میں کچہہ کم حصہ نہیں لیا تہا

اس طرح یہ جلوس بڑی دہوم دہام کے ساتھ شہر کے بازاروں میں ان بے شمار لوگوں کے اندر گذرتا چلا گیا۔ جو فاتح کو ایک نظر دیکہنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ آخر کار شاہی محل کے قریب پہنچکر رچرڈ اپنے گہوڑے سے اترا۔ اس جگہ اراکین میونسپلٹی اس کے استقبال کے لئے پہلے سے موجود تھے

اس وقت ۔ ۔ ۔ جبکہ ہر طرح اسباب مسرت کا اجتماع تہا ۔ ۔ ۔ جب کہ ہر ایک دل میں خوشی کی لہریں موجزن تھیں۔ اس بات کی یاد نے رچرڈ کا عیش منغص کر دیا۔ کہ آج اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے جرنیل گریشیا اور کرنیل مورو سینو موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ جیسا ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ وہ بعض اور محبان وطن کے ساتھ معرکہ اور سور میں شہید ہو چکے تھے

اس کے ساتہ ہی اسے اس معصوم مرحومہ کی پیشگوئی یاد آئی۔ جس کی اس سے بے سود دلی محبت تہی۔ یعنی وہ الفاظ جو میری این نے بستر مرگ پر اس سے کہے تھے:۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رچرڈ تمہاری قسمت عروج حاصل کرنے والی ہے۔ تمہیں بہت جلد اپنے صبر استغنا اور استقلال کا اجر ملنے والا ہے۔ اس لئے کہ میں تمام حالات سے واقف ہوں۔ اور فرشتہ خصلت اسابیلا نے مجھ سے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھی۔ رچرڈ وہ ایک شہزادی ہے۔ اور اس کے ساتھ شادی کر کے تم خود بھی والیان ریاست میں شامل ہو سکو گے۔ اس کے والدان حقوق کو جو حقیقت میں ان کے ہیں حاصل کر لیں گے۔ اور اس کے بعد رچرڈ تمہارے اور کیسل سکالا کے تخت کے درمیان کس قدر کم فاصلہ باقی رہ جائے گا۔"

چھٹا باب — دو دوست

اب ہم پھر ایک بار اپنے ناظرین کو انگلستان کے عظیم الشان صدر مقام کی طرف چلنے کی تکلیف دیتے ہیں۔

۲۴ جنوری ۱۸۴۱ء کی رات کو... واضح رہے کہ بالکل کس طرح ہم بھی سلسلہ تاریخ کا خاص طور پر لحاظ رکھتے ہیں... ایک تنومند دیو قامت شخص جس کے چہرہ سے اس کے سرد و گرم روزگار چشیدہ ہونے کا پتہ چلتا تھا۔ اور جس کی عمر بظاہر ۴۰ سال سے اوپر تھی۔ ڈروری لین میں چل رہا تھا۔

اس نے مزدوروں کی ایسی پوشاک پہنی ہوئی تھی گلے میں سماک فراک اور سر پر چوڑے کنارہ کی تنکوں کی بنی ہوئی ٹوپی تھی جسے اس قدر آگے کی طرف جھکا لیا گیا تھا کہ اس کے نیچے اس کا چہرہ کم و بیش بالکل چھپا ہوا نظر آتا تھا۔

بلیک مور سٹریٹ سے گذر کر وہ کلیر مارکٹ کو ہو لیا۔ اور وہاں سے کلیمنٹس لین میں مڑا۔ اور اس کے بعد ایک شراب خانہ میں جو افلاس و نحوست کے اس مرکزی مقام کے دائیں جانب واقع تھا۔ داخل ہوا۔

یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی شخص جس کے دل میں محنت کش مزدوروں کی مصیبتوں سے ذرا بھی ہمدردی ہو۔ اس کریہ المنظر گلی سے جسے کلیمنٹس لین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے گذرے۔ اور اس کے مکانات کی افسوسناک ظاہری اور باطنی حالت دیکھ کر متاثر نہ ہو۔ اس تنگ گلی میں ہر وقت مصیبت ہی کا کرہ ہوائی چھایا رہتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور جو راہرو اس راستہ سے چلنے کا عادی نہ ہو سو وہ ضرور اس کے گاگا گھونٹنے والے اثر کو محسوس کرتا ہے۔

جس وقت یہ شخص جس کا حلیہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے شراب خانہ کے اندر داخل ہوا تو اسے فوراً ایک نوعمر لڑکے نے جو اور بہت سے آدمیوں کے قریب اس شراب خانہ میں بیٹھا تھا۔ پہچان لیا۔

اس نوجوان کی عمر ۱۸-۱۹ سال کے قریب تھی۔ قد کاٹھ گٹا مگر بدن گٹھا ہوا تھا۔ اس سے پہلے ایک جگہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس کا چہرہ زنانہ سا تھا۔ اور بلاشبہ اس کی سیاہ آنکھوں میں ذہانت کی جو چمک پائی جاتی تھی۔ اس کے مصفا ہموار دانتوں اور اس کی نرم خوشگوار آواز کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ کوئی بدوضع لڑکا نہ تھا۔

اس نے نیلی جاکٹ اور واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ پتلون سیاہی مائل بھورے رنگ کی تھی۔ اور اس کی پوشاک اور ٹوپی کو دیکھ کر یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابھی نہایت کم عمر ہے۔

پورٹ شراب کا ایک گلاس اس کے آگے رکھا ہوا تھا۔ مگر اس نے ابھی اسے پیا نہ تھا۔ نووارد شراب خانہ میں داخل ہو کر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ پھر اس نے گھنٹی بجائی۔ اور نوکر کو تھوڑی شراب اور پائپ لانے کا حکم دیا۔ جس کے بعد وہ اپنے نوعمر دوست کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو گیا۔

اس نے پوچھا "کیوں ہیری تم نے اس بدذات مڈکنز کی کوئی نئی خبر سنی؟"

ہیری ہالفورڈ نے جواب دیا "نہیں جم کل صبح سے میں نے اسے نہیں دیکھا۔ نہ معلوم وہ کدھر غائب ہو گیا ہے"۔

"لیکن اس کا تمہیں یقین ہے۔ کہ پرسوں تم نے اسی کو دیکھا تھا" کرنیکی جم نے پوچھا کیونکہ نووارد دراصل وہی شخص تھا۔ جو اپنے دل میں مردہ فروش کے متعلق انتہائی کینہ رکھتا تھا۔

ہنری ہالفورڈ نے مسکراتے ہوئے کہا "جس قدر حالات اس کے متعلق میں تمہارے روبرو بیان کر چکا ہوں۔ کیا ان کے باوجود شک کی کوئی گنجائش باقی ہے؟ لیکن میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ پرسوں جب میری تم سے اس جگہ اتفاقیہ طور پر ملاقات

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوئی۔ اور آتما نے گفتگو میں میں نے ٹڈ کنز کا نام لیا۔ تو میں نے دیکھا۔ تمہارے چہرہ کی رنگت ہی بدل گئی تھی۔ ۔ ۔ تمہارے اندر خون جوش زن نظر آتا تھا۔ اور تمہاری ہر بات سے اضطراب ظاہر ہو رہا تھا۔ آخر کیا بات ہے۔ کہ تم اس سے اتنے کشیدہ خاطر ہو؟ اس نے تمہیں کیا ضرر پہنچایا ہے؟"

کرنیلیس جم کہنے لگا۔ "میری میں تم سے اس کا ذکر کسی اور وقت کروں گا۔ میری سرگذشت عجیب و غریب ہے۔ اور میں اسے تمہارے روبرو مفصل طور پر بیان کروں گا۔ لیکن سب سے پہلے مجھے اس بدبخت ٹڈ کنز کی جائے پناہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ تم نے کہا تھا کہ اس نے صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا؟"

"ہاں ہاں جیسا کسی شریف آدمی کا ہو سکتا ہے۔" ہالفورڈ نے کہا۔ "مردہ فروش اگر شاہی لباس بھی پہن لے تو اس سے کیا ہوتا ہے؟ اس کے چہرہ کی لاش کی ایسی زردی اور اس کے بشرہ کے خوفناک آثار تو کبھی مٹ نہیں سکتے۔ سچ پوچھو تو میں خود اس شخص سے ڈرتا ہوں۔"

کرنیلیس جم نے اس آخری ریمارک پر توجہ نہ دیتے ہوئے پھر کہا۔ "ہاں تو اس نے صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور وہ چارٹر ہوس وال کے اڈہ میں ایک گاڑی پر سوار ہو رہا تھا؟"

ہالفورڈ نے جواب دیا۔ "ہاں اور اس نے گاڑی بان سے کہا تھا۔ شہر کے حصہ بلدو میں سنٹ کی طرف چلو۔"

"پھر اس کے بعد تم اس گاڑی کی تلاش میں ہی گئے۔ جس پر تم نے اسے سوار ہوتے دیکھا تھا؟"

ہالفورڈ نے کہا۔ "ہاں ہاں خود ہمیں نے جو کہا تھا۔ کہ وہ گاڑی بان مل سکے۔ تو اس سے مردہ فروش کے متعلق جس قدر حالات معلوم ہوں۔ دریافت کئے جائیں۔ مگر اس کوشش میں بھی چنداں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس گاڑی کا ہی پتہ نہیں چلتا۔"

"آخر تم اس گاڑی بان کو تو پہچان سکتے ہو؟" کرنیلیس جم نے پوچھا۔

ہالفورڈ بولا۔ "میں نے اپنی طرف سے جہاں تک ممکن تھا۔ کوشش کی مگر کامیاب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہیں ہوا۔ میری رائے میں بہتر یہ ہوگا۔ کہ منٹ میں جا کر وہاں سارے شراب خانوں کی دیکھ بھال کی جائے۔ یقیناً اس جگہ وہ کسی خاص کام میں مصروف ہے۔ کیونکہ مردہ فروش اس قسم کا آدمی نہیں۔ کہ بلا ضرورت گاڑی پر سوار مارا مارا پھرے۔"

کرنیلی جم نے کہا۔" میری بات یہ ہے۔ میں خود اس شخص کی تلاش بعض خاص وجوہ سے جاری نہیں رکھ سکتا۔ وہ جس وقت مجھے پہچان لے گا۔ جھٹ راستہ سے الگ ہو جائیگا ایک بار وہ میرے وار سے بچ گیا۔ میں نہیں چاہتا کہ اسے بار بار اس قسم کے موقعے دوں۔"

ہالفورڈ نے آواز دبا کر پوچھا۔" تمہارا یہ مطلب ہے کہ ایک بار تم نے اسے زخمی کیا۔ اور وہ پھر بھی نہ مرا؟"

"ہاں یونہی سمجھو۔ لیکن میں اس بارہ میں تمہیں ابھی سارے حالات بتاتا ہوں۔" کرنیلی جم نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔" پھر غالباً تم مردہ فروش کی تلاش میں میری امداد پر آمادہ ہو جاؤ گے۔"

ہالفورڈ کہنے لگا۔" خود مجھے اس سے بدلہ لینا ہے۔ کیونکہ جیسا میں نے تم سے بیان کیا۔ اس نے ایک مرتبہ میرے خلاف ایسی سازش کی تھی۔ جس میں میری جان کا خطرہ تھا۔ خیر آج رات تم وہ حالات بیان کرو۔ جن میں اس شخص کے متعلق تمہارے اندر اس قدر تیز کینہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد کل رات میں منٹ میں جا کر اس کی نسبت تحقیقات کروں گا پھر برسوں مجھے اپنا ایک خاص کام ہے۔"

بھلا تمہارے ایسے نوجوان کو خاص کام کیا درپیش ہو سکتا ہے؟" کرنیلی جم نے مسکرا کر پوچھا۔

ہالفورڈ نے کہا۔" میں کبھی کبھی ایک خاص مقام پر جایا کرتا ہوں۔ جہاں مجھے ایک حسین عفیفہ کو چھپ کر دیکھنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ گو اسے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔"

"تو کیا تمہیں اس حسینہ سے محبت ہے؟" کرنیلی جم نے پوچھا۔

بہتر یہ ہے ہالفورڈ نے معاملہ کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔" تم اس بارہ میں تفصیلی حالات جاننے کی کوشش نہ کرو۔ مختصر یہ کہ وہ ایک شادی شدہ خاتون ہے۔ اس کا رتبہ مجھ سے بہت اونچا۔۔۔ بہت ہی اونچا ہے۔ اگر محبت سے تمہاری مراد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اس قسم کے جذبہ عاوق سے ہے۔ جو کسی ادنےٰ متنفس کو کسی اعلےٰ ہستی کا پرستار بننے پر مجبور کرتا ہے۔ تو میں مانتا ہوں مجھے اس سے محبت ہے۔ ورنہ اس کے سوا میرے دل میں اس عفت و عصمت کی دیوی کے متعلق کبھی کوئی ناپاک خیال ... کوئی ادنےٰ خواہش پیدا نہیں ہوئی۔"

کرنیکی جم نے کہا۔ "تم کوئی عجیب ہی طبیعت کے انسان ہو۔ یوں دیکھنے کو تو ایک بلی بھی کسی بادشاہ کی صورت کو دیکھ سکتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ وہ اپنے دل میں اسکی تعریف کرے۔ لیکن وہ جزبہ تو بلا وہ کونسی اعلیٰ ہستی ہے۔ جس کے تم پرستار ہو۔ اور کیا بات ہے کہ تم اس کا ذکر کرتے ہوئے یوں مضطرب ہوئے جاتے ہو؟"

ہالفورڈ کہنے لگا۔ اس کی شخصیت ایک راز ہے۔ جسے میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ رہا میرا اضطراب۔ یہ قدرتی بات ہے کیونکہ میں تسلیم کرتا ہوں۔ میرے جذبات ایک قسم کی دیوانگی ... یا جنون پر مبنی ہیں۔"

کرنیکی جم اس کے جواب میں کچھ کہنے کو تھا کہ حاضرین شراب خانہ میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے ایک بے تکا راگ شروع کر دیا۔ اور اس ہنگامہ میں کرنیکی جم نے جو کچھ کہنا تھا وہ بھی سنا نہ جا سکا

آخر جب گیت ختم ہوا۔ تو کرنیکی جم کہنے لگا۔ میرے نوجوان دوست وقت گذرتا جا رہا ہے۔ آؤ اب یہاں سے چلیں۔ میرا مکان پاس ہی ہے۔ شام کا کھانا تم نے بھی وہیں کھانا اور اسی جگہ میں تمہیں اپنی سرگذشت سناؤں گا جو نہایت دلچسپ اور حیرت خیز ہے۔"

یہ اشارہ پا کر ہالفورڈ اٹھا۔ اور کرنیکی جم کے ساتھ ساتھ شراب خانہ سے باہر نکلا۔ آخر الذکر اُسے ساتھ لئے ڈوری لین کے ایک احاطہ میں داخل ہوا۔ اور وہاں یہ دونوں ایک چھوٹے سے عمدہ کمرہ میں پہنچے۔ جو کافی صاف ستھرا اور آرام دہ تھا

کھڑکی کے قریب میز پر جہازوں کے مختلف چھوٹے چھوٹے نمونے بڑی صفائی سے بنے ہوئے۔ مختلف قسم کے اوزار لکڑی کے ٹکڑے جنہیں ابھی کوئی خاص صورت نہ دی گئی تھی۔ روغن کی پیالیاں۔ برش۔ رسی۔ چھوٹی چھوٹی کیل کی تھیں اور جہازوں کے لنگر۔ الغرض اس قسم کا سامان جو ان چھوٹے چھوٹے جہازوں کی تیاری کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ جو کھلونے بیچنے والوں کی دکانوں میں پائے جاتے ہیں۔ وہاں موجود تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جم نے ان چیزوں کی طرف اشارہ کر کے کہا "میری یہ میرا طریق معاش ہے۔ میری زندگی کا بڑا عرصہ افسردگی کی حالت میں بسر ہوا ہے لیکن انسان ہر قسم کے انقلابات سے گذر کر بھی اُن کے اثر کو بھول سکتا ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ میں ابھی انگیٹھی میں آگ تیز کرتا ہوں" یہ کہکر جم نے آگ کو تیز کیا۔ اور اُس کے بعد کمرہ کے وسط میں ایک چھوٹی سی گول میز پر دسترخوان بچھایا۔ جس پر تھوڑا سا سرد گوشت، پنیر کا ایک بڑا سا ٹکڑا۔ اور ایک ڈبل روٹی رکھدی۔ پھر اس نے الماری سے شراب کی بوتل نکالی۔ اور جب انگیٹھی میں آگ تیز ہو گئی۔ تو شراب کو ساسرک ایک برتن میں ڈال کر اسے آگ پر رکھ دیا۔

"جم نے ایک چھوٹی سی گول میز پر دسترخوان بچھایا" (صفحہ ۶۳)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ تیاریاں ہو چکیں۔ تو ہالفورڈ نے کہا "جم تمہارے ہاں آسائش کا تو کافی سامان موجود ہے"۔

اُس نے جواب دیا "ہاں میں جب چاہوں۔ اپنی روزی کا معقول سامان کر سکتا ہوں لیکن میرے وقت کا بڑا حصہ مُردہ فروش کے متعلق تحقیقات کرتے اور ذریعہ انتقام سوچتے ہی گذر جاتا ہے۔ اُسی طرح جیسے تم اپنی محبت کے معاملہ میں دن رات فکر مند رہتے ہو"۔

"محبت"! ہالفورڈ نے چلا کر کہا "بخدا اگر تمہیں اُس کی حقیقت معلوم ہو"۔

جم نے ہنستے ہوئے کہا "خیر میں دیکھتا ہوں۔ یہ سوال تمہارے لئے رنج دہ ہے اس لئے میں آئندہ اس کا ذکر نہ کروں گا۔ خیر اب تم کچھ کہاؤ پیو۔ اُمید ہے ہماری دوستی اچھی طرح نبھ سکے گی۔ اور مجھے تمہاری معرفت اس بدمعاش مردہ فروش کی تلاش میں کافی مدد ملے گی۔ اگر ہمارے تعلقات اسی طرح قائم رہے تو میں تمہیں اس قسم کے جہاز بنانا بھی سکھا دوں گا۔ اور اُس صورت میں تم چاہو۔ تو اپنی آمدنی کو چھ گنا کر سکو گے"۔

ہالفورڈ نے کہا "جم اگر تم سچ مچ مجھے اس کام کی تعلیم دے سکو۔ تو میں تمہارا بیحد ممنون ہوں گا۔ میں اپنی موجودہ طرز زندگی سے دق آچکا ہوں۔ اور اس لئے تم سے اس قسم کی صنعت سیکھ کر اس سے بخوبی فائدہ اُٹھا سکوں گا"۔

پھر اُس نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "میں اس کے لئے تمہارے احسان کو کبھی نہ بھولوں گا۔ کل شام کو میں تمہارے ساتھ منٹ کو چلوں گا۔ اور اگر مردہ فروش کا پتہ مل گیا۔ تو میں فوراً تمہیں اس کی اطلاع دوں گا"۔

جم نے کہا "تمہارے اندر کاروباری مادہ خوب ہے۔ اگر تم میرے مددگار رہو گے تو میں تمہارے لئے ایسی ایسی باتیں کروں گا جن کا سر دست تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے"۔

اس کے بعد دونو نے مل کر کھانا کھایا۔ اور اس سے فارغ ہو کر جب مرکب شراب کے گلاس میز پر رکھے جا چکے۔ اور سارا سامان آسائش مہیا ہو گیا۔ تو کرنیکی جم نے اپنی عجیب و غریب سرگذشت ان لفظوں میں بیان کرنی شروع کی۔

ساتواں باب — کرنیکی جم کی سرگذشت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میرے باپ کا نام رابرٹ کفن تھا۔ جب میرے دادا کا انتقال ہوا ہے تو پسر نہ اور چائے فروشی کا ایک کامیاب کاروبار میرے والد کو ورثہ میں ملا تھا۔ لیکن انکی فضول خرچیوں سے اُس کا جلدی ہی دیوالہ نکل گیا۔ دیوالہ کی سند حاصل کر کے اُس نے شراب فروشی کا کام ہاتھ میں لیا۔ مگر یہ بھی بمشکل تین ہی سال چلا۔ اور اس کے بعد پھر اس کا نام دیوالیہ کی فہرست میں شائع ہو گیا۔ مگر اس مرتبہ اُسے دیوالہ کی سند نہ ملی۔ اُس نے تیسری بار کوشش کر کے تجر کے کوئلہ کا کاروبار شروع کیا۔ مگر فضول خرچی کا سلسلہ جاری رہا اور اسی طرح اُس کی مصیبتوں کا بھی۔ اب کی مرتبہ ناکام ہونے پر اُسے جیلخانہ میں ڈالدیا گیا تاکہ نے قانون دیوالہ کی رعایت حاصل کرنی چاہی۔ مگر اس کوشش میں کافی عرصہ گذر گیا اور جب وہ رہا ہوا۔ تو اس نے نمک کی فروخت شروع کر دی۔ یہ تجارت بھی کچھ عرصہ جاری رہ کر اسی طرح ختم ہوئی۔ جیسے اس سے پہلی تجارتیں ہوئی تھیں۔ یعنی اُسے پھر ایک مرتبہ جیلخانہ کی سیر کرنی پڑی۔ پھر عدالت دیوالہ میں پیشیاں ہوئیں۔ اور ایک عرصہ کے بعد چھٹکارا ملا۔

میرے والد کی عمر اب چالیس سال کے قریب تھی۔ مگر ان پے در پے مصیبتوں نے اُسے بالکل شکستہ حال کر دیا۔ نہ ساکھ باقی تھی۔ نہ کوئی وسیلہ جس سے کاروبار از سر نو شروع کیا جا سکتا۔ لیکن گھر میں بیوی اور سات بچے موجود تھے۔ انکی پرورش بھی فرض تھی۔ میں حوڈ ابھی پیدا نہ ہوا تھا۔ مگر سننے میں آیا ہے۔ کہ ایک روز میرا والد شام کے وقت بہت افسردگی کی حالت میں آکر اپنے شکستہ حال کمرہ میں بیٹھ گیا۔ اور حالات پیش آمدہ غور کرنے لگا۔ ہزاروں تجاویز ذہن میں پیدا ہوئیں۔ مگر کام شروع کرنے کے لئے صرف تجویز ہی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ساکھ اور سرمایہ بھی درکار ہوتا ہے۔ اور اُس کے پاس دونوں میں سے ایک چیز بھی نہ تھی۔ کچھ دیر اسی فکر کی حالت میں رہنے کے بعد اُس نے اپنا ہاتھ زور سے میز پر مارا۔ اور چلا کر کہنے لگا۔ بخدا مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے میری ماں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ کیا معلوم ہو گیا ہے۔ کہنے لگا۔ مجھے خدا کیطرف سے اسی بات کا پیغام آیا ہے کہ تم انجیل کی اشاعت کر کے اس دنیا کے بار گناہ کو ہلکا کرو۔

میری ماں یہ سنکر زار و قطار رونے لگی۔ اُس نے سمجھا مصیبتوں کے ہجوم نے اُس کے دماغ میں فتور پیدا کر دیا ہے۔ مگر وہ کہنے لگا میں بالکل سنجیدگی کی حالت میں ہوں پھر اُس نے میری ماں سے کہا۔ کہ کمرہ کو جہاں تک ممکن ہو۔ صاف ستھرا بنا دو اور بچوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو گھڑی دو گھڑی کے لئے کسی ہمسائی کے سپرد کر دو۔ شام کو میں چند دوستوں کو ساتھ لے کر آؤں گا۔ یہ کہکر وہ چلا گیا۔ اور میری ماں نے اُس کے کہنے کے مطابق کیا۔ شام کے وقت جب میرا باپ واپس آیا۔ تو ایک بہت بڑی انجیل اس کی ایک بغل میں تھی۔ اور ایک دعا کی کتاب دوسری میں۔ اور اس کے ساتھ چھ سات سنجیدہ وضع کی عورتیں اور مرد تھے۔ جو ہر وقت اپنی آنکھیں اوپر کی طرف۔ یا جیسا میرا والد کہا کرتا تھا۔ آسمان کی طرف اٹھائے رکھتے تھے۔

خیر یہ لوگ کمرہ میں بیٹھ گئے۔ اور میرے والد نے جس کے چہرہ پر غیر معمولی سنجیدگی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ ایک دعائیہ گیت سے اس جلسہ کا افتتاح کیا۔ اُس کے بعد اُس نے اُن دونوں مقدس کتابوں میں سے جنہیں وہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ کچھ مضمون پڑھا اور جلسہ کے خاتمہ پر ایک ایسا موثر وعظ کیا۔ کہ حاضرین کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔

یہ دعائیہ جلسہ ختم ہوا۔ تو ایک عمر رسیدہ عورت میرے والد کی فصاحت سے اس درجہ متاثر ہوئی۔ کہ ایک شریف مرد کو جو جلسہ میں شامل تھا۔ اُسے بحال کرنے کیلئے ایک بوتل جن شراب کی منگانی پڑی۔

مختصر یہ کہ والد نے اس بہروپ کو خوب ہی پورا کیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں ہی اُس کے معتقدوں کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب اُس نے گڈ مینرز فیلڈ میں ایک گرجا کرایہ پر لے لیا۔ تو اس کی ہر دلعزیزی اور شہرت اور بھی بڑھ گئی۔

یہ تجارت خوب ہی چمکی۔ لوگ نہ صرف اُس کے معتقد بلکہ پرستار بن گئے۔ اور اُن کی فیاضی کا ہی یہ نتیجہ ہوا۔ کہ گرجا کے قریب ایک مکان آرائش سے بلیا مکان اُسے مل گیا۔ اس مکان کے پاس ایک غریب بیوہ رہا کرتی تھی۔ اس کا نام ایش فورڈ تھا۔ اور اس کی ایک نہایت خوبصورت بیٹی رتھ تھی۔ ان بیٹی میرے والد کے انتہائی عقیدتمندوں سے تھیں۔ اور ان کی نظروں میں وہ نیکی اور پاکیزگی کا بہترین نمونہ تھا۔ بیوہ عورت معدہ کی کسی پُراسرار بیماری میں ہمیشہ ہی مبتلا رہتی تھی۔ اور اس کے لئے اُسے گاہ بگاہ تھوڑی سی شراب پینی پڑتی تھی۔ مگر ایک روز وہ اتنی زیادہ پی گئی۔ کہ بیہوش ہو کر گر پڑی۔ اور مر گئی۔ میرے والد نے اس کے مزار پر جو وعظ کیا۔ اُس میں اُسے نیکی کا فرشتہ ظاہر کیا گیا تھا۔ اُس نے مرنیوالی کی بیٹی کو اپنے مکان میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جگہ دی۔ اور اُس روز سے وہ اُسی مکان میں رہنے لگی۔

اب اس کہانی کا سب سے عجیب و غریب حصہ شروع ہوتا ہے۔ والد کو آسمان کی طرف سے انجیل کی اشاعت کا جو پیغام پہنچا۔ وہ بجائے خود کچھ کم عجیب نہ تھا۔ مگر اس کے کچھ عرصہ بعد اسے ایک رات جو خواب نظر آیا۔ وہ یقیناً عجیب تر تھا۔ خواب کا خلاصہ مطلب دو سکرون مس الیش فوراً کے کانوں تک پہنچا دیا گیا۔ اور وہ بیچاری اس وجہ سے میرے والد کے مشورہ پر عمل کرنے کو تیار ہو گئی۔ کہ اُس نے اُسے عاقبت کی بہتری کا یقین دلا دیا تھا۔ چند ماہ کے عرصہ میں ہی اس روحانی خواب کے نتائج عملی طور پر ظاہر ہونے لگے۔ اور معلوم ہو گیا۔ مس الیش فوز ڈ حاملہ ہے۔ گھر میں اس پر بہت کچھ فتنہ و فساد پیدا ہوا۔ اور کچھ مدت تک اس فساد کے فرو ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ گرجا کے بادری اور چند اور سرکردہ شخص بھی اس معاملہ کی تحقیقات کرنے آئے۔ مگر والد نے اور بھی زیادہ سنجیدگی سے ان کا استقبال کیا۔ ایک مشورتی جلسہ ہوا۔ اور اس میں والد سے اس معاملہ کی نسبت کیفیت طلب کی گئی۔ مگر اُس نے بڑی سنجیدگی سے کھڑے ہو کر کہا۔ ایک رفعہ رات کے وقت خداوند کے خاص فرشتہ نے نمودار ہو کر مجھے حکم دیا تھا تم نیکی کی تخم ریزی کرو۔ تاکہ جس وقت خداوند تمہیں دوسری دنیا میں بلا لے۔ تو تمہارے بعد اُس نیک کام کا سلسلہ جو تم نے شروع کیا ہے۔ بوجہ احسن جاری رہ سکے۔ میں نے اس فرشتہ کے روبرو عاجزی سے اپنی اولاد کے حقوق پیش کئے۔ مگر اُس نے میری باتوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ اور حکم دیا۔ کہ اس کارِ ثواب کو جاری رکھنے والا وارث رتھ الیش فوز ڈ کے بطن سے پیدا ہو۔ کیونکہ خداوند خدا کی خاص برکات اس پر نازل ہیں۔ اور اس کے نام میں ہی برکت شامل ہے۔ اس کیفیت کو اطمینان بخش سمجھ لیا گیا۔ اور اس کے بعد جب وہ لوگ جو تحقیقات کرنے آئے تھے۔ رخصت ہو گئے تو والد نے نہ صرف اپنی بیوی کو ٹھنڈا کر لیا۔ بلکہ اسے کچھ ایسی پٹی پڑھائی۔ کہ اس نے اس ناجائز تعلق سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کم سے کم کچھ عرصہ اور میرا والد اپنی ریاکاری کو ظاہری پارسائی کے پردہ میں چھپا کر اس ناجائز تعلق کو قائم رکھ سکا۔ اسی ناجائز تعلق سے میری پیدائش ہوئی جس کے باعث میرا نام جیمز الیش فوز ڈ مشہور ہے۔ گو والد مجھے جیمز نشن ہی کہا کرتا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اسی طرح وقت گذرتا چلا گیا۔ اور گو ابتدا میں والد نے اپنی جائز بیوی اور میری ماں کے درمیان مصالحت کی صورت پیدا کر دی تھی تاہم رفتہ رفتہ اُن کا باہمی جھگڑا خوفناک حد تک پہنچنے لگا۔ آئے دن گھر میں تکرار ہوتی جس سے ہمسایہ کے لوگوں نے بھی یہ خیال کرنا شروع کر دیا۔ کہ والد کا عشق اس قدر پاک نہیں۔ جتنا وہ اسے ظاہر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُس کے معتقدوں کی تعداد کم ہونے لگی۔ اور پارسائی کے متعلق اس کی شہرت بھی گھٹتی گئی باوجود اس کے وہ مجھے اور میری ماں کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کی جائز بیوی اپنے بچوں کو ساتھ لے کر مکان سے رخصت ہو گئی۔ والد نے اُن کی روزی کا کفیل بننے سے بھی انکار کر دیا۔ اور آخر بشپ پادری صاحبان کی مداخلت تک نوبت آئی۔ جس سے بدنامی اور بڑھ گئی۔ عین اس زمانہ میں اس فساد کو مٹانے کا کام جس انسان قاصر رہا تھا۔ فرشتہ اجل نے پورا کر دیا۔ یعنی میری ماں سخت بیمار ہو گئی۔ اور چند ہفتے زندگی اور موت کے درمیان لٹک کر اُس نے جان دی۔

اپنی پیدائش کے متعلق اس قدر حالات بیان کرنے کے بعد غالباً اُس زمانہ کی مزید کیفیت کا تذکرہ میرے لئے غیر ضروری ہو گا۔ میں صرف اس قدر اور بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مس ایلش فورڈ کے انتقال پر والد اور اس کی جائز بیوی میں دوبارہ مصالحت ہو گئی۔ اور اس کے بعد وہ بدستور اس گرجا کا پادری بنا رہا۔ گو اس کے پیروؤں کی تعداد کم ہو گئی تھی۔ جن کا اثر آمدنی کی کمی کی صورت میں بھی ظاہر ہوا۔ بہرحال مجھے گرجا کے سکول میں تھوڑی بہت تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور گو میری سوتیلی ماں مجھ سے سختی کا سلوک کرتی تھی۔ مگر والد مہربانی سے بھی پیش آتا تھا۔ یہ حالت اُس وقت تک قائم رہی۔ کہ میری عمر پندرہ سال کی ہو گئی۔ ان دنوں یکایک والد نے انتقال کیا۔ اور میں دنیا میں بے یار و مددگار رہ گیا۔

میں نے سب سے پہلے والد کے دوستوں۔ اس علاقہ کے پادریوں اور لوگوں سے جو دم آخر تک اُس کے ساتھ رہے تھے۔ امداد طلب کی۔ مگر سب نے مجھے سامنے سے دھتکار کر ہٹا دیا۔ اور میرے لئے سوائے اس کے چارہ نہ رہا۔ کہ بھیک مانگوں۔ یا چوری کروں۔ میں نے ان میں سے اول الذکر کو ہی ترجیح دی۔ مگر ایک دفعہ مجھے ایک پیر دار نے اس الزام میں پکڑ لیا۔ کہ تم آوارہ پھرتے ہو۔ اور اپنے متعلق کوئی اطمینان بخش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کیفیت بیان نہیں کر سکتے۔ تم شاید سنکر حیران ہو گے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی غریب یہ کہے۔ میں بھوکا مر رہا ہوں۔ اور بے یار و مددگار رہا ہوں۔ تو اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ وہ اپنے متعلق اطمینان بخش کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ صبح کے وقت مجھے صاحب مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا گیا۔ اور ایک بدمعاش شخص سمجھ کر مجھے اصلاحی جیل خانہ میں بھیجدیا گیا۔

اس جگہ میری واقفیت بہت سے ذی عمر چوروں اور گٹھ کتروں سے ہو گئی۔ اور میری حالت ایسی ابتر ہوئی۔ کہ جس روز مجھے رہا کی دی گئی۔ میں اُن کی ترغیب میں آکر اُن کے ساتھ ہی شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اس قسم کا دور زندگی شروع ہوا۔ جسے یاد کر کے میں بہت تاسف کرتا ہوں۔ مگر میرا افسوس بیکار ہے۔ ان نئے دوستوں میں میرا نام کرنبکی مشہور ہو گیا۔ کیونکہ بسا اوقات مجھ پر ایسی مایوسی طاری ہوتی۔ کہ یہ لوگ سمجھتے میرا دماغ پھر گیا ہے۔ رفتہ رفتہ میں ایک مشہور نقب زن بن گیا۔ اور میری اس قدر شہرت ہوئی۔ کہ لندن کا مشہور نقب زن ٹام بھی رشک کرنے لگا۔ دن بدن میری جرأت بڑھتی گئی۔ اور تین بار میں گرفتار بھی ہوا۔ پہلی اور دوسری مرتبہ مجھے سزا یافتہ قیدی کی حیثیت میں جہازوں پر کام کرنے کے لئے بھیجدیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ دوسرے معذ میں میرے ایک ساتھی کو محض ایک ذرا سے قانونی رخنہ کی وجہ سے رہا کر دیا گیا۔ الزام یہ تھا۔ کہ وہ ایک جوہری کی دوکان میں نقب لگا کر اندر داخل ہوا۔ مگر گواہان استغاثہ میں سے ایک کے بیان سے ثابت ہوا۔ کہ دوکان کا دروازہ اتفاقیہ طور پر کھلا رہ گیا تھا۔ اور اس لئے وہ قفل توڑے بغیر اندر داخل ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گو جج اور جیوری دونو سمجھتے تھے۔ وہ قصوروار ہے۔ مگر قانون کی نظروں میں وہ بے قصور قرار پایا۔ اور رہا کر دیا گیا۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ اور میری اپنے بہت سے ہم پیشہ آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ جن میں قابل ذکر ٹام نقب زن۔ بل بولسٹر ڈک فلیور۔ لیفر۔ اور مردہ فروش تھے اُن کے ساتھ مل کر میں نے نقب زنی کی بہت سی کامیاب وارداتیں کیں لیکن آخر کار تیسری مرتبہ پھر پکڑا گیا۔ اور اس پر لندن میں میرے دور عصیاں کا خاتمہ ہوا ۱۸۳۵ء کا ذکر ہے۔ کہ میں نے مردہ فروش کے ساتھ مل کر پرنس سٹریٹ سوہو میں ایک جوہری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کے ہاں نقب زنی کی۔ اور ہم سب بہت سا مال لے کر فرار ہو گئے۔ مردہ فروش منٹ کو چلا گیا۔ اور میں نے ڈک فلیرر کو اپنا رازدار بنا کر مال غنیمت کا کچھ حصہ اسے دیدیا۔ اور چک لین سمتھ فیلڈ کے ایک مکان میں پناہ گزین ہوا۔ مجھے معلوم تہا۔ کہ ڈک پکا آدمی ہے اور اُس نے اپنے آپ کو ثابت بہی ایسا ہی کیا۔ کیونکہ میں جتنا عرصہ اس کے پاس رہا۔ وہ باقاعدگی سے میرا کھانا لاتا رہا۔ اور آخر ایک ہفتہ کے بعد جب یہ طوفان فرو ہوا۔ تو میں اپنی جائے پناہ سے نکل کر منٹ میں مردہ فروش کے پاس پہنچا۔ جہاں میں دو تین دن ٹھیرا۔ اس نابکار نے اپنی سلامتی کے لئے مجہہ سے دغا کی۔ ہم دونو کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ وہ سرکاری گواہ بن گیا۔ اور مجھے عمر قید کالے پانی کی سزا ہوئی۔

جب مقدمہ ختم ہوا۔ تو مردہ فروش کو تو رہا کر دیا گیا۔ لیکن مجھے چند اور قیدیوں سمیت جنہیں انہیں دنوں سزا ہوئی تہی۔ جیل خانہ نیو گیٹ سے نکال کر مل بینک کے جیل خانہ میں پہنچایا گیا۔ میرے ساتھ اس موقعہ پر دو آدمی اور تھے۔ جن کے ناموں سے شاید تم بہی ناواقف نہ ہوگے۔ کیونکہ اُن کا مقدمہ بہت مشہور تہا۔ ایک کا نام رابرٹ سٹیفنز اور دوسرے کا ہیو میکچرل تہا۔ الزام یہ تہا۔ کہ انہوں نے الزاسڈنی نامی ایک عورت کو مردانہ صورت میں پیش کر کے ارل آف وارنگٹن کی جائداد کا بڑا حصہ اڑانے کی سازش کی ہے۔ ہم اس جیل خانہ میں پندرہ دن کے قریب ٹھیرے۔ اور اُس کے بعد ہمیں وولیج میں قیدیوں کے ایک جہاز پر سوار کرا دیا گیا۔ مل بینک سے رخصت ہونے سے پیشتر ہمیں خاکی رنگ کے کپڑے پہنا دیئے گئے۔ قیدیوں کے جہاز میں دو رویہ سونے کے لئے نیچیں اوپر نیچے بنی ہوئی تھیں۔ جن میں سے ہر ایک کم و بیش چھ فٹ مربع تہی۔ اور اس پر چار قیدی سما سکتے تھے۔ کیونکہ وہاں ایک آدمی کے لئے ۱۸ انچ جگہ کافی سمجہی جاتی ہے۔ جہاز کے سامنے حصے میں ہسپتال بنا ہوا تہا۔ اور ایک حصہ کو جیل خانہ کہا جاتا تہا۔ پہلوؤں میں ہوا کی آمد و رفت کیلئے سوراخ بنے ہوئے تھے۔ اور حرارت کو برقرار رکہنے کے لئے ایک بہت بڑی انگیٹھی بہی موجود تہی۔ قیدیوں کے اوپر نیچے چڑہنے اترنے کے لئے جو زینے بنے ہوئے تھے۔ انہیں رات کے وقت اُٹھا لیا جاتا تہا۔ اور قیدیوں کو سر شام ہی اُن کی خوابگاہ میں بند کر دیتے تھے۔ ہم میں سے ہر ایک کو بوٹ پتلون۔ چار قمیصیں کچہہ اور گرم کپڑے اور بستر مہیا کئے گئے۔ ان قیدیوں کو انجیلیں اور دعا کی کتابیں بہی بڑی تعداد میں مہیا کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جاتی ہیں۔

یہ کام ڈاکٹر کا تھا۔ کہ جہاز پر سوار ہو کر نشستوں اور کھانے کی میز کی تقسیم کا انتظام کرے ہمارے کپڑوں۔ بستروں اور اور چیزوں پر سیاہ رنگ سے نمبر لکھ دیے گئے۔ اور ہر ایک قیدی اُن نمبروں کی ترتیب سے بنچوں پر سوتا۔ اور کھانے کی میز پر بیٹھتا تھا۔ خوراک کی وہاں کمی نہ تھی۔ کیونکہ ہر شخص کو روزانہ ایک پونڈ روٹی کا تین چوتھائی حصہ۔ اور اس کے علاوہ گوشت مہیا کیا جاتا تھا۔ صبح شام کی خوراک کے ساتھ شوربا اور کوکو بھی ملتا تھا ہر ہفتہ ہمیں عرق لیموں۔ شکر اور سرکہ کی بھی کچھ مقدار دی جاتی تھی۔ اور ایک خاص آدمی اس کام پر مامور ہوتا تھا۔ کہ خوراک کو تول لے۔ اور اسے مناسب طور تقسیم کرے۔

ڈاکٹر نے چھ قیدیوں کو چن کر انہیں ہمارا افسر بنا دیا۔ ان کا یہ کام تھا۔ کہ ڈاکٹر کے احکام کی تعمیل کرائیں۔ اور اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے۔ تو اس کی رپورٹ کر دیں۔ ان چھ آدمیوں میں سے چار جیل خانہ کی نگرانی کرتے تھے۔ اور دو قیدیوں کی اُس وقت دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ جب وہ ہوا خوری کے لئے صحن جہاز پر آئیں۔ ان دونوں کو صحن جہاز کا کپتان کہا جاتا تھا۔ اور انہیں کچھ نقد معاوضہ اور پینے کو بھی ملتا تھا۔

جنوری ۱۷۳۶ء کا دن تھا۔ جب ہمارا جہاز سڈنی کی طرف روانہ ہوا۔ میرا کوئی قریبی رشتہ دار یعنی بیوی بچہ یا کوئی دوست موجود نہ تھا۔ باوجود اس کے جس وقت جہاز ساحل انگلستان سے روانہ ہونے لگا۔ اور مجھے اس کے سفید کناروں کی آخری جھلک نظر آئی۔ تو بے اختیار میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور میں جو اپنی زندگی میں کبھی نہ رویا تھا۔ اس وقت زار و قطار رونے لگا۔ لیکن میرے ساتھ بہت سے ایسے لوگ بھی تھے۔ جو اپنے بچے بچی بیوی بچوں یا والدین کو چھوڑ کر جا رہے تھے۔ اور ان کے قلب کو جس قدر اضطراب ہوتا وہ ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر بڑا حلیم اور مہربان شخص تھا۔ جس وقت ہمارا جہاز اتنی دور نکل گیا۔ کہ انگلستان کی زمین نظروں سے غائب ہو گئی۔ اس نے ہماری زنجیریں اُتروا دیں۔ اور ہمیں صحن جہاز پر پھرنے کی پوری طور سے آزادی دے دی گئی۔ ہماری نگرانی کے لئے اکیس آدمیوں کی ڈیوٹی ایک گارد متعین تھی۔ جن کا افسر ایک انگلش فوجی عہدہ دار تھا۔ یہ لوگ تین مرتبہ باری باری پہرہ دیتے تھے۔ ایک سنتری ننگی تلوار لئے جہاز کے دونوں سروں پر کھڑا رہتا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور فوجی سپاہیوں کے کندھوں پر بھری ہوئی بندوقیں موجود رہتی تھیں۔

ہمیں جہاز پر سوار ہوئے۔ تھوڑے دن گذر گئے۔ تو قیدیوں میں دیسی گالی گلوچ اور فحش گفتگو شروع ہو گئی۔ جوا بازی بھی ہوتی تھی۔ اور روٹی تک کو ہار جیت کی شرط کے طور پر لگا دیا جاتا تھا۔ چوریاں بھی عام تھیں۔ کیونکہ جو قیدی اپنا کھانا جسے ہم ہار جائے اسے بہر حال کہیں سے چرا کر کھانا پڑتا تھا۔ اس بارہ میں بھی شرط لگا کرتی تھی کہ سب سے چالاک چور کون ہے۔ اور کبھی کبھی اس پر خوفناک جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی۔ جس قدر سامان خوراک لانے والے کے پاس موجود ہوتا۔ سب چھین لیا جاتا تھا۔ سٹیفنز جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ اور جو میرے ساتھ ہی کھانا کھایا کرتا تھا۔ وہ ان طریقوں کی بڑے زور سے مخالفت کرتا تھا۔ مگر قیدیوں کی اصلاح تو کیا ہو سکتی تھی۔ وہ الٹا اس کے مخالف ہو گئے۔ یہاں تک کہ میکچرل بھی اس کا دشمن بن گیا۔ ناچار اسے اصلاح کا خیال ترک کرنا پڑا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ چوروں کی مجلس میں جو شخص اپنی دیانت یا اخلاق حسنہ کا خواہ وہ حقیقی ہی ہو اظہار کرے۔ وہ گویا سب لوگوں کی مخالفت مول لیتا ہے۔ قیدیوں کے جہاز میں ایک قسم کی خوفناک یکسانیت پائی جاتی ہے یعنی جرم بد معاشی اور باقی ہر ایک برے کام میں یکسانیت ہونا لازمی ہے۔ باوجود اس کے ان قیدیوں کے جہازوں میں بھی بعض قسم کی تفریق موجود ہوتی ہے۔ یعنی جو لوگ عادی مجرم ہوں۔ اور جنہیں کئی بار سزا دی جا چکی ہو۔ وہ عوام میں امارت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح شہریوں اور دیہاتیوں میں بھی تفریق پائی جاتی ہے۔ نئے مجرم پرانے قیدیوں کا اس قدر احترام کرتے ہیں۔ کہ حیرت ہوتی ہے۔ چنانچہ جو شخص اپنی سرگذشت سنانے وقت سب سے زیادہ خوفناک واقعہ بیان کر سکے۔ اسے قیدیوں کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ قیدیوں میں سے بعض اپنی زندگی کے واقعات لکھ کر سنایا کرتے تھے۔ جن میں عجیب و غریب اندراج موجود ہوتے تھے۔ مثلاً ایک واقعہ یہ تھا۔ کہ ایک پیٹی لوٹی گئی۔ اور جبکہ قیدی سو رہے تھے۔ اس کا سامان نکال لیا گیا۔ ڈاکٹر پہنچ گیا مگر اس نے دیکھا کہ لیمپ گل ہے۔ چور نے سامان کو ایک طرف چھپا دیا۔ ڈاکٹر نے سارے قیدیوں کی تلاشی کا حکم دیا۔ اور جب وہ کپڑے ایک سونے والے قیدی سے برآمد ہوئے۔ تو اسے پابہ زنجیر کر دیا گیا۔ غرض اس قسم کے واقعات کا ذکر ہوتا تھا۔ جو اسے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وقت جہاز میں پیش آئے۔

میں اس جگہ یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جب تک جہاز دریائے ٹیمز میں لنگر انداز رہا۔ کسی قیدی نے اپنے جرم کو تسلیم نہ کیا تھا۔ ہر شخص اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرتا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ یقیناً میری سزا معاف کر دی جائے گی۔ عام طور پر یہ لوگ کہتے تھے۔ میں یقیناً نیو ساوتھ ویلز میں نہ جاؤں گا۔ کیونکہ جج کو میرے خلاف جو تعصب تھا۔ وہ عدالت میں کھلے طور سے ظاہر ہو رہا تھا۔ چوری کو سراسر مغالطہ میں ڈالا گیا میرے دوست میرے متعلق پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اور میرا رہا ہونا یقینی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ایک سو دس قیدیوں میں سے سو کا بیان ضرور یہی ہوتا تھا لیکن جہاز چل دیا۔ انگلستان بہت پیچھے رہ گیا۔ اور کسی ملزم کی آرزو بھی پوری نہ ہوئی۔ آخر جب ہر ایک کی امید پر خاک میں مل گئیں۔ تو انہوں نے اپنی زندگی کے واقعات ایسی صفائی سے بیان کرنے شروع کئے۔ کہ عاقبہ نظر آتا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کو جائز طور پر سزا دی گئی ہے۔

سفر مجموعی طور پر اچھا رہا۔ ساڑھے چار مہینے راستے میں صرف ہو گئے۔ اور آخر کار وسط ماہ مئی میں ہم لوگ سڈنی کے قریب پہنچے۔ لیکن جبکہ ابھی خشکی تک پہنچنے میں تھوڑا سا فاصلہ حائل تھا۔ سمندر میں یکایک طوفان آیا۔ اور ہوا ایسی تیزی سے چلنے لگی۔ کہ کپتان نے خطرے کا اندیشہ ظاہر کیا۔ سارے قیدیوں کو جہاز کے اس حصہ میں جسے قید خانہ کہا جاتا ہے۔ بند کر دیا گیا۔ سب سوراخ بند ہو جانے سے مارے گرمی کے دم گھٹنے لگا۔ آخر بڑے زور کا طوفان آیا۔ جہاز پر جو چیز کھلی پڑی تھی۔ ادھر ادھر گرنے لگی۔ جہاز کے چوبی حصے چیخ رہے تھے۔ رسّے کھڑکھڑاتے تھے۔ اور ہوا زور کے فراٹے بھرتی صحن جہاز پر سے گذر رہی تھی۔ پہاڑ کی طرح بلند لہریں کبھی جہاز کو اونچا اٹھا اور کبھی نیچے گرا دیتی تھیں۔ بعد ازاں ایک ملاح کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ لہریں چالیس فٹ بلند تھیں۔ یعنی بیس فٹ سطح آب کے نیچے اور بیس فٹ اوپر۔ آخر شام کے وقت خدا خدا کر کے طوفان تھما۔ اور صبح کے وقت سڈنی کا کنارہ نظر آنے لگا۔

شہر سڈنی ایک نہایت خوشنما مقام پر واقع ہے۔ بندرگاہ سے کسی قدر بلند اور اس جگہ گھاٹوں۔ باغوں اور ساحلی نشستوں کا نظارہ نہایت خوشنما ہے۔ اس کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنگل۔ سرکاری عمارات۔ خوشنما کوٹھیاں اور پن چکیاں ہر نو وارد کے لئے ایک خاص شان دلفریبی رکھتی ہیں۔ شہر بجائے خود امید سے زیادہ خوشنما نکلا خصوصاً سناروں۔ حلوائیوں وغیرہ کی دوکانیں ایسی تھیں۔ کہ لندن کے حصہ وسٹ اینڈ کی دوکانوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ ان میں بالعموم گیس کی روشنی کی جاتی ہے۔ اور شام کا نظارہ بہت دلکش ہوتا ہے۔ شراب کی دوکانیں کثرت سے ہیں۔ یہاں تک کہ تیس ہزار کی آبادی کے لئے ڈھائی سو ایسی دوکانیں موجود ہیں۔ چارج سٹریٹ اور پٹ سٹریٹ اس شہر کے مشہور بازار ہیں۔ اور ان میں دوکانوں کا کرایہ تین سو سے لے کر پانسو پونڈ سالانہ تک ہے سڈنی میں پانی کے نکاس کا انتظام اچھا نہیں۔ اور گو شہر بلندی پر واقع ہے۔ مگر کئی بازار بالکل ہموار سطح پر ہیں۔ جس کی وجہ سے گندے پانی کا نکاس نہ ہونا۔ بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ شہر کو ایک نظر دیکھا جائے۔ تو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ یورپ سے دور ہے۔ کیونکہ لوگوں کی زبان طرز و اطوار سب انگلستان کی طرح ہیں۔ لیکن ذرا غور سے مشاہدہ کیا جائے۔ تو دونو کا فرق نمایاں صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جا بجا مجرموں کے گروہ سفید پر شے کے فراخ پہنے اور زرد یا خاکی جاکٹ زیب تن کئے۔ جس پر تیر کی شکل کے چوڑے چوڑے نشان ان کے قیدی ہونے کی علامت ہیں۔ کام کرتے نظر آتے ہیں۔ اور ان کی صورت سے اس اخلاقی زوال کا پتہ چلتا ہے۔ جو اس شہر پر حاوی ہے۔

خیر ہمارا جہاز بندرگاہ میں پہنچا۔ اس سے چند دن پہلے پھر ہم کو زنجیریں پہنا دی گئی تھیں۔ چنانچہ ہمیں بڑی احتیاط کے ساتھ جہاز سے اتارا گیا۔ اور ہمارے کپڑوں پر تیر کے چوڑے چوڑے نشان اور حروف پی۔ بی۔ جس سے مراد پرنر نہ بارک یعنی قیدیوں کی بارک سے تہی لگائے گئے۔ پھر ہمیں اس مقام پر پہنچا دیا گیا۔ اس بارک میں دن کی نشست کے کمرے علیحدہ اور رات کو سونے کے چبوترے علیحدہ ہیں۔ ہر ایک کمرہ میں ایک شخص باقیوں کے طرز عمل کا جواب دہ سمجھا جاتا ہے۔ یہیں قید تنہائی کی چند کوٹھریاں موجود تھیں۔ جن میں قید ہونے والوں کو ایسی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے چند دن بعد ہمیں سفر کی نوعیت کے اعتبار سے جدا جدا گروہوں میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تقسیم کر دیا گیا۔ سٹیفنز اور میکچرل کو سڈنی میں ہی رکہا گیا۔ اور مجہے تیس اور شخصوں کے ساتھ بندرگاہ مکاری میں بھیجدیا گیا۔ جو سڈنی سے دو سو ساٹھ میل جانب شمال واقع ہے۔

بندرگاہ مکاری کے آس پاس کا نظارہ نہایت شاندار ہے۔ لیکن یہاں پر بہی قیدیوں کی زندگی افسوسناک طریق پر بسر ہوتی ہے۔ میں سمجہتا تہا۔ کہ میں ایک خطاوار مجرم ہوں۔ لیکن ایسی زندگی سے تو موت بہر حال قابل ترجیح ہے۔ ساری دنیا کے تعلقات سے محروم۔ ہر ایک قسم کی سختیوں کا پابند۔ محدود خوراک کہانے پر مجبور جس میں کبھی تازہ گوشت شامل نہ کیا جاتا تہا۔ پاؤں میں زنجیریں اور قدم قدم کے فاصلہ پر سنگین بردار پہرہ دار۔ نہ کوئی رعایت نہ حسن سلوک بلکہ انتہائی سختیاں کوڑے لگنے۔ اور ذرا سی خطا پر قید تنہائی کا خوف۔ سردی گرمی میں متواتر کام کرتے رہنا۔ لکڑیاں کاٹ کر انہیں پانی میں بہانا۔ ان تمام سختیوں کو جھیلتے ہوئے حرف شکایت زبان پر نہ لانا۔ ان سب باتوں کو دیکھ کر میں اس دن کو ہر وقت برا بھلا کہا کرتا تہا۔ جبکہ مجہے اپنے جرم کی وجہ سے ان تکالیف کا نشانہ بننا پڑا۔ میں عنقریب تمہیں اس خوفناک زندگی کی مفصل کیفیت بتاؤں گا۔ مختصر یہ کہ چھ ماہ کے عرصہ میں جو میں نے وہاں بسر کیا۔ دو سو بیس قیدیوں میں سے انیس ۱۹ مر گئے۔ ان انیس میں سے پانچ کی موتیں قدرتی طریق پر واقع ہوئیں۔ دو غرق ہو گئے۔ چار درختوں میں دب کر مر گئے۔ تین کو فوجی سپاہیوں نے گولی مار کر مار دیا۔ اور پانچ کو ان کے ساتھیوں نے ہلاک کیا۔ اور یہ محض اس لئے کہ قاتل اپنی زندگی سے تنگ آ چکے تھے۔ مگر ان میں خودکشی کی جرأت نہ تہی۔ اور اس لئے مجبوراً انہوں نے ایسے جرم کئے۔ جن کے عوض انہیں سزائے موت ملنا یقینی تہا۔

قیدیوں کی جس ٹولی سے میرا تعلق تہا۔ اسے فلپ کھاڑی کے قریب رکہا گیا تہا اور ہمارا کام جزیرہ سارہ کے جہاز سازوں کو لکڑی بہم پہنچانا تہا۔ ہمیں نہایت ادنیٰ قسم کی جہونپڑیوں میں رکہا جاتا تہا۔ اور گو ہمیں محنت شاقہ کرنی پڑتی تہی تاہم خوراک اس قدر ناکافی تہی۔ کہ روح و بدن کا تعلق قائم رہنا بہی مشکل تہا۔ لکڑی جو کاٹی جاتی وہ زیادہ تر دیودار کی قسم سے ہوتی تہی۔ اور ہمیں کوئی لدو جانور مہیا نہ کئے جاتے تہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جنگل۔ سرکاری عمارات۔ خوشنما کوٹھیاں اور پن چکیاں ہر نو وارد کے لئے ایک خاص شان دلفریبی رکھتی ہیں۔ شہر بجائے خود امید سے زیادہ خوشنما نکلا خصوصاً سناروں۔ حلوائیوں وغیرہ کی دوکانیں ایسی تھیں۔ کہ لندن کے حصہ وسٹ اینڈ کی دوکانوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ ان میں بالعموم گیس کی روشنی کی جاتی ہے۔ اور شام کا نظارہ بہت دلکش ہوتا ہے۔ شراب کی دوکانیں کثرت سے ہیں۔ یہاں تک کہ تیس ہزار کی آبادی کے لئے ڈھائی سو ایسی دوکانیں موجود ہیں۔ چارج سٹریٹ اور پٹ سٹریٹ اس شہر کے مشہور بازار ہیں۔ اور ان میں دوکانوں کا کرایہ تین سو سے لے کر پانسو پونڈ سالانہ تک ہے سڈنی میں پانی کے نکاس کا انتظام اچھا نہیں۔ اور گو شہر بلندی پر واقع ہے۔ مگر کئی بازار بالکل ہموار سطح پر ہیں۔ جس کی وجہ سے گندے پانی کا نکاس نہ ہونا۔ بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ شہر کو ایک نظر دیکھا جائے۔ تو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ یورپ سے دور ہے۔ کیونکہ لوگوں کی زبان طرز و اطوار سب انگلستان کی طرح ہیں۔ لیکن ذرا غور سے مشاہدہ کیا جائے۔ تو دونو کا فرق نمایاں صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جا بجا مجرموں کے گروہ سفید پر شے کے فراخ پہنے اور زرد یا خاکی جاکٹ زیب تن کئے۔ جس پر تیر کی شکل کے چوڑے چوڑے نشان ان کے قیدی ہونے کی علامت ہیں۔ کام کرتے نظر آتے ہیں۔ اور ان کی صورت سے اس اخلاقی زوال کا پتہ چلتا ہے۔ جو اس شہر پر حاوی ہے۔

خیر ہمارا جہاز بندرگاہ میں پہنچا۔ اس سے چند دن پہلے پھر ہم کو زنجیریں پہنا دی گئی تھیں۔ چنانچہ ہمیں بڑی احتیاط کے ساتھ جہاز سے اتارا گیا۔ اور ہمارے کپڑوں پر تیر کے چوڑے چوڑے نشان اور حروف پی۔ بی۔ جس سے مراد پرنر نہ بارک یعنی قیدیوں کی بارک سے تہی لگائے گئے۔ پھر ہمیں اس مقام پر پہنچا دیا گیا۔ اس بارک میں دن کی نشست کے کمرے علیحدہ اور رات کو سونے کے چبوترے علیحدہ ہیں۔ ہر ایک کمرہ میں ایک شخص باقیوں کے طرز عمل کا جواب دہ سمجھا جاتا ہے۔ یہیں قید تنہائی کی چند کوٹھریاں موجود تھیں۔ جن میں قید ہونے والوں کو ایسی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے چند دن بعد ہمیں سزا کی نوعیت کے اعتبار سے جدا جدا گروہوں میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تقسیم کر دیا گیا۔ سٹیفنز اور میکچرل کو سڈنی میں ہی رکہا گیا۔ اور مجہے تیس اور شخصوں کے ساتھ بندرگاہ مکاری میں بھیجدیا گیا۔ جو سڈنی سے دو سو ساٹھ میل جانب شمال واقع ہے۔

بندرگاہ مکاری کے آس پاس کا نظارہ نہایت شاندار ہے۔ لیکن یہاں پر بہی قیدیوں کی زندگی افسوسناک طریق پر بسر ہوتی ہے۔ میں سمجہتا تہا۔ کہ میں ایک خطاوار مجرم ہوں۔ لیکن ایسی زندگی سے تو موت بہر حال قابل ترجیح ہے۔ ساری دنیا کے تعلقات سے محروم۔ ہر ایک قسم کی سختیوں کا پابند۔ محدود خوراک کھانے پر مجبور جس میں کبھی تازہ گوشت شامل نہ کیا جاتا تہا۔ پاؤں میں زنجیریں اور قدم قدم کے فاصلہ پر سنگین بردار پہرہ دار۔ نہ کوئی رعایت نہ حسن سلوک بلکہ انتہائی سختیاں کوڑے لگنے۔ اور ذرا سی خطا پر قید تنہائی کا خوف۔ سردی گرمی میں متواتر کام کرتے رہنا۔ لکڑیاں کاٹ کر انہیں پانی میں بہانا۔ ان تمام سختیوں کو جھیلتے ہوئے حرف شکایت زبان پر نہ لانا۔ ان سب باتوں کو دیکھ کر میں اس دن کو ہر وقت برا بھلا کہا کرتا تہا۔ جبکہ مجہے اپنے جرم کی وجہ سے ان تکالیف کا نشانہ بننا پڑا۔ میں عنقریب تمہیں اس خوفناک زندگی کی مفصل کیفیت بتاؤں گا۔ مختصر یہ کہ چھ ماہ کے عرصہ میں جو میں نے وہاں بسر کیا۔ دو سو بیس قیدیوں میں سے انیس ۱۹ مر گئے۔ ان انیس میں سے پانچ کی موتیں قدرتی طریق پر واقع ہوئیں۔ دو غرق ہو گئے۔ چار درختوں میں دب کر مر گئے۔ تین کو فوجی سپاہیوں نے گولی مار کر مار دیا۔ اور پانچ کو ان کے ساتھیوں نے ہلاک کیا۔ اور یہ محض اس لئے کہ قاتل اپنی زندگی سے تنگ آ چکے تھے۔ مگر ان میں خودکشی کی جرأت نہ تہی۔ اور اس لئے مجبوراً انہوں نے ایسے جرم کئے۔ جن کے عوض انہیں سزائے موت ملنا یقینی تہا۔

قیدیوں کی جس ٹولی سے میرا تعلق تہا۔ اسے فلپ کھاڑی کے قریب رکہا گیا تہا اور ہمارا کام جزیرہ سارہ کے جہاز سازوں کو لکڑی بہم پہنچانا تہا۔ ہمیں نہایت ادنیٰ قسم کی جہونپڑیوں میں رکہا جاتا تہا۔ اور گو ہمیں محنت شاقہ کرنی پڑتی تہی۔ تاہم خوراک اس قدر ناکافی تہی۔ کہ روح و بدن کا تعلق قائم رہنا بہی مشکل تہا۔ لکڑی جو کاٹی جاتی وہ زیادہ تر دیودار کی قسم سے ہوتی تہی۔ اور ہمیں کوئی لدو جانور مہیا نہ کئے جاتے تھے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خود ہمیں کو لکڑی کی شہتیریاں دور دور تک لی جانی پڑی تھیں۔ کچھ تو آب و ہوا مرطوب کچھ تازہ گوشت کی کمیابی اور کچھ کام کی شدت۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ جو شخص ایک مرتبہ بیمار ہو جائے۔ اس کا صحت یاب ہونا ناممکنات سے سمجھا جاتا تھا۔ مانا کہ ہم سخت مجرم تھے۔ لیکن اس بدنی تکلیف کے سوا بھی تو ہماری سزا۔۔۔ یا اصلاح کا کوئی طریقہ اختراع کیا جا سکتا تھا۔

کھانے کو ہمیں ڈیڑھ پونڈ وزنی آٹے کی روٹی دی جاتی تھی۔ ایسے آٹے کی جسے اچھی طرح چھانا بھی نہ گیا ہو۔ اس کے علاوہ ڈیڑھ پونڈ نمکین گوشت اور ڈیڑھ اونس شوربہ دیا جاتا تھا۔ نہ چائے نہ سبزی اور نہ کچھ اور ہر شخص آسانی سے اندازہ کر سکتا ہے کہ اتنی محنت کرنے والے آدمی کے لئے تین بار کے کھانے کو یہ خوراک کس درجہ ناکافی ہے۔ پھر مزا یہ کہ جو قیدی اپنے راشن کے متعلق احتیاط نہ برتے۔ باقی آدمی اس کا کھانا اڑا جاتے تھے۔ اور اسے فاقہ ہی کرنا پڑتا تھا۔

مجھے اس جگہ رہتے پانچ ماہ کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ سٹیفنز اور میکچرل بھی یہاں آ پہنچے اور انہیں ہماری ہی ٹولی میں شامل کر دیا گیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ پہلے انہیں سڈنی میں رکھا گیا تھا۔ اور بعض رعائتیں بھی دی گئی تھیں۔ کیونکہ سزایاب ہونے سے پہلے انگلستان میں انہیں اچھا درجہ حاصل تھا۔ مگر اس کے بعد جب انہوں نے ایک بار فرار ہونے کی کوشش کی۔ تو انہیں یہ سزا دی گئی۔ ان دنوں میں خود شدید محنت اور قلیل خوراک سے اس درجہ عاجز آ چکا تھا۔ کہ میں نے ارادہ کر لیا یا تو اس جگہ سے نکل جاؤں۔ یا اسی کوشش میں جان دوں۔ میں نے اس کا ذکر سٹیفنز اور میک چرل سے کیا۔ تو انہوں نے بھی رضامندی ظاہر کی۔ مشہور تھا۔ کہ بندرگاہ مکاری سے جہاں ہم لوگ رہتے تھے بھاگنا بہت ہی مشکل ہے۔ اور جن قیدیوں نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی۔ ان میں سے شاذ و نادر کوئی اس نوآبادی کی کسی بستی میں پہنچ سکا۔ جو لوگ فرار ہوتے وہ یا تو جنگلوں میں بھوک پیاس کے مارے مر جاتے۔ یا ان کے ساتھی انہیں ان کی خوراک چھیننے کے لئے قتل کر دیتے تھے۔ راستہ میں بڑے بڑے بھیانک جنگل تھے۔ اور ایک شخص خوراک ملنے کی واحد امید کنگرو پکڑنے پر تھی۔ باوجود ان باتوں کے میں نے فلپ کھاڑی موجود تھیلی تکلیفات پر خطرات کو ترجیح دی۔ سٹیفنز اور میک چرل کے علاوہ پانچ چھ اور قیدی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی میرے ہم خیال بن گئے۔ چنانچہ ایک رات ہم دس آدمی چپکے سے وہاں سے بھاگ نکلے۔

ہم میں سے ہر ایک کے پاس صرف ایک وقت کی خوراک موجود تھی۔ اور وہ بھی دن نکلنے سے پہلے پہلے ختم ہو گئی۔ اب ہم ایک لق و دق صحرا کے اندر گھوم رہے تھے۔ نہ کوئی رہبر نہ خوراک کا سامان اور نہ اس امید۔ قیدیوں میں ایک دوسرے کو تسلی دینے کا مادہ موجود نہیں ہوتا۔ مصیبتیں انہیں مکار۔ خود غرض اور فریبی بنا دیتی ہیں۔ ہم نسبتاً خاموش اس بیابان میں چلا کئے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک جسے مکاری بندرگاہ میں آئے دس سال ہو چکے تھے۔ اس بات سے واقف تھا۔ کہ آسٹریلیا کے وحشی شکاری اپوسم کا شکار کس طرح کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم بھوک سے عاجز آ گئے۔ تو اس نے ہر ایک کو کہلے درخت اور آس پاس کے درختوں کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ تاکہ ان پر کہیں اپوسم کے پنجوں کے نشان نظر آ جائیں۔ یہ جانور بڑا سیانا ہے۔ اور اس کا قاعدہ ہے۔ کہ سیدھا اپنے گھونسلے میں نہیں جاتا۔ بلکہ اپنا سراغ مٹانے کے لئے آس پاس کے درختوں سے کود کر وہاں پہنچتا ہے۔ خیر اس قیدی نے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اور جس کا نام بلیکلے تھا۔ بڑے تجسس کے بعد آخر کار ایک اپوسم کی دم ایک کھوہ سے باہر لٹکتی دیکھی۔ یہ جھٹ گلہری کی طرح اس درخت پر چڑھ گیا اور اسے دم سے پکڑ کر کھینچ لایا۔ پھر اس نے اسے زور سے درخت کے تنے کے ساتھ دے مارا۔ جس سے اس کی جان نکل گئی۔ لیکن ایک اتنے سے جانور پر دس آدمیوں کا کیا گذارہ ہو سکتا تھا۔ پھر بھی ہم نے آگ جلا کر اسے بھونا۔ اور بچھ رسدی کھا لیا۔ اپوسم کا گوشت خرگوش کی طرح کا ہوتا ہے۔ بھلا ایسی ہلکی غذا کا دسواں حصہ ایک بھوکے آدمی کو کیا خاک تسکین دے سکتا ہے۔

اس سے دوسرے دن بلیکلے نے ایک کنگرو کا شکار کیا۔ جس کا وزن ۱۰۰ پونڈ کے قریب تھا۔ اس سے ہمارے پاس تین چار دن کے لائق خوراک ہو گئی۔ ہم خوراک کے معاملہ میں بہر حال کفایت شعاری برتتے تھے۔ کنگرو کا گوشت یوں بھی عام طور مزے دار ہوتا ہے۔ پھر ہماری حالت میں تو بھوک نے اسے اور بھی با مزہ کر دیا تھا۔ ہم بدستور اس جنگل میں چلتے رہے۔ اس صحرا کا کہیں خاتمہ ہی نظر نہ آتا تھا۔ جب

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کنگرو کا گوشت ختم ہو گیا۔ تو پھر کھانے کی فکر پیدا ہوئی۔ بلیکلے ایک ماہر شکاری تھا۔ اور وہ حتی الوسع ہمارے لئے خوراک کی چیزیں مہیا کرتا رہا۔ مگر اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے وقت کا بڑا حصہ شکار کی تلاش میں ہی گذر جاتا تھا۔ اور سفر کا خاتمہ قریب نظر نہ آتا تھا۔ چند دن بعد ایک تازہ مصیبت یہ پیش آئی۔ کہ اپوسم اور کنگرو بھی ملنے بند ہو گئے۔ جنگل کے جس حصہ میں ہم اب گذر رہے تھے۔ وہاں ان میں سے کسی کا نام و نشان ہی نہ تھا۔ اب گویا فاقہ کشی کا۔ ہمارا منظر آنے لگا۔ خاموش آزردہ اور مضطرب۔ ایک دوسرے کی طرف گھورتے ہوئے ہم اس دشت ناپیدا کنار کی خاک چھانتے رہے۔ اسی طرح چار دن گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں ایک دانہ تک ہمارے منہ میں نہ گیا۔ پانچویں دن رات کے وقت ہم نے اس جنگل میں آگ روشن کی۔ اور اس کے گرد ایک دوسرے سے فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ ہر ایک بیدار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ اس حالت میں سو جانے کا جو خوفناک نتیجہ ظہور میں آسکتا ہے۔ اس سے ہم میں سے ہر ایک واقف تھا۔ اس حالت میں ہم چپ چاپ بیٹھے رہے۔ ہمارے ہونٹ خشکی کے باعث پھٹ گئے تھے۔ اور ان میں سے خون بہ رہا تھا۔ حلق خشک اور آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح سرخ تھیں۔ دل میں طرح طرح کے وحشت ناک خیالات تلاطم پیدا کرتے تھے۔ آخر کار میک چنرل کو جس کا پیشہ وکالت تھا۔ نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ کیونکہ اس کے صبر و استقلال کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ کچھ دیر بعد بلیکلے اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور جنگل میں ایک طرف کو چلا گیا۔ ہم فوراً اس کا منشا سمجھ گئے۔ وہ ایک نہایت خوفناک کام کے لئے لاٹھی تلاش کرنے گیا تھا۔ ہم سب مبہوت بیٹھے تھے۔ کچھ دیر بعد تھوڑے فاصلہ پر درختوں میں کچھ عجیب سی کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی۔ اور ساتھ ہی کسی کے درد سے کراہنے کی آواز آنے لگی۔ یہ بدقسمت بلیکلے کی آواز تھی۔ جو ہم کو یکے بعد دیگرے نام لے لے کر پکار رہا تھا۔ اصلی واقعہ کے تصور موہوم نے ہمیں اسی جگہ جکڑے رکھا اور کسی کو وہاں سے اٹھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کچھ دیر بعد چیخ پکار کی آواز بند ہو گئی۔ الامان وہ رات بھی کس قیامت کی رات تھی۔ بلیکلے کے غائب ہونے کے گھنٹہ بھر بعد ہم اس وحشت ناک واقعہ کو بالکل ہی بھول چکے تھے۔ کیونکہ فاقہ متواتر کے باعث ہماری حالت ایسی مخدوش ہو رہی تھی۔ کہ ہمیں کسی دوسرے کے درد و غم کی کچھ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہ تہی۔ غریب میک چنرل بہی لقمہ اجل ہونے سے نہ بچا۔ کیونکہ ایک اور مفرور مجرم نے جس کا نام فلٹن تہا۔ بلیکلے کے مدعا کو پورا کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ گو اس کا طریق عمل مختلف تہا۔ فلٹن یہ جرأت تو نہ کر سکا۔ کہ جنگل میں جا کر بلیکلے کی طرح ڈنڈا تلاش کرے۔ البتہ اس نے جیب سے ایک لمبا سا چاقو نکالا۔ اور جھٹ میک چنرل کے سینے میں گہونپ دیا۔ سٹیفنز کے اور میرے منہ سے بے ساختہ ایک چیخ نکل گئی اور ہم بعد از وقت مجروح کی طرف بڑہے۔ مگر افسوس کہ اس کا کام تمام ہو چکا تہا۔ ہمیں فلٹن کا ارادہ تو معلوم ہو گیا تہا۔ مگر افسوس ہم بروقت اس میں مخل نہ ہو سکے۔ اور بدقسمت میکچنرل حالت خواب میں ہی راہی ملک عدم ہو گیا۔

میں ان خوفناک واقعات کو کہاں تک بیان کروں۔ مانا کہ میں خود ایک مجرم اور بدترین خلائق انسان تہا۔ مگر میرا دل ہرگز ہرگز مجہے اپنے ہم جنس کو کہانے کی ترغیب نہ دیتا تہا۔ اور گو یہ موقع تہا کہ میں سیر ہو کر کہا سکوں۔ مگر اف توبہ!... میں اور سٹیفنز اس خوفناک منظر سے اٹہے۔ اور اپنے ساتہیوں سے کچہہ فاصلہ پر ان کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گئے۔ آہ وہ رات کس غضب کی رات تہی۔ فاقہ کے باعث جان لبوں پر آ چکی تہی۔ کہانے کا سامان پاس موجود تہا۔ مگر کیا!... ایک ہم جنس انسان یعنے میک چنرل کا گوشت! آخر گوشت بھننے لگا۔ جلتی آگ پر گوشت رکہنے سے جو بو اٹہی۔ اس سے مجہے یقین ہو گیا کہ اب کوئی دم میں دعوت کا سامان تیار ہو گا۔ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ اس وقت میرے دل میں کیسے خیالات موجزن تھے۔ ادھر سٹیفنز بہی بڑے ضبط و استقلال سے بہوک کی شدت پر غالب آ رہا تہا۔ آخر ہم اپنے جذبات پر غالب ہی گئے۔ اور ہمارے ساتھیوں نے بہی ہمیں شریک دعوت ہونے کی تکلیف نہ دی۔

خدا خدا کر کے اس خوفناک شب کی تاریکی رفع ہونے لگی۔ اور سواد مشرق سے نور سحر ہویدا ہوا۔ آگ بجھ چکی تہی۔ مگر اس کے پاس ہی مقتول کی ہڈیاں اور سر پڑا تہا۔ ان مردم خور ساتھیوں نے جو گوشت کہانے سے بچ رہا تہا۔ وہ اپنے لبادوں میں باندھ لیا۔ سب کے لبوں پر مہر خاموشی تہی۔ اور اگر پہلے ہم میں کچہہ ہمدردی موجود بہی تہی۔ تو وہ گذشتہ رات کے ہولناک واقعہ کے باعث نابود ہو چکی تہی۔ رات کی خونریز دعوت میں چھ شخص شامل ہوئے تھے۔ اب اس وقت ہر ایک دوسرے کو بڑی حقارت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے دیکھتا تھا۔ اور مجھے اور شیفسٹر کو مشتبہ خیال کیا جاتا تھا۔ ہم سب نے بڑی بڑی لاٹھیاں درختوں سے کاٹ لیں۔ اور جدھر سے بلیکلے کی آواز آئی تھی ادھر کو ہوئے۔ اس کے انجام کی نسبت جو ہمارا خیال تھا وہی صحیح نکلا۔ بدنصیب کی لاش پر ایک مہیب سانپ لپٹا ہوا اسے چاٹ اور بدن کو نرم کرنے کے لئے اس پر اپنا زہریلا کف مل رہا تھا۔ ہم سب نے ملکر اس موذی کو مارا۔ ہمارا بدقسمت ساتھی اس کے جسم کی لپیٹ میں آکر اس طرح جاں بحق تسلیم ہوا جیسے کوئی شکنجہ میں جکڑ کر مارا جائے۔ یہ پہلا دن تھا۔ کہ میرے دل میں نور ایمان کی جھلک پیدا ہوئی۔ اور بے ساختہ میرے منہ سے یہ کلمات نکلے "جو شخص دوسرے کو قتل کرتے

بدنصیب کی لاش پر ایک مہیب سانپ لپٹا ہوا تھا۔ صفحہ ۸۰

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی غرض سے اُٹھا تھا۔ خود اس پر قہرِ الٰہی نازل ہوا"

اسی روز ہیں اور سٹیفنز اپنے ساتھیوں سے نظر بچا کر ان سے علیحدہ ہو گئے۔ اور ایک اور جانب کو چل دئے۔ خوش قسمتی سے ہم نے ایک کنگرو مار لیا۔ اور اس کے گوشت سے بڑے مزے لئے۔ دعوت اڑائی۔ جب پیٹ بھرا تو خدا یاد آیا۔ سب سے پہلے سٹیفنز دوزانو ہوا۔ اور بڑی عاجزی سے خدا کا شکر بجا لایا۔ میں نے بھی اس کی تقلید کی۔ اور شکرانہ بعبت ادا کیا۔ پھر بقدر ضرورت زادِ راہ لے کر آگے بڑھے۔ اب فضل الٰہی ہمارے شامل حال تھا۔ ابھی پہلا ذخیرہ بھی ختم نہ ہوا تھا کہ ہم نے ایک اور کنگرو شکار کر لیا۔ اور پھر ایک بستی میں بخیریت پہنچ گئے۔ اب مزید احتیاط اور دور اندیشی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ گو ہم نے اپنے طوق وزنجیر اُتار ڈالے تھے۔ مگر قید خانے کا لباس ہم ابھی تک پہنے تھے۔ اور اس صورت میں دو شخصوں کا اکٹھے سفر کرنا خالی از خطرہ نہ تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اور آج تک پھر مجھے سٹیفنز کی کوئی خبر نہیں ملی۔ خدا معلوم یا تو وہ بچ کر کسی طرف کو نکل گیا یا شومئی قسمت سے ممکن ہے۔ پھر جنگل میں بھٹک بھٹک کر فنا ہو گیا۔ بہر کیف مجھے کچھ پتہ آج تک نہیں لگ سکا۔ مگر میں اس قدر وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ پھر گرفتار نہیں ہوا کیونکہ اگر وہ گرفتار ہو جاتا۔ تو یقیناً اسے پھر جزیرہ نارفوک میں قید کر دیا جاتا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اس نے دوبارہ اس خوفناک زندان کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ ہمارے فرار کے اٹھارہ ماہ بعد وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس کا مفصل ذکر میں ابھی آگے چل کر کروں گا۔

سٹیفنز سے جدا ہو کر میں بہت عرصہ آزاد نہ رہا۔ کیونکہ اپنے اس حبیل کے لباس کے باعث مجھے چند سپاہیوں نے گرفتار کر لیا۔ اور سڈنی میں تحقیقات کے بعد مجھے پھر جزیرہ نارفوک میں جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۸۳۶ء میں انگلستان سے روانہ ہونے سے پیشتر اور پھر ۱۸۴۹ء میں یہاں واپس آکر میں نے متعدد لوگوں سے جزیرہ نارفوک کے حالات سنے۔ مگر کسی شخص کو یہاں کے اصل حالات سے آگاہی نہیں۔ اب میں اس جزیرے کے کچھ واقعات بیان کروں گا۔

سڈنی کے مشرق میں کوئی ہزار میل کے فاصلہ پر تین جزیرے پاس پاس واقع ہیں جب سڈنی سے جہاز میں اس طرف روانہ ہوں۔ تو سب سے پہلے ایک سطح مرتفع جزیرہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قلعہ نظر آجائے گا۔ جنوب کی طرف اس جزیرہ کی ایک بہت اونچی چوٹی چرخ نیلگوں سے ہم کلام نظر آتی ہے۔ اور اس کے قریب ہی جزیرہ نارفوک کی پہاڑیوں کی چوٹیاں صنوبر کے عظیم الشان درختوں سے ڈھپی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک اور چھوٹا سا مقام ہے۔ جو جزیرہ فی پن کے نام سے مشہور ہے۔ جزیرہ نارفوک ساڑھے چھ میل لمبا اور چار میل چوڑا ہے اور آسٹریلیا کے مقابلہ میں سطح سمندر پر ایک حقیر سا قطعہ زمین نظر آتا ہے۔ زمین عام طور پر ناہموار ہے۔ پہاڑیوں پر سبزہ اگا ہوا ہے۔ آس پاس جنگل ہے۔ اس کی سب سے اونچی چوٹی پٹ سطح سمندر سے بارہ سو فٹ اونچی ہے۔ جزیرہ میں صنوبر کے درخت جا بجا پائے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر ایک سو فٹ بلند ہوتے ہیں۔ یہ کہیں تو پہاڑیوں پر اکے دکے جلوہ نما ہیں۔ اور کہیں کہیں ان کے جھنڈ نظر آتے ہیں۔ اور ساحل سمندر پر قطار در قطار حاشیہ سا بناتے ہوئے دور تک چلے گئے ہیں۔ جوار بھاٹے کے موسم میں امواج بحر ان کی قدم بوسی کرتی ہیں۔ پھلوں میں امرود۔ لیموں۔ انگور۔ انجیر۔ قہوہ۔ زیتون۔ انار۔ سٹرابری اور جزیرہ باہر سے لاکر یہاں پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس جگہ یہ سب خوب پھل لاتے ہیں جزیرہ میں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں۔ مگر ایک تنگ سی خلیج ہے۔ جو دور تک خشکی میں چلی گئی ہے۔ اسی مقام پر آبادی ہے۔ قیدیوں کے مکانات بالکل ویسے ہی بنے ہوئے ہیں۔ جیسے سڈنی میں ہیں۔ اس جگہ ایک مکان ہے۔ جسے کورٹ ہوس کہتے ہیں۔ یہاں ہر اتوار کو پراٹسٹنٹ مذہب کے قیدی نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ایک جگہ کا نام لمبر یارڈ ہے۔ جو کیتھولک قیدیوں کے گرجا کا کام دیتا ہے دونوں مقامات میں کوئی قیدی ہی نماز پڑھاتا ہے۔ اس آبادی میں مہتمم آبادی کا مکان۔ فوجی بارکیں۔ سفارت خانہ۔ جیل اور ہسپتال مشہور عمارتیں ہیں قیدیوں سے عام طور پر پتھر اکھیڑنے کا کام لیا جاتا ہے۔ اور چونکہ چٹانوں کو گرانے کے لئے بارود مستعمل نہیں ہوتا۔ اور پتھر کدال سے اکھیڑنے پڑتے ہیں۔ اس لئے یہ سخت محنت کا کام ہے قیدیوں کو طوق و زنجیر کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ خوراک نہ صرف کم مقدار میں ملتی ہے۔ بلکہ بہت خراب ہوتی ہے۔ سوکھی ہوئی مکی کی روٹی اور خشک نمکین گوشت کھانے کو دیا جاتا ہے۔ اگر قیدیوں کے استعمال کے لئے جنگلی پھل نہ ہوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو سب دانتوں کے مرض میں مبتلا ہو جائیں۔ میں جزیرہ میکاری اور نارفوک میں صرف اس قدر امتیاز بتلا سکتا ہوں۔ کہ اول الذکر اعراف ہے۔ اور آخر الذکر دوزخ

جزیرہ نارفوک میں سوائے رسمی طور پر نماز پڑھانے کے قیدیوں کے اخلاق کی اصلاح کی اور کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ ایسے اشخاص زبانی باتوں سے سدھر نہیں سکتے۔ ان کو تعلیم ملنی چاہیئے۔ ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک ہونا چاہیئے مانا کہ یہ لوگ مجرم ہیں۔ پھر بھی ان کو عمدہ غذا پیٹ بھرنے کے لئے ملنی چاہیئے۔ تاکہ ان کے قویٰ پر اچھا اثر پڑے۔ اور طبیعت اصلاح کی طرف مائل ہو۔ ان کے مقدمات کی پورے پورے طور پر چھان بین ہونی چاہیئے۔ کام لینے کے وقت ان کے طوق و سلاسل اتار دینے چاہئیں۔ کیونکہ ان سے یہ بدبخت زخمی ہو جاتے ہیں۔ جبکہ ان کے سر پر ہر وقت سپاہی بندوق لئے کھڑے رہتے ہیں۔ تو کیا اس وقت بھی یہ لوگ کچھ دست تعدی دراز کر سکتے ہیں۔ ذرا ذرا سے قصور پر ان سے وحشیانہ برتاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ ایسے سلوک سے یہ لوگ ہرگز اصلاح کی جانب راغب نہ ہو سکیں گے۔ بیشک سخت سزا دینی چاہیئے۔ مگر ایسی جس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ ملزم کو تنگ کرنا اور اس پر تشدد کرنا اسے جرم کی طرف راغب کرنا ہوتا ہے۔ قیدی کو ہر وقت اذیت دینے سے اور اسے مہوکار کہنے سے اس کی کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اصلاح کا وہ خفیف سا مادہ جو اس کے مائل بہ گناہ دل میں مستور ہوتا ہے۔ وہ بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جو قیدی یہاں یا اور دوسری جگہ کچھ مدت کے لئے جلاوطن کر کے بھیجے جاتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ تھوڑے سے حسن سلوک سے وہ نیکی پر مائل ہو سکتے ہیں۔ ان کو امید کا سبق سکھلانا چاہیئے۔ انسان جس وقت بھی چاہے توبہ کر سکتا ہے۔ رحم اور مہربانی سے بڑے بڑے خوفناک مجرم بھی اپنی بدعادت چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر عام طور پر قیدیوں سے جو برتاؤ ہوتا ہے۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص ہم سے خوفناک انتقام لینے کی جستجو میں ہے۔ وہ حکام سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں یہ لوگ ہمیں ایک بے بس کیڑا سمجھتے ہیں۔ جب چاہا پاؤں تلے کچل ڈالا۔ اس لئے لوگ بھی اس کے منتظر رہتے ہیں۔ کہ جب موقعہ ملے ان پر وار کریں یہ لوگ بڑے زور شور سے گالیاں دیتے۔ اور کلمہ کفر زبان سے نکالتے ہیں۔ کیوں؟... اس لئے کہ دنیا میں کوئی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شخص ان کو ایسا نظر نہیں آتا۔ جو ان سے ہمدردی کرے۔ بلکہ سب کے سب ایل بر بند ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ان کے دل سے نیکی کا بیج تک برباد کر دیتے ہیں۔ وہ خدا کا کلام سنتے ہیں۔ مگر اس پر یقین نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے جو سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ اس سے بالکل متضاد ہوتا ہے۔ اور ان کا دل اس قدر سخت ہو جاتا ہے۔ کہ مظلوم کی گریہ وزاری کو وہ اس کی کمزوری تصور کرنے لگتے ہیں۔ اور کبھی ہوئے سے بھی نیکی کا خیال دل میں پیدا نہیں ہونے دیتے۔ اس لئے وہ ہر وقت سختی کرنے میں مائل رہتے ہیں۔ اور دل کو جہاں تک ان بن سکتا ہے۔ ہر قسم کی اصلاح کے خیال سے منحرف رکھتے ہیں۔

ممکن ہے۔ میری زبان سے یہ الفاظ سنکر تمہیں تعجب پیدا ہو۔ مگر میں نے اس موضوع پر کئی بار غور کیا ہے۔ اور جو الفاظ میں اس وقت زبان سے نکال رہا ہوں اگر کبھی عوام تک پہنچ جائیں۔ اور میرے حالات لوگوں کو معلوم ہوں۔ تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ایک بار تو لوگ ضرور ہی اس نہایت ضروری سوال پر بحث شروع کر دیں کہ کیا سوسائٹی ملزم کو سزا صرف اس لئے دیتی ہے۔ کہ وہ آئندہ کوئی برا کام نہ کرے اور اپنی حالت کی اصلاح کر کے اس میں شامل ہو جائے یا محض اپنے نقصان کا انتقام لینے کے لئے ملزم پر جور و تشدد کیا جاتا ہے۔

میرے اپنے واقعات بہت پریشان کرنے والے تھے۔ میری زندگی جلاوطنی۔ مصیبت اور ذلت سے بسر ہوتی تھی۔ میں بھی ہر ایک کو نگاہ نفرت سے دیکھتا تھا۔ کیونکہ سب لوگ ایک دوسرے کو دق اور ہیزار کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ انہی لوگوں نے ایک نہایت خوبصورت جزیرہ (نارفوک) کو جہنم نما بنا دیا تھا۔ اور جہاں تک ان سے بن آتا تھا۔ ہر طرح سے اس جگہ کو خوفناک بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ کئی طرح سے ایک مجرم کو دوسرے کے خلاف شہادت دینے پر مائل کیا جاتا تھا اور یہ لوگ محض اپنے ساتھی کو گرفتار بلا دیکھنے کے لئے اس پر الزام لگاتے تھے۔ مجھے آجتک ایک قیدی کے وہ الفاظ یاد ہیں۔ جو اس نے مجھ سے ایک بار کہے تھے۔ وہ شخص کہتا تھا۔ کہ کوئی خدا ہی نہیں۔ اور اگر کوئی خدا ہے۔ تو میں اس کی حقیقت کا تب قائل ہوں گا۔ جب وہ مجھے موت دے گا۔ تاکہ میں اس خوفناک زندگی سے چھوٹ جاؤں۔ میرے آزاد ہونے میں صرف چھ سال باقی ہیں اس عرصہ میں یا تو بھاگ جاؤں گا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یا کسی کو قتل کر دوں گا۔ تاکہ مجھے پھانسی ملے۔ اور میں اس شرمناک عذاب سے بچ جاؤں"
اس شخص کا نام آنسن تہا۔ اس روز کے بعد ہم دونوں کئی بار ملتے اور بہاگنے کی تجویز
کرتے رہے۔ مگر وہ ہماری اُمید ایک امید موہوم نظر آتی تہی سمندر کو عبور کرنا آسان
کام نہ تہا۔ ہم کسی ساتہی پر یہ راز ظاہر بہی نہ کر سکتے تھے۔ اور اس کے علاوہ اور
مشکلات بہی بے شمار تھیں۔ کئی بار ہم اس کوشش سے دست بردار ہونے پر آمادہ ہو
جاتے تھے۔ مہتمم آبادی کے مکان کے قریب ہی ایک چہوٹی سی غار ایک چونہ کے
بھٹہ کے پاس بنی ہوئی تہی۔ جس کے منہ کے آگے ایک پتھر رکہہ کر اس کو بند کر دیا
گیا تہا۔ مجھے یہاں رہتے اٹھارہ ماہ گذر چکے تھے۔ اور جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں
سٹیفنز یہاں نہیں لایا گیا تہا۔ اس لئے میرا یہ خیال تہا۔ کہ یا تو وہ کہیں آسٹریلیا کے
جنگلات میں ہی مر کہپ گیا ہے۔ یا یورپ کو بہاگ گیا ہے۔ الغرض میں اور آنسن
یہاں اٹھارہ ماہ سے کام کرتے تھے۔ کہ ایک روز چند ساتھیوں کے ہمراہ ہمیں چونہ
کے بھٹہ میں کام کرنے کو لگایا گیا۔ کہانے کے وقت ہم دونوں دوسروں کی نظر بچا کر
ان سے الگ ہو گئے۔ اور چونکہ کسی کو یہ وہم و گمان بہی نہ ہو سکتا تہا کہ کوئی شخص یہاں
سے بھاگنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اس لئے ہماری عدم موجودگی کا پولیس کو بہی علم نہ
ہوا۔ ہم اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔ کہ ہمیں یہ غار نظر آئی۔
اس سے پھر ہماری ہمت بندھ گئی۔ اور راہ فرار آسان نظر آنے لگی۔ اور اس کے
چند روز بعد ہم نے اس پر عمل بہی کر دیا۔ اپنے گروہ میں سے ہم نے دو اور ساتہی منتخب
کئے۔ اور چونکہ ہم کو ان پر کامل اعتبار تہا۔ اس لئے انہیں بہی اس سازش میں
شامل کر لیا۔ ہم چاروں نے مل کر بسکٹوں کا ایک صندوق چرا لیا۔ اور اسے غار میں
لا کر رکہہ دیا۔ دوسرے روز شام کو ہمارے ایک ساتہی نے ایک ملاح کے گھر سے
تین جوڑے پارچات کے چرا لئے۔ اور انہیں بہی ہم نے خندق میں چھپا دیا۔ اب سب
تجویز پختہ ہو گئی تہی۔ ساحل کے قریب ہی ایک چہوٹی سی کشتی اور اس کے متعلق
دو چار اور ضروری چیزیں موجود تھیں۔ یہ سب مہتمم آبادی کی ملکیت تہی۔ اور اس وقت
ایک آدمی اور ایک لڑکا ان کے محافظ تہے۔ گو یہ کام بڑا خطرناک تہا۔ مگر بحالت کامیابی
اس کے عوض ہمیں آزادی نصیب ہوتی تہی۔ جب شب بندوبست ہو چکا۔ تو ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

روز شام کے وقت جب ہم صبح کا کام کر کے جیل کو واپس آ رہے تھے۔ ہم چاروں گارد میں سے نکل کر خندق میں جا کر چھپ گئے۔ اب ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ نصف شب کے قریب ہم اور آئسن پانی میں کود گئے۔ اور تیر کر کشتی کے پاس جا پہنچے۔ پھر چپ چاپ اس پر چڑھ گئے۔ اور جھٹ سے اس آدمی اور لڑکے کو قابو کر لیا۔ اور ان کی شکیں باندھ لیں۔ تاکہ وہ اپنے بستروں سے نکل نہ سکیں۔ اور مزید احتیاط کے لئے ان کی کوٹھری کا دروازہ بھی بند کر دیا۔ پھر چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر ساحل پر آ پہنچے جائے مقررہ پر ہمارے دونوں ساتھی بھی سب سامان لے کر موجود تھے۔ اور ہم چاروں پھر اس کشتی میں بیٹھ کر بڑی کشتی پر چڑھ گئے۔ اور شب کی تاریکی میں بغیر کسی قسم کے شور کے جس سے کسی کو کشتی کے چلنے کا خیال پیدا ہو سکے۔ دور سمندر میں چلے گئے۔

جیسا ہمارا خیال تھا۔ اس کشتی میں خورد و نوش کا بہت کم سامان موجود تھا۔ کیونکہ مہتمم آبادی اسے محض عارضی سیر و تفریح کے لئے استعمال کرتا تھا۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی۔ کہ ہمارے پاس بسکٹوں کا ایک صندوق موجود تھا۔ گوشت صرف دو دن کے لئے تھا۔ ہم جزیرہ فلپ کی طرف کشتی چلانے لگے۔ کیونکہ یہ جزیرہ بالکل غیر آباد تھا۔ اور اس میں بھیڑ بکری کثرت سے جنگلی حالت میں ملتے تھے۔ آئسن اور ایک اور آدمی دونو بندوقیں جو ہم کو کشتی میں ملی تھیں۔ لیکر جزیرہ پر اترے۔ طلوع آفتاب سے دو گھنٹہ بعد انہوں نے چار سور اور تیرہ بھیڑیں شکار کر لیں۔ ادھر میں نے اور میرے ساتھی نے کشتی اور اس کے محافظوں کی حفاظت کے لئے پہرے دے رہے تھے۔ بہت سی بڑی بڑی مچھلیاں پکڑ لیں۔ اور اسی طرح ہم نے پانی اور خوراک کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کر لیا اس کے بعد ہم نے کشتی کے محافظ اور اس لڑکے سے کہا کہ یا تو تم ہمارے معاون ہو یا اگر پسند ہو تو چھوٹی کشتی لیکر نارفوک واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے آخری تجویز پسند کی۔ مگر روانگی سے پیشتر ہم نے اس آدمی کے کپڑے لے لئے اور اسے قیدیوں کا لباس دیدیا۔ اب ہم چاروں کے پاس ملاحوں کا لباس موجود تھا۔ اور کسی کو ہم پر مجرم ہونے کا شک نہ ہو سکتا تھا۔ اس آدمی اور لڑکے کی موجودگی میں ہم نیو کیلیڈونیا کی طرف جو جزیرہ نارفوک کے شمال میں ہے جانے کا ذکر کرتے رہے۔ مگر جب وہ دونوں روانہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہو گئے۔ تو ہم نیوزیلینڈ کو چل دئے۔ یہ جزیرہ مارفوک کے جنوب میں واقع ہے۔ ہماری کشتی میں اور ضروریات زندگی بھی موجود تھیں۔ اور ہم کو اس وقت اگر کچھ تسلی تھی۔ تو یہی کہ زندان میں رہنے کی بجائے سمندر میں ڈوب مرنا زیادہ مناسب اور آرام دہ ہوگا

تیرہویں روز جب ہم نیوزیلینڈ کے قریب پہنچ گئے۔ تو ایک روز صبح کو ایک خوفناک طوفان نے ہم کو گھیر لیا۔ موجوں کا تلاطم ہیبت ناک تھا۔ اور ایک بحری موج اپنے ساتھ غریب آنسن کو بھی بہالے گئی۔ اب ہم تینوں پوری طاقت سے اس بات کی کوشش کرنے لگے۔ کہ کسی طرح کشتی کو ایک چھوٹی سی خلیج میں جو دور سے ہمیں نظر آرہی تھی۔ بچا کر لے جائیں۔ مگر سب کوشش رائگاں سود جہدی تھی۔ آخر جب ہماری کمر ہمت ٹوٹنے لگی۔ تو ہمیں دور سے ایک چھوٹا سا جہاز نظر آیا۔ ہم نے اسے اپنی دردناک حالت کا اشارہ کیا۔ اور وہ ہماری طرف کو آنے لگا۔ مگر عین اس وقت ایک موج کے تھپیڑے سے ہماری کشتی ٹوٹ گئی۔ اور اس میں پانی بھرنے لگا۔ ہم نے نیچے کے تختے کاٹ ڈالے۔ اور کشتی سے چمٹ گئے۔ آہستہ آہستہ ہماری کشتی پانی میں ڈوبنے لگی۔ اور پھر ایک غوطہ لے کر اوپر کو اٹھی۔ اتنے میں میرے ایک ساتھی کے منہ سے ایک بہت دلدوز چیخ نکلی۔ اور پانی خون آلودہ نظر آنے لگا۔ اس بدقسمت کی ایک ٹانگ کسی شارک مچھلی نے کاٹ لی تھی۔ اف یہ نظارہ کس قدر خوفناک تھا۔ بدقسمت درد سے بیتاب ہو کر برابر چیخ رہا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد اس کے ہاتھوں سے کشتی چھوٹ گئی۔ اور موت نے اسے اس دردناک عذاب سے بچا دیا۔ اب صرف میں اور میرا ساتھی باقی رہ گئے تھے۔ اور ایک دوسرے کو بڑی حسرت سے دیکھ رہے تھے ہماری کشتی موجوں کے تھپیڑوں سے خود بخود جہاز کی طرف جا رہی تھی۔ اور وہ جہاز بھی سرعت سے ہماری طرف آرہا تھا۔ آخر جب وہ شکستہ کشتی کے قریب پہنچا۔ تو جہاز والوں نے سمندر میں ایک چھوٹی سی کشتی ڈالی۔ مگر قسمت کو یہ منظور تھا۔ کہ ہم چار مفروروں میں سے صرف ایک ہی زندہ بچے۔ میرے دوسرے ساتھی کے ہاتھ سے بھی عین اس وقت جبکہ دوسری کشتی ہمارے قریب پہنچ چکی تھی۔ کشتی کا تختہ نکل گیا۔ اور وہ ایک خوفناک چیخ مار کر سمندر کی لہروں میں غائب ہو گیا۔ چونکہ پانی پر خون وغیرہ نظر آیا تھا اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ وہ شارک کا لقمہ نہیں بنا۔ بلکہ غالباً تشنج ہو کر جہان فانی سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رخصت ہوا۔ بہرکیف میں نیم مردہ حالت میں تختۂ جہاز پر پہنچا۔

یہ ایک تجارتی جہاز تھا۔ اور ہاربرٹ ٹاؤن کیطرف جارہا تھا۔ وہاں سے اس نے انگلستان واپس جانا تھا۔ میں نے کشتی کی تباہی کا حال ایسے پیرایہ میں بیان کیا۔ کہ کسی کو کچھ شبہ پیدا نہ ہوا۔ اور چونکہ میرا لباس بھی ملاحوں ایسا تھا اس لئے کسیکو کچھ شک کی گنجائش بھی نہ تھی۔ چونکہ ہاربرٹ ٹاؤن میں جہاز کا قیام مختصر تھا۔ اور وہاں کوئی مجھے جانتا پہچانتا بھی نہ تھا۔ اس لئے مجھے انگلستان واپس جانے کی پوری امید تھی۔ یہ سفر تین ہفتوں میں ختم ہوا اور ہم بندرگاہ ڈرونٹ میں جا پہنچے۔ اور پھر ایک کشتی لیکر سولیوان کو دین پہنچ گئے

ہاربرٹ ٹاؤن ایک خوشنما جگہ ہے۔ وان ڈیمنڈز لینڈ کا صدر مقام اور خلیج ڈرونٹ پر واقع ہے۔ بازار خوبصورت اور عمارتیں پختہ ہیں۔ ان کے اوپر لکڑی کے تختے اس طرح لگائے گئے ہیں۔ کہ دیکھنے والے کو سیسٹی چھت نظر آتا ہے۔ کوہستان ولنگٹن شہر کی پشت میں واقع ہے۔ اور سطح سمندر سے چار ہزار فٹ بلند اور بالکل سرسبز ہے۔ اس جگہ ایک عمارت ہے۔ جسے عورتوں کا دارالاصلاح کہا جاتا ہے اس جگہ پہلے قریباً ڈھائی سو قیدی عورتیں رہتی تھیں۔ اور اون صاف کیا کرتی تھیں۔ اور اس کے علاوہ ہسپتال میں بھی ان سے صفائی کا کام لیا جاتا تھا۔ یہاں ایک یتیم خانہ اور مدرسے بھی ہیں۔ اس جگہ عورتیں قیدیوں کے لباس میں نظر آئیں۔ ان کے بال کٹے ہوئے تھے۔ جسے قدرتی طور پر وہ بڑا ظلم خیال کرتی تھیں۔ اور اگر کسی سے کوئی شرارت سرزد ہوتی تھی۔ تو انکو قید تنہائی کی سزا دی جاتی تھی۔ سنا گیا کہ یہاں کئی ایک عورتیں اس قید تنہائی سے پاگل ہوگئیں۔ یہاں مجھے ان کا ایک گروہ کام کرتا ہوا نظر آیا۔ بہت دبلی پتلی تھیں اور معلوم ہوتا تھا۔ ان سے سخت محنت لی جاتی ہے۔ اور معمولی خوراک اور گندہ پانی پینے کو ملتا ہے۔ دریائے ڈرونٹ کے کنارہ پر گورنمنٹ ہوس کی عمدہ عمارت ہے۔ یہ شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اسی جگہ ایک اور مقام ہے۔ جہاں نو وارد قیدی رکھے جاتے ہیں۔ پولیس کی حفاظت میں یہ قیدی یہاں لائے جاتے ہیں۔ اور ان سے سڑکوں کے کوٹنے یا بڑھئی کا کام لیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ معماری اور اور کام بھی ان سے کرائے جاتے ہیں۔

ہاربرٹ ٹاؤن میں جہاز پندرہ روز قیام کرکے کیپ ہارن کے راستہ انگلستان کو

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

روانہ ہوا۔ اور مجھے عارضی طور پر ہر قسم کے خطرات سے نجات ملی۔ چونکہ میں نے ہاربرٹ ٹاؤن کی قیدی عورتوں کا کچھ ذکر کیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے متعلق کچھ اور بھی بیان کروں۔ اور یہ بتلاؤں کہ فرقہ اناث میں جلاوطنی کا کیا اثر پڑتا ہے۔ جس طرح مردوں کو جلاوطن کیا جاتا ہے۔ بالکل ویسے ہی فرقہ اناث کا انتظام ہوتا ہے۔ جو خوراک مردوں کو ملتی ہے۔ ویسی ہی عورتوں کو دی جاتی ہے۔ عورتوں کو کسی قدر چائے اور کمانڈ بھی دی جاتی ہے۔ جو مردوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ جہاز پر ان کی حفاظت کیلئے سپاہی متعین نہیں کئے جاتے۔ بلکہ سیرن عورتیں جو اکثر وہ ہوتی ہیں۔ کہ خود کسی زمانے میں بہت سی اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا رہ کر راہ راست پر آئی ہوں قیدی عورتیں بہت جھگڑالو ہوتی ہیں۔ اور بہت فحش زبان استعمال کرتی ہیں۔ جہاز کے ملاحوں اور ان عورتوں کے میل جول کو روکنے کی سختی سے کوشش کی جاتی ہے۔ مگر نتیجہ پھر بھی یہ ہوتا ہے کہ نوآبادی میں پہنچنے سے پہلے بعض کا چلن راستہ میں بگڑ جاتا ہے۔ قیدی عورتیں ایک دوسری کو خاتون کے لقب سے مخاطب کرتی ہیں۔ اور جو عورتیں ان پر نگران مقرر ہوتی ہیں۔ ان کو بھی عزت سے بلایا جاتا ہے۔ عموماً شام کو یہ سب مل کر مخمل رقص و سرود گرم کرتی ہیں۔ مگر اس میں بھی اکثر لڑائی دنگا تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات نیک چلن عورتیں جو کسی خاص وجہ سے جرم کرنے پر آمادہ ہوئی ہوں ان بدکار اور بداخلاق عورتوں کے ساتھ ہی جلاوطن کر دی جاتی ہیں۔ جن کے کارناموں سے شیطان بھی پناہ مانگے۔ ایک چھوٹے سے قصور پر ایک نیک چلن عورت کو بداخلاق عورتوں کے ساتھ قید کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح اس کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ کسی نوآبادی میں جلاوطن کی جاتی ہیں۔ تو وہاں سامان ہی ایسے مہیا ہوتے ہیں۔ جن کے باعث وہ ایک ناپاک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

جب ان قیدی عورتوں کا جہاز دریائے ٹیمز سے روانہ ہوتا ہے تو کچھ ایسی عورتیں جو تمام عمر گناہ کی آلودگی میں بسر کر کے باقی ماندہ عمر خاموشی سے بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اور اپنے آپکو تارک الدنیا ظاہر کرتی ہیں۔ جہاز پر آکر ان سے ملتی ہیں۔ اور بڑی محبت سے ان بدقسمت عورتوں سے ہم کلام ہوتی ہیں۔ اور طرح طرح کی باتیں بنا بنا کر جہاز کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

محافظ کو ان کے سامنے ان کی نیک چلنی اور پاکدامنی کا یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں۔ حالانکہ دل میں وہ ان کی بدقسمتی کو اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہیں۔ محافظہ تو تجربہ کاری کی وجہ سے یا پہلو میں ایک نیک دل رکھنے کے باعث ان داستانوں کو سچ سمجھ کر ان سے اخلاص سے پیش آتا ہے۔ بیس سال کا عرصہ گذرا کہ انگلستان کی ایک بہی خواہ سوسائٹی نے بارہ نوجوان عورتیں جن کو اس سوسائٹی نے کوشش کر کے گناہ کی آلودگی سے بچا لیا تھا۔ اس خیال سے آسٹریلیا بھیجیں۔ کہ وہاں پہنچکر دوسرے آزاد لوگوں سے شادی کریں کیونکہ اس وقت آسٹریلیا میں یورپین عورتوں کی بہت قلت تھی۔ مگر جب یہ جہاز سڈنی پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ ان میں سے سات تو جہاز میں ہی حاملہ ہو چکی ہیں۔ اور باقی پانچ نے وہاں پہنچ کر وہ گل کھلائے کہ شیطان بھی پناہ مانگے!

جس وقت جہاز سڈنی کے قریب پہنچتا ہے۔ تو سب اپنا اسباب وغیرہ سنبھالنے میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ جہاز سے یہ عورتیں ایک خاص اہتمام سے اتاری جاتی ہیں۔ اور ان میں جن کی اخلاقی حالت اچھی نہیں ہوتی۔ بڑے ناز و عشوے کرتی ہیں۔ یہاں سے ان کو کارخانہ پرستہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ جو نہ تو زنداں اور نہ کوئی مذہبی مقام کہلانے کا مستحق ہے۔ اس سے ملحق ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ اور دن کو وہاں سیر کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جو لوگ نوآبادی میں جا کر مقیم ہوتے ہیں۔ ان کو اجازت ہوتی ہے۔ کہ ان عورتوں سے خدمتگاری کے لئے منتخب کر لیں۔ مگر کوشش یہ کی جاتی ہے۔ کہ یہ عورتیں یہاں پہنچکر شادی کریں۔ اور اس کی تجویز یہ کی جاتی ہے کہ جب دیگر پیشہ ور اور یہ قیدی عورتیں کارخانہ میں مل جل کر کام کرتی ہیں۔ تو ان کو اجازت ہوتی ہے۔ کہ اپنا اپنا ساتھی خود منتخب کر لیں۔ اور جو کچھ لوگ شادی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ تو ایک مرد ایک عورت کو قطار میں سے الگ کچھ فاصلہ پر لے جاتا ہے۔ اور اس سے کچھ گفتگو کرتا ہے۔ اور اگر دونو شادی پر راضی ہوں۔ تو جھٹ ایک پادری ان کا نکاح کر دیتا ہے۔ اگر اس گفتگو کا نتیجہ حسب دلخواہ نہ ہو۔ تو عورت بھی اپنے گروہ میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور امیدوار از سر نو انتخاب کرتا ہے۔ چونکہ شادی کرنے کی بہت جلدی ہوتی ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹوں میں وہ سب عورتیں جن کے پہلے خاوند مر چکے ہوں۔ از سر نو بیاہ کر لیتی ہیں۔ جن ایام میں میں وہاں قید تھا۔ اس سے پہلے کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ایک نوجوان قیدی عورت کو منڈوی کے قریب گذشتہ بدافعالیوں سے نادم ہو کر توبہ و استغفار میں مشغول دیکھا۔ یہ شخص فوراً اس کی طرف گیا۔ اور گو اس کے ساتھی اس کا مضحکہ اڑاتے رہے۔ مگر اس نے شادی کی درخواست کی۔ اس عورت نے اسے کہا کہ مجھے پانچ ماہ کا حمل ہے۔ مگر اس ساٹھ سال کے بوڑھے کوسٹ نے جو ایک مالدار آدمی تھا۔ جھٹ اس سے شادی کر لی۔

میں آسٹریلیا کی شادی کا ایک اور واقعہ تمہیں سناتا ہوں۔ ایک بہت حسین عورت کو صرف اس جرم پر کہ اس نے کسی دوکان سے کوئی چیز اٹھا لی تھی۔ اور یہ اس کا تیسرا جرم تھا۔ جلاوطن کر کے یہاں بھیجا گیا۔ انگلستان میں اس کا خاوند زندہ تھا۔ سڈنی پہنچکر یہ عورت ایک آبادکار کو جو مدت سے یہاں مقیم تھا۔ مددگار کے طور پر مل گئی اس شخص نے ابھی شادی نہ کی تھی۔ اور اس عورت کو وہ اپنی عارضی بیوی بنانے کا خواہشمند تھا۔ مگر یہ عورت ہمیشہ اس خیال سے کہ شاید اسے میرے پہلے خاوند کا علم نہ ہو۔ اس بات سے انکار کرتی رہی۔ اور کہتی رہی۔ کہ اگر تم چاہو۔ تو مجھ سے شادی کر سکتے ہو۔ وقت یونہی گذرتا گیا۔ آبادکار کا شوق بڑھتا گیا۔ مگر وہ عورت برابر انکار کرتی رہی۔ گو آبادکار بھی اسے بیوی بنانے میں راضی نہ ہوا۔ کچھ مدت بعد اس عورت کی ماں نے اسے ایک سیاہ حاشیہ کا ماتمی خط بھیجا۔ اور جب اس آبادکار نے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔ کہ اب صورت حالات بالکل بدل گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ بتلایا۔ اس شخص کو یہ خوف دامنگیر ہوا۔ کہ کہیں یہ نوجوان حسینہ میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ اس نے اس سے شادی کر لی۔ آخر جب دو تین ماہ بیوی بنکر رہنے لگے۔ تو اس نے پھر اس سے پوچھا۔ کہ اس سیاہ حاشیہ والے خط کا مضمون کیا تھا۔ عورت نے کہا۔ چونکہ انگلستان میں میرا خاوند زندہ تھا۔ اس لئے میں تمہاری بات ماننے سے انکار کرتی تھی۔ اس سیاہ حاشیہ والے خط میں میرے خاوند کی موت کی خبر لکھی تھی۔ اسے کسی جرم کی پاداش میں بمقام اولڈ بیلی پھانسی دیدی گئی تھی۔ اور اب کوئی امر مانع شادی نہ رہا تھا۔ یہ عورت اس نوآبادکار کی قابل نظیر بیوی ثابت ہوئی۔

اب میں نے تم سے ہر دو فریق کے اخلاقی حالات بیان کر دیئے ہیں۔ اور گو ایک طرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ عورتوں کو جلاوطن کر کے ان کے پیشی نظر ایک بالکل مختلف زندگی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ نئی سرزمین میں پہنچکر گذشتہ کی یاد بھول جائیں۔ لیکن مردوں کے متعلق میں یہی کہوں گا۔ کہ یہ نئی زندگی ان کو سیدھا دوزخ کی طرف لے جانے والی ہوتی ہے۔ وہ زمانہ گیا۔ جب کسی مرد یا عورت کو کسی سنگین جرم کی پاداش میں جلاوطن کرکے بھیجدیا جاتا تھا۔ اور اس جگہ پہنچکر وہ ایک خاص فیس ادا کرکے آزادی کا پروانہ حاصل کرلیتے تھے۔ اور آبادکاروں کو اس بات کی اجازت ہوتی تھی۔ کہ ان سے اپنے کام میں مدد لیں۔ یا بعض اوقات کوئی ایسا شخص جلاوطن کیا جاتا تھا۔ جس کی بیوی بھی ہو۔ تو نوآبادی میں پہنچکر یہ شخص اپنی بیوی کو بھی پاس بلا سکتا تھا۔ اس جگہ پہنچکر یہ عورت حکام سے اپنا خاوند اپنی خدمت کے لئے لیتی تھی۔ اور پھر دونوں مل کر کوئی دوکان کھولتے یا کوئی اور ایسا پیشہ اختیار کرلیتے تھے۔ جس سے انکی گذران ہوسکے بیشک وہ زمانہ جلاوطنوں کے لئے قابل آسائش تھا۔ مگر اب صورت حالات بالکل مختلف ہوگئی ہے۔ اب آدمیوں کو طوق وسلاسل کے ساتھ مختلف مقامات پر تمام دن مشقت کرنی پڑتی ہے۔ اور کھانے کو بری غذا ملتی ہے۔ اور وہ بھی پیٹ بھر کر نصیب نہیں ہوتی۔ کوئی شخص یہ ہرگز خیال نہ کرے۔ کہ آسٹریلیا کی نوآبادیوں میں جلاوطنی خوش نصیبی کی بات ہے۔ ایک نوجوان مجرم کو کبھی بھول کر بھی آسٹریلیا کی جانب آنے کا دل میں خیال نہیں لانا چاہئے۔ یہ خیال بالکل لغو ہے۔ کہ آسٹریلیا جانا ایسا ہی ہے۔ جیسے تبدیل آب وہوا کو جانا۔ یہاں جو جو مصیبت پیش آتی ہے۔ وہ نہایت خوفناک ہوتی ہے۔ اور جب طوق وزنجیر میں جکڑے ہوئے دلدلوں اور سخت پتھروں پر کام کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت قدر عافیت یاد آتی ہے۔ جنگل میں کام کرنا بھی بہت خوفناک ہے۔ قدم قدم پر ایسے موذی سانپ ملتے ہیں۔ کہ چھوا اور مرا۔ بعض اوقات کوئی بڑا سا درخت اوپر آگرتا ہے۔ اور کام کرنے والے کچل کر مر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ حکام کے ظلم وستم سے ایسے خطرناک مقامات پر کام کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ رات کو آرام سے نیند بھی نہیں آتی۔ کیونکہ ہر وقت یہ خدشہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی اور قیدی قتل نہ کرڈالے۔ اور جب صبح کو بیدار ہوتے ہیں۔ تو وہی سخت ترین محنت لی جاتی ہے۔ جو انسان کو زندگی سے مایوس کردیتی ہے۔ اگر بھاگنے کا خیال کیا جائے۔ تو پھر جنگلوں میں بھٹک کر مرجائے گا یا مردم خوروں کا شکار ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ اور اس لئے اس کی بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جرأت نہیں پڑتی۔

مجھے اب اس موضوع پر اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جس جہاز میں میں یورپ کی جانب سفر کر رہا تھا۔ وہ بخیریت انگلستان پہنچ گیا۔ اور وطن پہنچکر میں پھر ایک بار آزادی کی ہوا کھانے لگا۔ بیشک اب میں آزاد تھا۔ اور جس شخص نے مجھے اس مصیبت میں ڈالا۔ اس سے انتقام لینے میں مجھے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ جس روز عدالت فوجداری سے مجھے سزا ملی۔ اس وقت سے کبھی انتقام لینے کا خیال میرے دل سے محو نہیں ہوا۔ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے۔ مصیبت۔ رنج والم اور حضرات کے وقت یہ آتش میرے دل میں سوزاں رہتی ہے۔ اور محض انتقام لینے کی خاطر میں آزادی کے لئے اس قدر تگ و دو کرتا رہا ہوں۔ جب میں نارفوک سے بھاگا تھا۔ اس وقت بھی اس کا اثر ویسے ہی میرے دل میں موجود تھا۔ ایک بار میں نے اپنے دشمن کو قابو بھی کر لیا۔ مگر افسوس اسی وقت وہ میری گرفت سے نکل گیا۔ مگر مجھے امید ہے۔ کہ اب کے اس کا بچنا غیر ممکن ہوگا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ انتقام لینا بھی ایک جرم ہے۔ مگر مجھے اس کا خوف نہیں۔ میں اس پاجی انسان سے ضرور انتقام لے کر رہوں گا۔ جس نے مجھے جلاوطن کرا دیا تھا۔ بس صرف مجھ میں اب یہی کمزوری باقی رہ گئی ہے۔ کہ آتش انتقام رہ رہ کر میرے خانہ دل میں شعلہ زن ہوتی ہے۔ میں نے خود اپنے ضمیر کی اصلاح کی۔ اور اس کے لئے میں کسی کا ممنون احسان نہیں ہوں۔ اب میں نے عزم مصمم کر لیا ہے۔ کہ عزت کی زندگی بسر کروں گا۔ مرنا پسند کروں گا۔ مگر چوری ہرگز نہ کروں گا۔ نارفوک جانے سے خودکشی کو ترجیح دوں گا۔ اور اس پر آلام مقام کا کبھی بھول کر خیال بھی نہ کروں گا۔ مگر ہاں انتقام ضرور لے کر رہوں گا۔ جو ہوگا بعد میں دیکھا جائیگا۔ مگر انتقام ضرور لوں گا۔

اس کے بعد کرنیلی جم جیسی لوگوں کے حالات سناتا رہا۔ مگر اس نے کوئی بات ایسی نہ بتلائی۔ جس سے ان کے کسی راز کے انکشاف کا خوف ہو۔ خاتمہ پر اس نے ایک خاص مکان واقع سنیٹ گائلز میں مردہ فروش سے اچانک دوچار ہونے اور اس پر حملہ کا مختصر سا ذکر کیا

آٹھواں باب — چالیس چور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناظرین اگر آپ سوتھ وارک بروج روڈ کے اس حصہ میں جائیں۔ جو یونین سٹریٹ اور گریٹ سنفک سٹریٹ کے درمیان واقع ہے۔ تو آپ اس کے وسط میں بائیں ہاتھ کو پہلی جگہ میں مٹی کا ایک ٹیلا دیکھیں گے۔ جو غالباً کوئی عمارت بنانے کے لئے محفوظ رکھا ہے۔ اس ٹیلے کے جنوب کی طرف جہاں اس طرف کے تمام مکانات کا کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ اور اکثر آوارہ گرد لونڈے خوش گپیوں میں مشغول پائے جاتے ہیں۔ ان بازاروں اور گلی کوچوں کو راستہ نکلتا ہے۔ جو اس عالیشان شہر کے بدترین مقامات میں سے ہیں۔ اور ہر طرح کے جرائم پیشہ لوگ یہاں مقیم ہیں۔ اس طرف کے بہی مکان تنگ و تاریک ہیں۔ بعضی مکانوں کے آگے برآمدے اس طرح بنے ہوئے ہیں۔ کہ بازار سے کوئی تین فٹ آگے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بہت سے مکانات کے دروازے اکثر کھلے رہتے ہیں۔ اور ان کے اندر نہایت تنگ و تاریک کوٹھریاں ہیں۔ جن کو راہ گذر دیکھ کر سہم جاتے ہیں۔ کیونکہ ہر وقت یہ خوف دامنگیر رہتا ہے۔ کہیں کوئی زبردستی پکڑ کر ان مکانات میں نہ لے جائے۔ جہاں ہر طرح کے جرم نہایت بے پروائی سے کئے جاتے ہیں۔ اور اسی خیال سے راہرو اکثر بازار کے وسط میں سے گذرتے ہیں۔ ناظرین اس بیان کو کسی مبالغہ پر محمول نہ کریں۔ یہی حقیقت حال ہے۔ کیونکہ دن دہاڑے بھی یہاں ہر قسم کی وارداتیں وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن رات کو منٹ میں کیونکہ اس حصہ شہر کو منٹ ہی کہا جاتا ہے۔ دلیر سے دلیر آدمی کا بھی گذرتے ہوئے خون خشک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں پر انتہا درجہ کے بدمعاش اور بدقماش لوگ گروہ در گروہ درندوں کی طرح گشت لگاتے پھرتے ہیں۔

منٹ کے مکانات میں اگر کوئی قتل کی واردات بھی ہو جائے۔ تو اس کا سراغ ملنا سخت مشکل ہے۔ باوجود اس کے یہاں اچھی خاصی رونق ہے۔ اور یہ حصہ بھی خوب آباد مقام ہے۔ مگر یہاں کے رہنے والے وہ لوگ ہیں۔ جو اول درجہ کے بدمعاش اچکے اور چور اور ڈاکو خیال کئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ شب سے بچنے کے لئے کچھ کاروبار بھی کرتے ہیں۔ مگر در اصل خود مجرم یا چوروں کے معاون ہوتے ہیں۔

منٹ کے گلی کوچوں اور خاص کر منٹ سٹریٹ میں پانچ منٹ کے عرصہ میں اس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

قدر بدمعاش مرد اور اوباش عورتیں نظر آجاتی ہیں۔ جتنی سیفرن ہل یا تھنل گرین میں شاید گھنٹہ بھر میں بھی مشکل نظر آئیں۔ یقین مانئے کہ اس تمام حصہ شہر میں جس کے شمال میں پیٹر سٹریٹ اور جنوب میں سنک سٹریٹ مشرق میں بلیک مین سٹریٹ اور ہائی سٹریٹ اور مغرب میں سوتھ وارک برج روڈ واقع ہے۔ جس قدر بدمعاشی اور بد اخلاقی نظر آتی ہے۔ شاید اس ساری سلطنت میں اس کی مثال نظر نہ آسکے گی۔

کسی زمانہ میں منٹ مذہبی طور پر ایک محفوظ مقام تھا۔ گو اب قانون نے اس جگہ کے لوگوں سے وہ مذہبی حقوق چھین لئے ہیں۔ تاہم لوگوں میں ایک قسم کا سہمو تا ضرور موجود ہے۔ اور جہاں تک ہو سکتا ہے۔ یہ اس پر کاربند بھی ہیں۔ کوئی بدمعاش قانون سے بچنے کے لئے یہاں کسی کے گھر پناہ لے۔ تو پھر گھر کا مالک ہرگز ہرگز مفرور کو حکام کے حوالے نہ کرے گا۔ ہاں اگر اسے کچھ خوف ہوگا۔ تو ان لوگوں سے جو خود کینے جرائم پیشہ اور اچکے ہیں۔ اور مخبری کا پیشہ کرتے ہیں۔

پیرس میں بھی شاید ہی کوئی ایسا مقام ہو۔ جو سچا ست اور بد اخلاقی کا وہ پہلو دکھلا سکے۔ جو منٹ میں ہر وقت نظر آتا ہے۔ وہاں بھی نہیں۔ جہاں مسٹریز آف پیرس کے مصنف یوجین سو نے شراب خانہ کا منظر قائم کیا ہے۔

اس ذکر کو پڑھنے کے بعد اگر ناظرین اتفاق سے منٹ کے قرب وجوار میں جائیں تو وہ اگر ہر ایک شخص کا چہرہ غور سے دیکھیں۔ انہیں مردوں کے چہروں پر بے درجہ کی عیاری اور مکاری نظر آئے گی۔ اور عورتوں کی آنکھوں سے بدکاری اور بد اخلاقی کی چمک نمودار ہوگی۔ اسی طرح لڑکوں کی حرکات اور اشارات سے وہ چاپوسی عیاں ہوگی۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ یہ ابھی ابھی چوری اور دزدی کے میدان میں نبرد آزمائی کے لیے اترے ہیں۔ اور لڑکیوں کے چہرہ سے واضح ہوگا۔ کہ وہ بد اخلاقی اور جرم کی زندگی کی ابتدائی منزل طے کر رہی ہیں۔

شام کے نو بجے کے قریب مردہ فروش ایک لمبا سا کوٹ پہنے کالر میں چہرے کا نچلا حصہ چھپائے۔ سوتھ وارک برج روڈ کی طرف سے منٹ سٹریٹ کو آتا دکھائی دیا۔ سردی شباب پر تھی۔ اور بارش کے ساتھ ہلکی برف باری بھی ہو رہی تھی۔ مردہ فروش نے سردی کی شدت سے بچنے کے لئے کالر کو اور بھی اوپر کھینچا۔ اور اس میں چہرے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کو اچھی طرح چھپا لیا۔ اور بغیر دائیں بائیں دیکھنے کے آگے بڑھتا گیا۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ اس جیسا ہوشیار اور محتاط آدمی بھی اس وقت یہ معلوم نہ کر سکا۔ ایک نوجوان جس نے اسی طرح کالر میں اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ سایہ کی طرح پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ تاکہ کچھ مغالطہ پیدا نہ ہو جائے ہم یہ بتلا دینا چاہتے ہیں۔ کہ تعاقب کرنیوالا ہنری ہالفورڈ تھا۔

مردہ فروش کچھ دور جا کر جھٹ بائیں جانب کو پلٹا۔ اور ایک مکان کے دروازہ پر آہستہ سے دستک دی۔ ساتھ ہی نئے انداز سے سیٹی بجائی۔ پھر ہالفورڈ نے اسے اس مکان کے اندر جاتے دیکھا۔

"کہئے سٹرٹڈکنٹر" ایک چودہ سالہ لڑکے نے جو غالباً نووارد کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کہا آج تو غضب کی سردی ہے"۔

"بیشک بہت سردی ہے"۔ مردہ فروش نے کہا۔ پھر اپنا کالر نیچے کر کے پوچھا۔ "بلی اندر موجود ہے؟"

لڑکے نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر نووارد کو ایک ٹوٹے ہوئے زینہ کے راستہ ایک بڑے کمرے میں جہاں بہت سے نوجوان مے نوشی اور بیہودہ گوشی کر رہے تھے اور سب بارہ سے اٹھارہ سال کی عمر کے تھے لے گیا

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان نوخیز بدمعاشوں کے متعلق بھی کچھ مفصل ذکر کیا جائے۔

اس مجلس کے سینتالیس ہم عمر ممبر تھے۔ اور ان کا ایک سردار تھا۔ جس کو بلی گرانڈ کہتے تھے۔ اس مجلس کا نام چالیس چوروں کی مجلس تھا۔ نہیں معلوم نہیں یہ تعداد اس کے بانیوں نے محض اتفاقیہ طور پر قرار دی تھی۔ یا الف لیلا کی ایک مشہور حکایت کی تقلید کی گئی تھی۔ بہرحال یہ مجلس اس فسانہ کے زمانہ تحریر میں تیس سال سے قائم تھی۔ اور اس وقت تک موجود ہے۔ اس کے آئین و قوانین یہ ہیں۔ مجلس کے چالیس ممبر ہیں۔ جن میں بلی گرانڈ بھی شامل ہے۔ اس میں بارہ سال کی عمر کے لڑکے ہی بھرتی ہو سکتے ہیں۔ جب کوئی ممبر اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے۔ تو پھر وہ مجلس سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ مگر خود بلی گرانڈ پر اس قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک ممبر کے چلن کی تین اور ممبروں کو تصدیق کرنی ہوتی ہے۔ اور تصدیق کنندے ایسے ہونے چاہئیں۔ جو سوسائٹی کے نامور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ممبروں میں شمار ہوتے ہوں۔ اگر کسی ممبر سے کوئی بے ضابطگی ہو۔ تو تصدیق کنندگان اس کے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ بلی گرانڈ کو پرانے تجربہ کار اراکین میں بارہ اراکین اپنی ضمانت کے لئے پیش کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے اختیارات میں کوئی شخص مخل نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تعظیم ہر ایک پر فرض ہوتی ہے۔ سوسائٹی کے کام کرنے کا طریق یہ ہے کہ شہر کو بارہ حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے (۱) ریجنٹ پارک (۲) پیٹن ولی (۳) ہکسٹن (۴) فنسبری۔ (۵) شہر خاص (۶) طاور ہیملٹ (۷) ویسٹ منسٹر (۸) پلیکیڈو (۹) ہائڈ پارک (۱۰) گرسوینر سکوئر (۱۱) لیم ہتھ (۱۲) وچی بارد انہیں سے ہر ایک حصہ تین ممبروں کے سپرد ہے۔ جو ہر روز تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح چھتیس ممبر ہر روز شہر پر متعین ہوتے ہیں۔ اور باقی چار ممبر جن میں بلی گرانڈ بھی ہوتا ہے۔ لوٹ کا مال سنبھالنے اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ ہر ایک حصہ میں سوسائٹی کے آرام و آسائش کے لئے ایک مکان مقرر ہے۔ اور مالک مکان کو دن بھر کی لوٹ میں سے شام کو کچھ حصہ مل جاتا ہے۔ سنٹ ہیں جو مکان ہے۔ وہاں عرف پندرہویں روز سب آدمی جمع ہوتے ہیں۔ اور یہیں لوٹ کا مال جمع رہتا ہے۔ خود بلی گرانڈ بھی یہیں بود و باش رکھتا ہے۔

سوسائٹی کے قوانین مفصلہ ذیل ہیں۔ ہر ایک حصہ میں جو تین ممبر مقرر کئے جاتے ہیں۔ ان میں جو سب سے بڑا ہوتا ہے۔ وہ افسری کرتا ہے۔ اور ہر کام اس کے صلاح مشورہ سے ہوتا ہے۔ اگر معلوم ہو جائے۔ کہ کسی ممبر نے کچھ مال اڑا لیا ہے۔ تو اس کے ضامنوں سے اس کی قیمت وصول کر لی جاتی ہے۔ اور وہی ملزم کے لئے سزا تجویز کرتے ہیں۔ ہر ماہ کے اول اور تیسرے بدھ کو عام جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ اور اگر بلی گرانڈ کوئی خاص جلسہ کرنا چاہے۔ یا کسی خاص گروہ کے ممبروں سے ملنا چاہے۔ تو پھر وہ نوٹس لکھ کر اس مالک مکان کو دیدیتا ہے۔ جہاں اور ممبر ضروریات کے لئے آمد و رفت رکھتے ہوں۔ ممبروں کو خاص ہدایت ہوتی ہے۔ کہ جبر و تعدی سے احتراز کریں۔ اور نہ کسی مکان کا قفل توڑ کر اندر داخل ہوں۔ سب کام دھوکا۔ فریب اور مکاری سے کرنا ہوتا ہے۔ اگر ممبروں میں کچھ تنازعہ ہو۔ تو بلی گرانڈ اس کا فیصلہ کرتا ہے۔ سب لوٹ کا مال فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر پندرہویں روز سب روپیہ ممبروں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ بلی گرانڈ کو کچھ خاص رقم بطور معاوضہ بھی دی جاتی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چالیس چوروں کی مجلس کے یہ قوانین ہیں۔ جن پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور اس بات کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ کہ سوسائٹی کی عزت میں فرق نہ آئے۔ اور سب ممبر دیانت دار ہوں۔ اگر کوئی ممبر پکڑا جائے۔ تو فوراً باعزت آدمی اس کی صفائی کے لئے عدالت میں پیش ہو جاتے ہیں۔ اور مجسٹریٹ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ مشتبہ نوجوان بالکل بے قصور اور بڑا محنتی ہے۔ اور شائد اس معاملہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ اور اس کے والدین دیانت دار محنتی آدمی ہیں۔ یا گواہ کی طرف سے مجسٹریٹ کو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے میں اسے اپنی خدمت میں لینے کو تیار ہوں بشرطیکہ عدالت اسے چھوڑ دے۔ جب تک کوئی ممبر جیل میں زیر تجویز رہتا ہے۔ سوسائٹی نہایت عمدہ خوراک اس کے لئے مہیا کرتی ہے۔ اور اگر وہ قید ہو جائے۔ تو اس کو پورا یقین ہوتا ہے کہ آزادی کے دن منٹ میں میری تقریب میں شاندار دعوت دی جائے گی۔ قید کی حالت میں بھی سوسائٹی برابر اس کا حصہ جمع رکھتی ہے۔ الغرض اس بات کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ کہ کوئی ممبر گرفتار بلا ہو کر بھی سوسائٹی کا راز فاش نہ کرے۔

جس روز ہم نے مردہ فروش کو منٹ والے مکان میں داخل ہوتے دیکھا ہے تو وہاں ایک عام پندرہ روزہ جلسہ منعقد تھا۔ چالیس چور مختلف میزوں کے گرد بیٹھے تھے۔ اور کمرے میں تمباکو کا دھواں اس کثرت سے تھا۔ کہ شمع کی روشنی بھی مدہم پڑی ہوئی تھی۔ ایک طرف بلی گرانڈ بیٹھا تھا۔ جو ایک کشیدہ قامت خوش وضع نوجوان تھا۔ ڈاڑھی مونچھیں ندارد تھیں۔ گو اس کی عمر پچیس سال تھی۔ مگر شکل و شباہت سے بالکل بھولا پن پایا جاتا تھا۔ اس کے دانت بہت خوشنما تھے۔ اور وہ ان پر نازاں بھی تھا۔ اور وہ اپنے نرم ہاتھ جنہوں نے سوائے جیب کترنے کے اور کوئی سخت کام نہیں کیا تھا۔ گفتگو کے وقت ادھر ادھر ہلانے کا عادی تھا۔ میز کے گرد ایسی ایسی صورتیں بیٹھی تھیں۔ جو ایک قیافہ شناس کے لئے باعث دلچسپی ہو سکتی ہیں۔ عجیب عجیب طرح کے خط و خال نظر آتے تھے۔ اور سب سے چالاکی۔ مکاری اور عیاری ٹپک رہی تھی۔

جب مردہ فروش اندر داخل ہوا۔ تو سارے ممبروں نے اظہار مسرت کیا۔ اور بلی گرانڈ نے مصافحہ کر کے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔

مسٹر ٹڈ کنز شام کا کام ختم ہو چکا ہے۔ مسٹر ٹنکس نے کہا۔ کیونکہ بلی گرانڈ کا یہی نام

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مشہور تہا۔" اور اب ہم جیسا کہ آپ دیکہتے ہیں۔ اکل و شرب میں مشغول ہیں۔ آپ بہی شامل ہو جائیے۔ دیکہیے قسم قسم کی شراب موجود ہے۔ اور طرح طرح کے سگار حاضر ہیں۔ جو پسند ہو لیجئے۔"

"کیا آپ مجہے کچہہ واقفیت مہیا کر سکتے ہیں؟" مردہ فروش نے آہستہ سے پوچہا۔

"بہت کچہہ۔ مگر ابہی نہیں۔ سٹرٹڈ کنز برانڈی کا ایک جام لیجئے۔ اور پہر ہم اس معاملہ پر بہی گفتگو کریں گے۔ ابہی بہت وقت ہے۔ میرے نوجوان دوستوں میں سے کوئی نہ کوئی آپکی خاطر کچہہ گائے گا۔ کیوں یار کس کی باری ہے؟"

"جناب لیاری لپکنس کی۔" ایک نوجوان نے جو بلی گرانڈ کے پاس ہی بیٹھا تہا۔ آہستہ سے کہا۔

"اوہ! لیاری لپکنس" مسٹر ٹنکس نے کہا۔ "دوست لپکنس ہاں تو پہر کچہہ شروع کرو۔ سب ہمہ تن گوش ہیں۔"

مسٹر لپکنس نے جو ایک سولہ سالہ نوجوان تہا۔ ایک گیت گانا شروع کیا۔ اور جب گیت ختم ہوا۔ تو سب طرف سے نعرہ تحسین بلند ہوا۔ اس کے بعد بلی گرانڈ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "صاحبو پیشتر اس کے کہ میں اپنے دوست لیاری لپکنس کا جام صحت تجویز کروں مجہے یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ وہ کس قابلیت کا آدمی ہے۔ مگر پہر بہی ہمیں کبہی نہ کبہی جب موقع ملے۔ اپنی سوسائٹی کے قابل فخر افراد کے کارہائے نمایاں کا ذکر ضرور کرنا چاہئے تاکہ ہمارے ناتجربہ کار ممبران کے تذکرہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ویسی ہی ناموری حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے میرے خیال میں اس سے بہتر کوئی موقع نہ ہوگا۔ دوستو آپ سب لیاری لپکنس کو جانتے ہیں (نعرہ تحسین) اور یہ بہی آپ کو معلوم ہے کہ وہ ہمہ صفت موصوف ہے۔ اس کو قدرت نے ایسی تیز نگاہ عطا کی ہے کہ پر اسرار سے پر اسرار جیب کے سب حالات جہٹ معلوم کر سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بانڈ سٹریٹ کے راہرو کی سنہری گہڑی اور اس کے ہاتہوں میں کچہہ مقناطیسی طاقت موجود ہوتی ہے (نعرہ تحسین) سمریزم کیا چیز ہے۔ لیاری اپنے شکار کو ایک ہی نظر میں مغلوب کر لیتا ہے۔ اور اسے معلوم بہی نہیں ہوتا کہ کب اس کا ہاتہہ اس کی پاکٹ کی تلاشی لے رہا تہا۔ دوستو سب کو لیاری لپکنس کی تقلید کرنی چاہئے۔ بس اسی پر میں اپنے دوست کا جام صحت تجویز

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتا ہوں"۔

سب نے مل کر جام صحت پیا۔ مسٹر لیکنس نے کھڑے ہو کر ایک لطیف جوابی تقریر میں شکریہ ادا کیا۔ اور پھر ایک اور لڑکے کو جس کا نام ماسٹر سٹرائپس ٹاڈکنس تھا۔ کوئی گیت سنانے کے لئے کہا گیا۔ ماسٹر ٹاڈکنس نے ایک سہرا گیت سنایا۔ اور بلی گرانڈ نے ایک تقریر میں ماسٹر موصوف کے اوصاف بیان کئے۔ اور ہر طرف سے پھر نعرہ تحسین بلند ہوا۔

اس کے بعد ایک اور بدمعاش نے ماسٹر موصوف کے اوصاف بیان کئے۔ اور ہر طرف سے پھر نعرہ تحسین بلند ہوا۔

اس کے بعد ایک اور نوجوان ماسٹر ہنڈی لیگڈ ڈگز سے گانے کی درخواست کی گئی۔ اس نے بھی ایک بہت مزیدار گیت گا کر حاضرین کو مسرور کیا۔ اور سب نے اسے بہت پسند کیا۔ لیکن مردہ فروش ان لوگوں میں سے تھا۔ جو لہو و لعب کی بجائے کام کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ اور پھر ایک معنی خیز نگاہ بلی گرانڈ کی طرف ڈالی۔ بلی گرانڈ نے پوچھا "مسٹر ٹڈکنز اب کیا بجا ہوگا"؟

جواب ملا "ساڑھے دس"۔

"بہت اچھا میں بیس منٹ کے بعد آپ سے بات چیت کروں گا"۔ مسٹر ٹنکس نے کہا "آپ خاطر جمع رکھئے میں نے سب حالات جن کی آپ کو ضرورت ہے معلوم کر لئے ہیں۔ مگر سنئے ماسٹر شفلنگ کچھ کہنے لگے ہیں"۔

شفلنگ جس کے گھٹنوں میں کچھ نقص تھا۔ اور کسی قدر بے ڈھنگی چال چلتا تھا۔ کھڑا ہوا۔ اور اس نے اپنے سردار کا جام صحت تجویز کیا۔ جس پر ہر طرف گلاس بھرے جانے لگے۔ اور بلی گرانڈ کے سوا سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر سب چوروں نے بڑے جوش کے ساتھ اپنے سردار کا جام صحت نوش کیا۔ اور شفلنگ نے بلی گرانڈ کے متعلق ایک نظم گا کر سنائی۔ جس کا ہر آخری مصرع سب مل کر گاتے تھے۔

مردہ فروش وفاداری کا یہ نظارہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد بلی گرانڈ کھڑا ہوا اور اس نے بڑے پر زور الفاظ میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ برخاست ہو جانے پر بلی گرانڈ نے ایک شمع اٹھائی۔ اور اپنے ملاقاتی کو ایک نچلی کوٹھڑی میں لے گیا۔ یہاں

CC-0. Rashmi Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پھنچکر مردہ فروش نے جلدی سے پوچھا۔ "فرمائیے آپ کو کیا معلوم ہوا؟ کیا کرنیلی جم کے متعلق کچھ پتہ ملا؟"

"میرے جاسوس بہت کامیاب ہوئے ہیں۔" بلی گراڈ نے مسکرا کر کہا۔ "کرنیلی جم کے حلیہ کا ایک آدمی ڈریوری لین کے ایک معمولی سے مکان میں رہتا ہے۔ یہ اس کا پتہ ہے" اور مارگرٹ فلیدرز کا بھی کچھ پتہ ملا ہے۔" ڈکنز نے پوچھا۔

اس نے اس شکل و شباہت کے ایک شخص سے شادی کر لی ہے۔ جو تم نے سکیلی گی کے متعلق بیان کی تھی۔ اور دونوں ہلکسٹن اولڈ ٹون کے پٹ فیلڈ سٹریٹ میں ایک دکان کرتے ہیں۔ دوکان کے اوپر محل نام لکھا ہوا ہے۔"

"بلی گراڈ تمہارے نوجوان آفت کے پرکالے ہیں۔" مردہ فروش کہنے لگا۔

"ایسے چھتیس جاسوس جو تمام شہر میں پھرتے رہتے ہیں۔ ایسی خبریں آسانی سے معلوم کر لیتے ہیں۔"

پھر وہ ذرا تامل کے بعد اس نے کہا۔ "اور اس کے علاوہ آپ نے پیشگی بھی تو معقول رقم دی ہے۔ یہ سب آپ کا کام بخوشی کرنے کو تیار ہیں۔"

"اب رہی دوسری بات۔" مردہ فروش نے کہا۔ "کچھ اس آدمی کا بھی پتہ ملا۔ جسے ملسن کبھی کبھی دیکھنے جایا کرتا ہے؟"

"ہاں وہ ہامس سٹریٹ تھنبل گرین کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہے۔ یہ لیجئے اس کا پتہ بھی موجود ہے۔ اس کا نام نلسن ہے۔ یہ آپ ہی کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ اصلی نام ہے یا جعلی۔ مسٹر ملسن ہر اتوار کو بعد دوپہر وہاں جاتا ہے۔ اور کئی گھنٹوں تک اس کے پاس رہتا ہے۔ مگر بوڑھا آدمی کبھی گھر سے نہیں نکلتا اور بہت بیمار ہے۔"

"میں آپ کو آپ کے کارکنوں کی ہوشیاری پر دوبارہ مبارکباد عرض کرتا ہوں۔" ڈکنز نے بڑی خوشی سے کہا۔ اور پھر پوچھا کہ تھرائن ولٹ کا بھی کچھ پتہ لگا؟"

"کیوں نہیں۔ میرے کارکنوں نے معلوم کیا ہے کہ اس نے مقدمہ کے بعد چند دوستوں کے ساتھ اولڈ بیلی کے قریب ایک سرائے میں کھانا کھایا۔ اور پھر ایک بوڑھی عورت کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر ہولنڈ کی جانب چلا گئی۔"

"اس سے زیادہ اس کا کچھ پتہ نہیں لگا؟" مردہ فروش نے پوچھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

چوروں کے سردار نے کہا۔ "میں نے کل لیاری لیکنس کو ہولسلو کیطرف بھیجا تھا۔ اس نے معلوم کیا کہ مس ولمٹ مسٹر بنٹ اور اس کی بیوی کے ہاں مقیم ہے۔"

"بیشک" مردہ فروش نے کہا۔ "اس مسز بنٹ نے اس مقدمہ میں شہادت دی تھی۔ میں نے اخبارات میں سب کچھ پڑھا تھا۔ یہ اس عورت کی ہمشیرہ ہے۔ جسے ریجینالڈ ڈربی نے قتل کیا تھا۔"

"وہ جگہ جہاں وہ مقیم ہے۔ ہولسلو کے قریب ہی ہے۔" بلی گرانڈ کہنے لگا۔ "شہر میں ہر شخص اس جگہ کا آپ کو پتہ دے سکتا ہے۔ اور غالباً اسی مسز بنٹ کے ہمراہ مس ولمٹ روانہ ہوئی ہوگی۔"

"یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ لیکن خیر مجھے کیتھرائن ولمٹ کا پتہ چاہیئے تھا۔ جو آپ کی مہربانی سے معلوم ہوگیا۔ اب میں نے آپ سے ایک آخری بات پوچھنی ہے۔ فرمائیے۔ آپ نے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ جس جگہ لارڈ ریولسٹوک تھے اور آنریبل مس ایڈلین کی شادی ہوئی تھی اس گرجا کا پادری کچھ روپیہ لیکر اس نکاح نامہ کا کاغذ ہمیں دے سکتا ہے؟"

"ہاں میں نے معلوم کر لیا ہے کہ پادری روپیہ لیکر یہ کام کر دے گا۔ مگر وہ بہت محتاط ہے۔"

"خیر اب یہ میرا کام ہے۔" مردہ فروش بولا۔ "میں نے بیس پونڈ آپکو پہلے دیئے تھے۔ یہ لیجئے۔ بیس پونڈ اور ہیں۔ کہئے کافی ہیں؟"

"میں آپ کی فیاضی کے لئے ممنون ہوں۔" بلی گرانڈ نے نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "فرمائیے اور بھی کچھ حکم ہے؟"

"ہاں" مردہ فروش نے کچھ سوچ کر کہا۔ "کسی نوجوان کو فرمائیے۔ کہ میرے خطوط ایک جگہ لے جائے۔"

بلی گرانڈ تو لیاری لیکنس کو بلانے گیا۔ اور مردہ فروش نے میز پر بیٹھ کر یہ خط لکھا:۔

جو باتیں مجھے ابھی ابھی معلوم ہوئی ہیں۔ وہ بہر حال مفید مطلب ہیں۔ سو روپیہ لیکر اس کام میں مدد تو دیگا۔ مگر وہ بہت محتاط آدمی ہے۔ میں پرسوں خود اس سے ملوں گا۔ اور شام کو چھ اور سات کے درمیان آپ سے جائے مقررہ پر ملاقات کروں گا۔ مگر جس طرح بھی ہو۔ آپ روپیہ کا انتظام کیجئے۔ میں نے خود بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالا ہے۔ اور جب تک مجھے نفع کی صورت نظر نہ آئے۔ اس طرح کام نہیں کر سکتا۔ امید ہے گرین وڈ سے آپکو مدد ملیگی۔

مردہ فروش نے خط بند کیا۔ اور اس پر یہ پتہ لکھا۔ مخدومت گلبرٹ ورنن اسکوائر بنٹز۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سٹیم خورڈ سٹریٹ

اس سے فارغ ہو کر اس نے ایک اور خط لکہا اس کا مضمون یہ تہا۔

مینے کیتھرائن کا پتہ معلوم کر لیا ہے۔ اور پرسوں نو بجے کے بعد آپ سے ملوں گا۔ گہر پر میرا انتظار کرنا معاملہ بہت اہم ہے۔

وہ اس خط و کتابت کو ختم کر ہی چکا تہا۔ کہ بلی گرانڈ لپکنس کو ساتھ لے کر آیا۔ اس سے مخاطب ہو کر مردہ فروش نے کہا "میرے دوست یہ دیکہو۔ دو خط ہیں یہ آج ہی منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ پہلے خط پر پتہ تحریر ہے اور یہ شخص رات کو بہت دیر سے سوتا ہے۔ جب تم اس کے مکان واقع سٹیم خورڈ سٹریٹ میں پہنچو گے۔ تو اسے بیدار پاؤ گے یہ خط اس کو دینا اور کسی کو مت دینا۔ وہاں سے تمہیں گولڈن لین کی طرف جانا ہوگا۔ یہاں تیسرے احاطہ میں بائیں طرف کے چوتھے مکان میں ایک بوڑہی عورت رہتی ہے۔ تم نے اس کے دروازہ پر دستک دیکر اسے بیدار کرنا۔ اور یہ خط اسے دیدینا۔ مجہے اس عورت کا نام معلوم نہیں۔ گو مجہے اس سے اکثر کام پڑتا رہا ہے۔"

لیاری لپکنس نے وعدہ کیا۔ کہ کام وقت پر کر دیا جائے گا۔ اور پھر وہاں سے چل دیا اس کے جانے کے تہوڑی دیر بعد مردہ فروش بہی بلی گرانڈ سے رخصت ہوا۔ اور چالیس چوروں کی آماجگاہ سے نکلا۔

ہنری ہالفورڈ جو برابر دو گہنٹہ سے ایک مکان کے سایہ میں چھپا کھڑا تہا۔ پھر اس کے پیچہے ہو لیا۔

مردہ فروش منٹ سٹریٹ سے نکل کر چوک میں آیا۔ اور ایک کرایہ کی گاڑی کی پچہلی جانب بیٹھ گیا۔ جسے اس نے نیو چرچ بتھنل گرین کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب گاڑی چلنے لگی۔ تو ہنری ہالفورڈ بہی چپکے سے گاڑی کی پچہلی جانب بیٹھ گیا۔ راستہ بھر وہ مزے سے بیٹھا رہا۔ مگر جب گاڑی منزل کے پاس پہنچی۔ تو بنظر احتیاط پیچہے سے اترا۔ اور گاڑی کے تعاقب میں پیدل چلنے لگا۔ گرجا کے باہر گاڑی کھڑی ہو گئی۔ اور مردہ فروش نے کرایہ ادا کر دیا۔ اور آگے بڑھا۔ ہنری ہالفورڈ بہی بڑی احتیاط سے اس کے پیچہے چلتا گیا۔ بازار سے ہو کر ٹڈ کنز ایک کوچے کی طرف پھرا۔ اور ایک شکستہ مکان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ یہ وہی جگہ تہی۔ جہاں بیٹھ کر وہ اطمینان سے اپنے منصوبے سوچا کرتا تہا۔ وہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جس کی تاریک کوٹھڑیوں میں تین ہفتہ وایولا چچسٹر قید رہی تہی۔

ہالفورڈ نے اسے بازار والے دروازہ کے راستہ مکان میں داخل ہوتے دیکہا۔ وہ باہر کھڑا کھڑکیوں کی جانب دیکہتا رہا۔ کچہہ دیر بعد اوپر کی منزل کے ایک کمرہ میں کچہہ روشنی نظر آئی۔ ہالفورڈ خوشی سے کہنے لگا۔ "آخر میں کامیاب ہوگیا۔ اور اس پاجی کے گھر کا پتہ لگالیا۔۔۔ اب ضرور جم انتقام لے لیگا"۔ پھر اس خیال سے کہ وہ مفرور شدہ ملزم کو اس مکان کا پتہ اچہی طرح بتلا سکے۔ ہنری ہالفورڈ نے بڑے غور سے اس کے گرد و نواح کے مکانات دیکہے۔ اس نے معلوم کیا۔ کہ یہ دو منزلہ مکان ہے۔ اور اس کی ایک جانب ایک تاریک گلی ہے۔

پھر یہ اطمینان کرکے کہ اب میں اس مکان کو کبھی نہ بہولوں گا۔ اور کرنیکی جم کو اچہی طرح اس کا پتہ نشان بتلا سکوں گا وہ خراماں خراماں اپنے مکان واقع ڈروی لین کو چل دیا

نواں باب

بدمعاش امیر اور ذلیل مجرم

دریائے ٹیمز کا شمالی کنارہ ایسا نہیں کہ راہرو دور تک اس پر سیدھا چل سکے۔ پل لندن سے واکس ہال برج تک جانے تک کئی بار ادہر ادہر مڑنا پڑتا ہے۔ البتہ شمالی سمت سے آتے ہوئے بالکل دریا کے کنارہ کنارہ آسکتے ہیں۔ اور سیدھے پل لندن سے واکس ہال برج تک جلدی پہنچ سکتے ہیں۔ اس آخرالذکر راستہ میں کلنک سٹریٹ بینک سائڈ اور ہالینڈ سٹریٹ واقع ہیں۔ اسی طرح کمرشل روڈ ٹرواٹر لو برج وغیرہ مقامات راستہ میں آتے ہیں۔ اس سفر میں گو لندن کا بہت سا حصہ طے کرنا پڑتا ہے مگر وقت بہت کم خرچ ہوتا ہے۔ اسی راستہ میں ایک مقام پڈلرز ایکر بہی واقع ہے۔ جو وسٹ منسٹر اور ہنگر فورڈ برج کے درمیان آتا ہے۔ قریب ہی ایک چہوٹا سا قطع زمین ہے جو کلیسا کی ملکیت ہے۔ یہ زمین چوب فروشوں کو کرایہ پر ملی ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک خوردہ فروش نے یہ زمین اس شرط پر کلیسا کو وقف کی تہی۔ کہ میری اور میرے کتے کی تصویر شیشے کے فریم میں محفوظ رکہی جائے۔ اور یہ تصاویر گرجا کی ایک کہڑکی میں موجود رہیں۔ چنانچہ گرجا کے جنوب مشرقی جانب اس بیان کا تصدیقی ثبوت بہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

موجود ہے۔ مگر ایک اور بیان یہ ہے۔ کہ ۱۵۰۴ء میں کسی نامعلوم شخص نے یہ زمین گرجا کو مرتے وقت دیدی تہی۔ اس عطیہ کی حقیقت اور معطی کا نام خواہ کچہہ ہو۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ یہاں ایک مقام موجود ہے۔ جو پیڈلرز ایکر کہلاتا ہے۔ اس کے پاس ہی ایک شراب خانہ ہے۔ جہاں ہم اس وقت اپنے ناظرین کو لے چلتے ہیں۔

اس شراب خانہ کی پہلی منزل کے ایک کمرے میں ایک چھتیس سالہ نوجوان بیٹھا تہا۔ گو اس کے خط و خال عمدہ تھے۔ مگر چہرہ پر کچہہ ایسا اثر ظاہر تہا۔ جس سے نووارد اس کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہ کر سکتا تہا۔ اس کے ہونٹ اس طرح کے تھے۔ جن سے غرور و نخوت کے علاوہ کچہہ اور بہی ہویدا تہا۔ جس سے اس کے دلی جذبات پر کچہہ روشنی پڑتی تہی۔ اس کی بہاری آواز بھوری بھوری آنکھیں اور گاہ بگاہ پیشانی کا بل صاف ظاہر کرتے تھے۔ کہ یہ شخص ارادہ کا پورا اور دھن کا پکا ہے۔

اس کا لباس بالکل معمولی تہا۔ اور معلوم ہوتا تہا۔ کہ یہ کسی کی آمد کا منتظر ہے مگر اسے بہت عرصہ انتظار کی زحمت برداشت نہ کرنی پڑی۔ کیونکہ پانچ ہی منٹ بعد دروازہ کہلا۔ اور مردہ فروش کمرہ میں داخل ہوا۔ اور کہنے لگا "گڈ مارننگ مسٹر ورنن"۔

اس نے داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ اور ایک چوکی پر بیٹھ کر بولا "آپ کو کچہہ زیادہ عرصہ تو انتظار نہیں کرنا پڑا"؟

"اس کی پروا نہ کرو"۔ ورنن نے کہا "کہو کوئی تازہ خبر بہی لائے ہو؟"

"افسوس کوئی خاص خبر نہیں۔ میں آج صبح گرجا کے کلرک کے پاس گیا۔ جہاں آپ کے بہائی نے شادی کی تہی۔ مگر اس شخص نے ایک نہ سنی"۔

"گویا اس نے انکار کر دیا"۔ ورنن نے غصہ سے پوچہا۔

"ہاں انکار کر دیا"۔ ڈکنز نے کہا "وہ بوڑھا اور کمزور آدمی ہے۔ پہلے تو اس معاملہ پر گفتگو کرتا رہا۔ مگر پھر بالکل کچہہ توجہ نہ کی"۔

"اس لئے کہ تم نے معاوضہ کم پیش کیا ہوگا"۔ ورنن نے غصہ سے کہا "تم نے سونے کی شکل نہ دکہلائی۔ کیونکہ تم خود چند پونڈ ضائع کرنے سے گریز کرتے ہو۔ ایک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑا کام کرنے کا یہ طریق نہیں۔ بیشک اس وقت مجھے روپیہ کی تنگی ہے لیکن اگر تم کچھ فیاضی دکھلاتے۔ اور ہم کامیاب ہو جاتے۔ تو تم کو معلوم ہی ہے۔ میں فطرتاً ایک فیاض آدمی واقع ہوں"۔

"مسٹر ورنن" مردہ فروش نے اطمینان سے کہا۔ "اگر میری تمام محنت کا معاوضہ یہ گلہ اور شکوہ ہی ہے۔ تو پھر مناسب یہی ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں میں نے کلارک سے گفتگو کرتے وقت ہرگز بخل سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اس کے سامنے پچاس چمکتے ہوئے پونڈ نیز پر رکھ دیئے تھے۔ اور کہا تھا کہ یہ لیلو اور جب کام کر دو گے تو اتنے ہی اور مل جائیں گے۔ پہلے تو وہ کچھ شش و پنج میں پڑا۔ پھر سوچنے لگا۔ اور آخر صاف انکار کر دیا"۔

"تو پھر تمہارے خیال میں یہاں دال گلنی نظر نہیں آتی"۔ ورنن نے بے چینی سے پوچھا۔

"مطلق نہیں۔ اگر کلارک ہماری اس معاملہ میں مدد کرنی چاہتا۔ تو آج کر سکتا تھا مگر مجھے اس شخص سے کوئی توقع نہیں۔ اب ہم کو اور ہی تجویز سوچنی چاہیئے۔ میرے خیال میں آپ نے پورا ارادہ کر لیا ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ اپنے بڑے بھائی کی جائداد پر قبضہ کیا جائے"۔

"ہر ایک نئی مشکل سے میرا یہ ارادہ اور بھی مستحکم ہو جاتا ہے"۔ ورنن نے کہا۔ "میں نے ایک تو انتقام لینا ہے۔ اور دوسرے آتش حرص کو بجھانا۔ لارڈ ریونسورتھ نے جو سلوک مجھ سے کیا ہے۔ اگر وہ کسی اور سے کیا جاتا۔ تو وہ ضرور انتقام لینے پر آمادہ ہو جاتا۔ میرے والد مرحوم کا ارادہ تھا کہ تمام نقد روپیہ مجھے ملے۔ اور باقی جائداد پر بھائی قابض رہے۔ مگر وہ اچانک فوت ہو گئے۔ اور گو بھائی کو ان کے ارادہ کا علم تھا۔ مگر اس نے ساری جائداد پر قبضہ کر لیا۔ اور مجھے کوڑی تک نہ دی۔ نہیں نہیں"۔ ورنن نے دانت پیس کر کہا۔ "اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ مجھے پانسو پونڈ سالانہ دیا کرے۔ گویا ہزاروں کے بدلے چند سو"۔

"اور تم نے اسے منظور کر لیا"۔ مردہ فروش نے پوچھا۔

"اور کیا کرتا۔ فقر ہی کیسے انکار کر سکتا ہے"۔ ورنن نے کہا۔ "میں کہاں کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

میں نے اس شرط پر منظور کیا کہ میرے حصہ کی یہ ایک قسط ہوا کرے گی۔ اس کا مجھ پر احسان نہ ہوگا۔ میرے اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ اور مجھے فضول خرچی کی عادت ہے۔ میں برابر اپنے بھائی کے نک سے پیشگی روپیہ لیتا رہا ہوں۔ اور اب جنوری سے پہلے ایک پائی بھی مجھے مل نہیں سکتی۔"

"اور اگر تم اپنے بھائی کے ایجنٹ کے پاس جاؤ تو پھر؟"

"بالکل بے فائدہ ہوگا۔" ورنن نے نا امیدی سے کہا۔ "کیا میں تم کو یہ بتلا نہیں چکا کہ میرے بھائی کو یہ خیال ہے۔ میں مشرق بعید میں سفر کر رہا ہوں۔ اور شاید آجکل ٹرکی میں ہوں گا۔ جب تک وہ مجھے یہاں سے دور سمجھتا ہے۔ میں لندن میں اپنی تجویز پر اطمینان سے عمل کر سکتا ہوں۔ اور یہی مناسب ہے کہ اس جگہ میری موجودگی کا کسی کو علم نہ ہو۔ وہ جلدی ہی مر جائے گا۔ کیونکہ دن بدن اس کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ اور مجھے پورا یقین ہے۔ کہ اس کی زندگی زوال پر ہے۔ پھر جب وہ مر لیا۔ تو مجھ پر کچھ شک و شبہ نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ لوگ تو مجھے کسی اور ملک میں سمجھیں گے۔"

"تو گویا اس کا آپ کو یقین ہے۔ کہ آپ کا بھائی اب کسی دن کا مہمان ہے۔" مردہ فرد شس نے پوچھا۔ "اس کے مرنے سے سب سے بڑی مشکل رفع ہو جائیگی اور اگر لیڈی ریونسورتھ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا۔ تو کیا اسے بھی ٹھکانے لگانا مشکل نہ ہوگا؟"

"بیشک یہ آسان کام ہے کہ اسے جان سے مار دیا جائے۔" ورنن نے جلدی سے جواب دیا۔ "مگر اس کے ساتھ ہی ایسا نہ ہو۔ میں بھی دار پر کھینچا جاؤں۔ اُف! یہ مجھے منظور نہیں۔ میں ہرگز ایسے خطرہ میں پڑنا پسند نہیں کرتا۔ اس قدر جائداد کے نابالغ وارث کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی۔ نہیں اس کی موت کا خیال کرنا بھی حماقت ہے۔"

"مگر کیا وہ طریق جو آپ نے اپنے بھائی کے لئے تجویز کیا ہے۔ وہی اس پر استعمال نہیں ہو سکتا؟"

"نہیں نہیں!" ورنن نے ناراضگی سے کہا۔ "یہ کچھ ضروری نہیں۔ کہ میں تم کو ہر طریق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بتلا دوں۔ جس سے میرے بہائی کی صحت خراب ہو رہی ہے۔ بس اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ کہ بچہ پر وہ حربہ استعمال نہیں ہو سکتا۔"

"مگر پھر بھی" مردہ فروش ضد سے کہنے لگا۔ "پھر بھی ریونسورتھ پارک میں ضرور کوئی آپ کا آدمی ہوگا۔ کیونکہ میرے خیال میں آپ کے بہائی کی صحت زہر کے استعمال سے خراب ہو رہی ہے۔ ضروری آپ کا کوئی رازدار اس کے عملہ میں موجود ہوگا۔ جو اسے کسی نہ کسی طرح زہر دیتا ہوگا۔"

ورنن نے جھلا کر کہا۔ "نہ تو ریونسورتھ پارک میں میرا کوئی آدمی ہے۔ اور نہ میرے بہائی کے عملہ میں میرا کوئی رازدار ہے۔ مگر میری تدبیر کے اثر سے لارڈ ریونسورتھ خود اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے۔ میں پھر کسی موقع پر تم سے اس کے متعلق ذکر کروں گا۔ کیونکہ تم ہی ایک ایسے فرد البشر ہو۔ جس کو میں اپنے سب منصوبے بتا چکا ہوں۔"

"مگر کیا آپ نے گرین وڈ سے اس کا ذکر نہیں کیا؟" مردہ فروش نے پوچھا۔ "جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ پچھلی ملاقات کے وقت آپ نے خود مجھے یہ بتلایا تھا۔ کہ اسے میرے انگلستان میں موجود ہونے کا علم ہے۔"

میں اسے چار پانچ سال سے جبکہ اس کی مالی حالت ایسی عمدہ نہ تھی جیسی کہ اب ہے۔ پالتا رہا ہوں۔ وہ میرا ممنون ہے۔ اور میرے احسانات کا اعتراف کرتا ہے۔ جانتا ہوں۔" وہ رک کر کچھ سوچنے لگا۔ اور پھر سلسلہ کلام جاری کر کے بولا۔ "مگر جب سے میں باہر گیا۔ اس کے بعد ایک ہفتہ پہلے تک کہ میں واپس آیا۔ میں نے پھر اسے نہیں دیکھا۔ بلکہ اس کی یاد بھی مجھے بھول چکی تھی۔ البتہ جس روز میں لندن میں پہنچا۔ اسی روز وہ مجھے ملا۔ اور گو میں نے ہزار یہ چاہا۔ کہ اس سے بات چیت نہ کروں۔ مگر میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔"

"اور آپ کو اس کا اندیشہ تو نہیں۔ کہ وہ آپ کی آمد کا ذکر کہیں اور بھی کر دیگا؟" مردہ فروش نے پوچھا۔

"اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں ہرگز کسی سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔" ورنن نے جواب دیا

"تو کیا آپ اس سے کچھ روپیہ قرض نہیں لے سکتے؟" ڈکنز نے پوچھا۔ "تمہارا خط دیکھکر میں اس کے پاس بھی گیا تھا۔ اور کچھ قرض مانگنا بھی چاہا۔ مگر اس نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انکار کر دیا۔" ورنن نے پیشانی میں بل ڈال کر کہا۔" کیا اچھا ہوتا کہ میں اس سے یہ سوال ہی نہ کرتا۔"

"اس کی کچھ پروا نہیں۔" ٹڈ کنز نے کہا۔" مگر ہاں ہم اصلی بات کو تو بھول گئے واقعہ یہ ہے۔ کہ لارڈ ریولسورتھ جلد ہی اپنے جد امجد سے جا ملیگا۔ لیکن ممکن ہے لیڈی ریولسورتھ کا کوئی بچہ ہو۔ اگر لڑکی پیدا ہوئی۔ تو کچھ فکر نہیں۔ ہاں اگر لڑکا ہوا۔ تو کھیل بگڑ جائے گا۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تعجب ہے ایک بچہ کی پیدائش پر ہماری قسمت کا دارومدار ہے۔ بہرکیف اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ جہاں اس حد تک وہم ہو۔ وہاں اکثر بات بگڑ جایا کرتی ہے۔ اچھا اگر لڑکا پیدا ہوا تو پھر؟"

"جس طرح بھی ہوگا۔ میں گرجا کے کلرک کو رشوت دیکر رجسٹر سے وہ خاص ورق گم کرنے کی کوشش کروں گا۔" ورنن نے جواب دیا۔

"یہ تجویز غلط ہے۔" ٹڈ کنز نے کہا۔" دیکھئے اگر لارڈ ریولسورتھ مر گیا تو ساری جائداد کا وارث ایک شیر خوار بچہ ہوگا۔ اس وقت آپ بھی نمودار ہوں۔ اور نکاح نامہ کا کاغذ طلب کریں۔ خوب! رجسٹر دیکھا جائیگا۔ اور معلوم ہوگا کہ ایک خاص ورق گم ہے۔ اور یہ وہی صفحہ ہے۔ جس پر نکاح کی تصدیق موجود تھی۔ کیا یہ ایک عجیب بات معلوم نہ ہوگی اور کیا اس سے یہ شبہ پیدا نہ ہوگا۔ کہ لارڈ ریولسورتھ طبعی موت سے نہیں مرا۔ مسٹر ورنن یہ تجویز محض طفلانہ ہے۔ اور ہرگز سودمند ثابت نہ ہوگی۔ آپ ایسے شخص سے مجھ کو یہ امید نہ تھی۔ اگر آپ اسی پر مصر ہیں۔ تو پھر میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ البتہ اگر میرے مشورہ پر چلیں۔ تو سال بھر کے اندر اندر لارڈ ریولسورتھ بن سکتے ہیں۔"

ورنن یہ باتیں سنکر دل میں بہت خوش ہوا۔ اور بولا۔" مسٹر ٹڈ کنز۔ آخر تم کیا صلاح دیتے ہو؟"

"یہی کہ اس معاملہ کو دلیرانہ طریق سے کیا جائے۔" مردہ فروش نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔" لیڈی ریولسورتھ کا انتظار کرو۔ اگر لڑکی پیدا ہوئی۔ تو پھر کچھ فکر نہیں۔ صرف لارڈ ریولسورتھ کے مرنے کا انتظار کرنا ہوگا۔"

"اور اگر لڑکا پیدا ہوا؟" ورنن نے اپنے صلاح کار کی طرف غور سے دیکھکر پوچھا۔

"تو یہ کانٹا بھی راستہ سے نکال دیا جائے گا۔" مردہ فروش نے بڑی سنجیدگی سے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کہا "مجھ پر اعتبار کرو۔ میں اس صفائی سے یہ کام کروں گا۔ کہ کسی کو خبر تک نہ ہوگی"
"تمہارا خیال ہے۔۔۔ تم کو یقین ہے کہ ایسا ہو سکے گا؟" ورنن نے رک رک کر کہا۔
"میرے ہاں خیال کا ذکر نہیں" ٹڈ کنز نے جواب دیا "بلکہ جو کچھ میں کہا کرتا ہوں یقینی طور سے کہتا ہوں۔ یہ کام میرے سپرد کرو۔ سب کچھ سوچ لیا ہے۔ جب موقع ہوگا تو پھر مفصل گفتگو کریں گے" یہ کہکر مروہ فروش نے جیب سے ایک اشامپ کا کاغذ نکالا۔ اور کہا "اس کے نیچے ریولسورتھ تحریر کر دیجئے۔ جب تک آپ لارڈ ریولسورتھ نہ بن جائیں گے۔ میں اس کو استعمال نہیں کروں گا"
ورنن نے جلدی سے اشامپ کی طرف دیکھا اور کہا "یہ تو پچیس شلنگ کا کاغذ ہے"
"تین ہزار پونڈ کے لئے" مروہ فروش نے جواب دیا "میرے خیال میں آپ کو نواب اور دولت مند بنانے کا یہ کچھ زیادہ معاوضہ نہیں ہے اور اس کے علاوہ آپ کی ضروریات کے لئے میں پچاس پونڈ ابھی دیدوں گا"
"اور اگر میں یہ خطاب اور جائداد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوا" ورنن نے کہا
"پھر اس کاغذ کی رو سے تم مجھے جیل میں بھجوا سکو گے؟"
"کیا مضحکہ خیز استدلال ہے" ٹڈ کنز نے جواب دیا "ناکامیابی کی حالت میں تو آپ کا نام ہی ریولسورتھ نہ ہوگا۔ اس کاغذ پر تو بہرحال ریولسورتھ کا نام لکھا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ آپ کو جیل میں بھجوا کر مجھے کیا مل جائیگا"
پھر اس نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا "تمہارے ایسے زندہ شخص سے تو اس کی مردہ لاش ہی بہتر سمجھی جا سکتی ہے"
ورنن یہ آخری جملہ نہ سن سکا۔ اور اگر اس نے سنا بھی ہو تو وہ اس کا مطلب نہ سمجھا۔ پھر اس نے اشامپ پر دستخط کر دئے۔ مروہ فروش نے کاغذ بکس میں رکھ دیا اور جیب سے ایک تھیلی نکال کر اسے دیدی۔ ورنن نے یہ روپیہ سرد مہری سے لیا کیونکہ اس کی ضروریات اس کو قرضہ لینے پر مجبور کر رہی تھیں۔ مگر اس کے دلی جذبات اس کو اس طرح روپیہ حاصل کرنے سے روکتے تھے۔
اس مشورہ کے بعد یہ امیر بدمعاش اور ذلیل مجرم ایک دوسرے سے جدا ہوئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دونوں سسٹیم فورڈ سٹریٹ میں اپنے مکان کو گیا۔ اور مردہ فروش نے وسٹ منسٹر روڈ پر جاکر ایک گاڑی لی۔ اور اسے گولڈن لین سینٹ لیوک کی طرف چلنے کا حکم دیا۔

دسواں باب — دلالہ اور مردہ فروش

دلالہ جس کا ذکر اس داستان میں کئی بار آچکا ہے۔ ان دنوں آسودہ حال نظر آتی تھی۔ گو ایسی عورت کا کبھی قابل عزت تصور ہونا لوگ ممکن ہے۔

گولڈن لین کے جس مکان میں اس نے پہلے ایک ہی کمرہ کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اب وہ سارا مکان اس کے پاس تھا۔ اس امارت کا موجب دراصل لیڈی سیسیلیا ہاربرڈ تھی جس سے جاندار مجسمہ کی سازش میں اس کی جان پہچان ہوئی تھی بہرحال اس وقت اس کی قسمت یاور معلوم ہوتی تھی۔ اس کا کام اچھی طرح چل رہا تھا۔ اور دور نزدیک اسکی اخلاقی کی شہرت خوب پھیل رہی تھی۔

وہ اب اس قابل تھی کہ کسی عمدہ بازار میں کوئی اچھا سا مکان کرایہ پر لے کر وہاں اپنی زندگی کی ناپاک گھڑیاں بسر کرے۔ مگر چونکہ وہ ایک خاص قسم کے لوگوں میں مشہور تھی اور طرح طرح کے ادنےٰ کام اس کے ہاتھ سے سرانجام پاتے تھے۔ اس لئے اس نے اسی بے رونق محلہ میں رہنا مناسب سمجھا تھا۔ اس کا دل گناہ کی سیاہی سے سخت ہو چکا تھا۔ اور شرم و حجاب اس سے کوسوں بھاگتے تھے۔ اس نے اپنا وقت گذارنے کے لئے نصف درجن نوجوان لڑکیاں اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں۔ اور کچھ معاوضہ ان کے غریب والدین کو دیتی رہتی تھی۔ جن کو اگر کچھ پتہ تھا تو یہ کہ ان کے بچوں کی زندگی آرام سے گذر رہی ہے۔ ان سب لڑکیوں کو یہ بڑھیا نہایت ناپاک زندگی کا ہر روز سبق دیتی تھی۔ اور اپنے طرح طرح کی ہدایت دیکر الڈرس گیٹ سٹریٹ۔ فلیٹ سٹریٹ اور چیپ سائڈ وغیرہ بازاروں میں بھیجا کرتی تھی۔ جہاں وہ عمر رسیدہ لوگوں کو اپنے نازو ادا دکھلا کر اسیر کرتی تھیں۔ کیونکہ نوجوانوں کی نسبت یہ بوڑھے ایسے بازاروں میں جہاں بازاری عورتیں عام طور پر موجود ہوں جانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ بڑھیا کا طریق عمل یہ تھا۔ کہ اس کی نوجوان لڑکیوں میں سے کوئی ایسا شکار پھانس

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لاتی تھی۔ جس کی نسبت اسے مالدار ہونے کا یقین ہوتا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ شخص باعزت ہے۔ جب یہ شخص اور وہ لڑکی مکان سے نکلتے تو بڑھیا اچانک ان کو سٹر ہیوں پر مل جاتی۔ اور حیران ہو کر کہتی۔ کہ یہ کیا غضب ہے کہ ایک کم سن لڑکی کا تمہارا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ پھر وہ لڑکی سے اس کی عمر پوچھتی۔ اور یہ سنکر کہ وہ بارہ سال کی اور ابھی کم سن ہے۔ اس شخص سے ناراضگی سے کہتی۔ کہ میرا گھر اس لئے نہیں کہ یہاں اس قدر ظلم کیا جائے۔ پھر وہ بوڑھا اوباش اس خوف سے کہ کہیں مجھے پولیس کے حوالے نہ کر دیا جائے۔ بہت سی رقم دیکر اپنا پیچھا چھڑاتا۔ اس قسم کے بہت سے کارنامے ہر روز وہاں ہوتے تھے۔ اور یہ لڑکیاں عجیب عجیب طریقوں سے شکار گھیر کر لاتی تھیں۔

نہ تو ان لڑکیوں کے والدین ان کی کبھی خبر لیتے۔ اور نہ یہ لڑکیاں ہی ناتجربہ کاری اور کم عمری کے باعث اپنا برا بھلا سمجھ سکتی تھیں۔ اگر کبھی ان کے کسی نوجوان آشنا کو کسی قصور میں جیل میں بھیجا جاتا۔ تو وہ اس کے جرم کو خطرناک تو خیال کرتیں۔ مگر کبھی گناہ نہ سمجھتی تھیں۔ اور اگر ان کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ ہمارا کوئی نوجوان ملاقاتی کسی جگہ ملازم ہو گیا ہے۔ اور اسے ترقی کی امید ہے۔ تو وہ اس کو محض ایک فائدہ مند بات سمجھتیں۔ مگر کبھی اس کے اخلاقی پہلو پر غور نہ کرتیں۔

اکثر لڑکیاں جو اس عجوزہ کے پاس رہتی تھیں۔ گولڈن لین اور اس کے غیر مشہور گلی کوچوں کی رہنے والی تھیں۔ اور اپنی لوگوں میں سے ہوتی تھیں۔ جو بڑے حال زندگی بسر کرتے تھے۔ کبھی کبھی ان کو شہر کے بارونق بازاروں میں بھی لیجایا جاتا تھا۔ مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا۔ ان کے بچپن کا بڑا حصہ نصف عریانی میں بسر ہوتا۔ اس زمانہ میں وہ گلی کوچوں میں شلغم اور گرے پڑے آلو کھاتی پھرا کرتی تھیں۔ سال بھر میں صرف چند ایک دن ایسے ہوتے تھے۔ جو مزے سے گذرتے۔ چنانچہ نومبر کے اول روز یہ سوانگ بنا کر گلی کوچوں میں پھرا کرتی تھیں۔ اگست میں بھی اسی طرح رنگ رلیاں منائی جاتی تھیں اور دسمبر میں یہ آوارہ گرد گروہ دوکانوں میں کرسمس کے لئے موم بتیاں مانگتا نظر آتا تھا۔ ان بدنصیب لڑکیوں کے جن کا ذکر ہم کر رہے ہیں۔ یہی معدودے چند روز چھٹی منانے کے ہوتے تھے۔ اتوار کے روز بھی نہ ان کو اچھا لباس اور نہ اچھی خوراک ملتی تھی۔ اور ہفتہ کے باقی دنوں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پر اس کو صرف یہ ترجیح تہی کہ اس روز ان کے والدین کچہہ زیادہ مے نوشی کرتے تہے۔ نہ گڈ فرائیڈے۔ نہ کرسمس ڈے اور نہ شروٹیوزڈے کے دن ان کو مزیدار کہانا نصیب ہوتا تہا۔ نہ ان کو متبرک دنوں کا اور نہ مذہبی رسوم کا کچہہ علم تہا۔ انہیں اپنے عالی قدر پیشوا کی پیدائش اور اس کی موت کے دن کا بہی کچہہ علم نہ تہا۔ کیونکہ یہ باتیں کبھی انہوں نے سنی ہی نہ تھیں۔ جن بچوں کے ایام طفلی اس عسرت اور مصیبت میں بسر ہوئے ہوں۔ وہ قدرتاً دس گیارہ سال کی عمر کو پہنچکر گناہ کی طرف راغب ہو جاتے تھے۔ اور یہ بڑہیا ایسے ہی بچوں کی تلاش میں لگی رہتی تہی۔ اور اس کے مدرسہ میں گناہ اور بداخلاقی کی خوب ہی اعلےٰ تعلیم ان کو ملتی تہی

دس گیارہ برس کی عمر کے بعد ان کے والدین ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے ان کو اس بدبخت بڑھیا کے سپرد کر دیتے تہے۔ یہ ان کو چیتھڑوں کی بجائے عمدہ لباس پہننے کو دیتی۔ ان کو بارونق بازاروں میں بھیجا جاتا۔ جہاں کی دلچسپیاں ان کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھیں۔ پہلے تو ان کو اپنے ہی گلی کوچہ کی دوکانیں جہاں رنگ برنگ کی جھنڈیاں لٹکتی رہتی تھیں۔ اور نوجوان عورتیں خریداروں سے لین دین کرتی تھیں۔ عظیم الشان اور قابل رشک چیزیں معلوم ہوتی تھیں۔ مگر اب انہیں ہر وقت بڑے بڑے سوداگروں کی عالیشان دوکانیں جہاں جواہرات اور اور نادرات زمانہ موجود رہتے تھے۔ دیکہنے کا موقع ملتا۔ وہ لگیٹ ہل کا شاندار بازار دیکہہ دیکہہ کر حیران ہوتی تھیں۔ اور اس نظارہ کو خواب یا اس بڑھیا کی کرامت سمجہتی تھیں۔ اس طرح یہ بدبخت دلالہ ان کی ناتجربہ کاری سے فائدہ اٹہاتی اور جو چاہتی وہی کام ان سے آسانی سے لینے لگتی تہی۔ سب لڑکیوں کا جو اس بڑہیا کے زیر اثر تھیں۔ یہی حال تہا۔ ممکن ہے کہ بعض ناظرین اس بیان کو مبالغہ آمیز تصور کریں۔ مگر افسوس اس کا حرف حرف درست ہے!

اے بدقسمت بچو۔ تمام دنیا تم سے نفرت کرتی ہے۔ قوم تم کو حقارت سے دیکہتی ہی بے سمجہہ لوگ۔ تم کو مورد الزام خیال کرتے ہیں۔ مگر سب قصور ان مردوں کا ہے جو تمہاری خبرگیری نہیں کرتے۔ اور اس کا تدارک نہیں سوچتے۔ جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں۔ موجودہ زمانہ سے زیادہ بداخلاقی کبھی دیکہنے میں نہ آئی ہوگی۔ اس روشنی کے زمانہ میں انجیل مقدس کی تعلیم پھیلائی جا رہی ہے۔ بڑی بڑی اصطلاحات ہوتی ہیں۔ اور ہزاروں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مصلحان قوم پیدا ہوئے ہیں۔ اس انیسویں صدی کے زمانہ عروج میں جبکہ سرطرف امن اور راحت برس رہی ہے۔ غضب ہے کہ اس طرح چھوٹے چھوٹے بچے آوارہ پھر کر گناہ اور جرم کی آلودگی میں گرفتار ہیں جیل خانے ان سے آباد ہیں۔ تعزیری قوانین کی ان کے دم سے رونق ہے۔ اور ہر جرم میں یہی مکتسبے روزگار ہیں۔

رات کے نو بج چکے تھے۔ اور یہ بڑھیا اسی کمرے میں بیٹھی تھی۔ جہاں اسے ہم اکثر دیکھا کرتے ہیں۔ مگر اب یہاں عسرت نہیں تاسودگی نظر آتی تھی۔ انگیٹھی میں کوئلے دہک رہے تھے۔ پاؤں تلے ایک پھٹی پرانی چٹائی کے بجائے قالین تھا۔ اور اب یہ ایک گلاس شراب کی بجائے ایک بوتل حزید اکرتی تھی۔ اس کی چائے میں شیرینی بھی ہوتی تھی۔ اور کھانے پر مرغ بھی نظر آتا تھا۔

وہ لوگ جو اس کے ہاں اکثر آیا جایا کرتے تھے۔ یہ چیزیں بہم پہنچاتے تھے۔ مگر سب سے زیادہ آسائش کا یہ سامان وہ لڑکیاں مہیا کرتی تھیں۔ جنکی کمائی پر یہ قابض تھا۔ اس وقت یہ ایک آرام کرسی پر بیٹھی تھی۔ گود میں اس کی چاہتی بلی تھی۔ اور گو اسکی آنکھیں بند تھیں۔ مگر دروازہ پر ذرا سی آہٹ سے بھی وہ آنکھیں کھول دیتی تھی۔ چنانچہ جب مردہ فروش وہاں پہنچا۔ تو اسے زیادہ عرصہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ اپنے ملاقاتی کو دیکھکر دلال کہنے لگی "تم نے کیتھرائن ولسٹ کا پتہ لگایا۔ بھلا وہ کہاں رہتی ہے؟"

مردہ فروش بولا "کہیں رہتی ہو میں جب چاہوں اسے لندن میں لا سکتا ہوں۔ یا اس سے خط و کتابت کر سکتا ہوں۔ میں اب اس لئے آیا ہوں کہ ہم نے جو کچھ فیصلہ کرنا ہے اب کر لیں۔ اور اگر ہمارا اتفاق ہو گیا۔ تو ممکن ہے ہم اس عورت سے ایک کثیر رقم وصول کر لیں۔ بشرطیکہ وہ واقعی جیسا تم کہتی ہو۔ ہیریٹ ولسٹ کی بیٹی ہو"

"یہ وہی ہے۔ وہی ہے" بڑھیا نے آگے پیچھے جھک کر کہا "بیشک یہ اسی ہیریٹ ولسٹ کی بیٹی ہے۔ جس کی شکل کبھی کبھی مجھے نیند میں بھی بیزار کر دیتی ہے"

"مگر تمہارے پاس اس کا ثبوت کیا ہے؟" مردہ فروش نے پوچھا "جب تک مجھے پورا یقین نہ ہوگا۔ میں یہ دردِ سر مول نہ لوں گا"

"مگر میں ابھی تم کو نہیں بتلا سکتی۔ کہ آج سے تیرہ سال پیشتر میں ہیریٹ ولسٹ سے کیسے ملی"۔ بڑھیا نے ہٹ سے کہا "بس اس قدر بتلانا کافی ہے۔ کہ میں اس کو اپنی طرح

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جانتی تہی۔ اس نے خود مجہے اپنی داستان سنائی۔ پہلے اس کی ایک نوجوان سے شادی ہونے والی تہی۔ اس وقت وہ سوتھمپٹن میں مقیم تہا۔ اور اس کا نام سمدرس تہا۔ مگر بعض حالات نے دونوں کو جدا کر دیا۔ اور وہ اپنے باپ کے ساتہہ لندن واپس آگئی۔ اور یہیں کاروبار میں ناکامیابی کے باعث دل شکستہ ہو کر مری۔"

"دل شکستہ ہو کر" مردہ فروش نے نفرت سے کہا "کبھی کوئی دل شکستہ ہو کر مرا بہی ہے۔ یا دنیا نے ایک ڈہکوسلا بنا رکہا ہے۔ خیر اس تذکرہ کو ختم کرو۔"

"ہیریٹ دنیا میں اکیلی اور بے یار و مددگار تہی" بڑہیا نے سلسلہ کلام جاری رکہہ کر کہا "اور اس لئے محنت کرنے پر مجبور ہوئی۔ ایک مالدار شخص نے اسے دیکہا۔ اور اس پر عاشق ہو گیا۔۔۔ مگر نہیں میں یہ قصہ تم کو کبھی نہیں سناؤں گی۔ ہیریٹ کی قسمت ہی خراب تہی۔ اور جو کچہہ میرا اس کا تعلق رہا۔ میں اس کو ذکر میں لانا پسند نہیں کرتی۔"

"کہے بہی چلو" مردہ فروش نے چلا کر کہا "اگر تم کو کسی گذشتہ واقعہ کی یاد رنج دینے والی ہے۔ تو میں جانتا ہوں۔ اس پر لاکہہ افسوس کرو۔ پھر بہی اس کا تاسف دور نہ ہوگا"

"بیشک۔ تم سچ کہتے ہو" بڑھیا نے کہا "اس سے بڑھ کر کوئی برا کام میں نے زندگی میں نہیں کیا۔ رہ رہ کر مجہے اس کا خیال بیتاب کرتا ہے۔ اور جب مجہے نیند نہیں آتی۔ تو ہیریٹ ولمٹ کی یاد ستاتی رہتی ہے۔"

"مگر آخر اس داستان کا کچہہ نتیجہ بہی نکلے گا؟" مڈکنز نے دق ہو کر پوچہا

"میں تم کو اپنے خیالات سنا کر پریشان نہ کروں گی۔ ہیریٹ حاملہ ہو گئی۔ اور اس کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اس نے کیتھرائن رکہا۔ اس کے تین چار سال بعد پھر میں نے اسے نہیں دیکہا۔ اس وقت سے ماں بیٹی کا پتہ نہیں لگا۔ مگر پچہلے سال ریجینالڈ ٹریسی کی خادمہ کے قتل کے مقدمہ کے دوران میں کیتھرائن ولمٹ کا نام بہی سنا گیا۔ یہ نام سنکر میں چونکی۔ اخبارات میں لکہا گیا۔ کہ وہ سولہ سال کی ہے۔ اور واقعی ہیریٹ کی بیٹی کی اس وقت یہی عمر ہونی چاہئے تہی۔ اور پھر سمدرس کا نام بہی اخبارات میں اس واقعہ کے ساتہہ نکلنے لگا۔ میں سب معاملہ سمجہہ گئی۔ ہیریٹ کے مرنے پر سمدرس نے اس کی بیٹی کو اپنی نگرانی میں لے لیا ہوگا۔ اور اسے اپنی بھتیجی ظاہر کیا ہوگا۔ مگر میں اور بہی زیادہ ثبوت حاصل کرنے کے لئے اولڈ جیلی گئی۔ اور کیتھرائن کو دیکہا۔ [illegible] شکل و شباہت میں بہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہاں سے بالکل ملتی جلتی تھی۔ میں جلدی ہی گھر واپس آگئی۔ کیونکہ میرے دل میں واقعات گذشتہ کی دردناک یاد تازہ ہوگئی تھی۔"

"اور اب تم اس گذشتہ واقعہ کی دردناک یاد کو یہاں تک بھول گئی ہو کہ کیتھرائن کے والدین کو جاننے کے باعث اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتی ہو" مردہ فروش نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "مگر تم کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ اس کو اپنے حسب و نسب کا علم نہیں۔"

"اسے کچھ علم نہیں" ۔ دلالہ نے کہا۔ "اگر اس کو معلوم ہوتا۔ تو کبھی ولسٹ کا نام استعمال نہ کرتی۔ اور اس کے علاوہ میں یہ بھی معلوم کر چکی ہوں۔ کہ ابھی وہ چار سال کی ہی تھی۔ کہ اس کی ماں کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے ممکن نہیں کہ اس کو اس کے والدین نے کچھ کہا ہو۔ مجھے پورا یقین ہے۔ کہ کیتھرائن کو اپنے والدین کا کچھ علم نہیں۔"

"خیر مجھ کو یقین ہوگیا ہے۔ کہ کیتھرائن ولسٹ ہیریٹ کی ہی بیٹی ہے" مردہ فروش نے کہا۔ "اور چونکہ تم یہ بھی کہتی ہو۔ کہ اس لڑکی کو اپنے والدین کا علم نہیں۔ اس لئے میں اب اس کی طرف متوجہ ہوں گا۔"

"مگر دولت کہاں ہے؟" بڑھیا نے پوچھا۔

"اگر میں تم کو اس کا پتہ بتلا دوں" ۔ ڈاکٹر نے کہا۔ "تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم مجھ سے پہلے وہاں نہ پہنچ جاؤ گی۔ اور اپنے رازدانی بدولت شکار کو قابو کر کے مجھ کو بے دست و پا کر دو گی۔ سو میں نے اس کی جستجو میں بہت روپیہ اور وقت صرف کیا ہے۔ اس محنت کا فائدہ ہم دونو کو برابر تقسیم کرنا ہوگا۔"

"بیشک۔ بیشک" ۔ بڑھیا نے تسلیم کیا۔ "مگر میں اس سے تمہاری موجودگی میں بات چیت نہ کروں گی۔ مجھے ہیریٹ ولسٹ کی زندگی اور اس بچہ کے متعلق کچھ وہم سا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ خود مجھے معلوم نہیں۔ مگر اس کا اثر مجھ پر موجود ہے۔"

"لعنت ہے کار شیطان پر" مردہ فروش نے چلا کر کہا۔ "یا تو تم کوئی احمق ہو یا مجھے فریب دینا چاہتی ہو۔ ایک طرف تو تم اس سے ہمدردی ظاہر کرتی ہو۔ اور ساتھ ہی اس سے ناجائز طور پر روپیہ لینا چاہتی ہو۔ یاد رکھو اگر تم نے مجھے دھوکا دیا۔ تو تمہیں گردن سے پکڑ کر مار ڈالوں گا۔"

"یہ تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ میں دھوکا دیتی ہوں یا معاملہ صاف رکھتی ہوں" بڑھیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نے خوف زدہ ہو کر کہا۔ "تم جس طرح چاہو کرو۔ بہرحال بات چیت کے وقت تم موجود نہ ہو سکو گے۔ البتہ جب روپیہ ملنے کا وقت ہوگا۔ میں تم کو بھی بلوا لونگی۔"

"اچھا یونہی سہی مجھے بھی منظور ہے۔" مردہ فروش بولا۔ "کل تم میرے ساتھ چند میل شہر سے باہر چل سکتی ہو۔"

"کیتھرائن کو ملنے کے لئے؟" بڑھیا نے پوچھا

"اس کے سوا مجھے تم سے کام ہی کیا ہے؟" ٹڈ کنز نے کہا۔ "کیا تم سمجھتی ہو کہ میں رینج میں تمہاری دعوت کرنے چلا ہوں۔ مجھے بھی کوئی سٹری سمجھتی ہو۔ خیر کل صبح سات بجے میری منتظر رہنا۔"

"مگر اس وقت تو بہت سویرا ہوگا۔" بڑھیا نے کہا۔

"علی الصبح یا سر شام۔" مردہ فروش بولا۔ "مجھے یہی دونوں وقت پسند ہیں کیونکہ یہاں لندن میں میرے دشمن بہت ہیں۔ ہاں تو کل صبح سات بجے۔ میرے ایک دوست کے پاس ایک گاڑی اور عمدہ گھوڑا ہے۔ ہم منزل مقصود پر بہت جلد پہنچ جائیں گے گاڑی بازار میں پونے سات بجے موجود ہوگی۔ تیار رہنا۔"

بڑھیا نے وعدہ کیا۔ کہ میں وقت پر تیار رہوں گی۔ جس کے بعد مردہ فروش وہاں سے رخصت ہو گیا۔

گیارھواں باب

ایلن اور کیتھرائن

آؤ ہم بدنسلو کے قریب کاشتکار بنٹ کے مکان کی طرف چلیں۔ جہاں کیتھرائن [illegible]ٹ ان دنوں سکونت پذیر ہے۔

صبح کا وقت اور مطلع صاف تھا۔ ویسی ہی دلفریب صبح تھی۔ جو ماہ جنوری کے [illegible]ی ایام میں کبھی کبھی ظاہر ہو کر ہمیں موسم بہار کی آمد کی خبر دیا کرتی ہے۔

۹ بج چکے تھے۔ کہ مکان کا دروازہ کھلا۔ دو نوجوان لڑکیاں تازہ ہوا میں سیر کرنے [illegible]رض سے باہر نکلیں۔

ان میں سے ایک ایلن منرو تھی۔ جسے ہم بدستور اس کے دوشیزگی کے نام سے یاد

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتے رہیں گے۔ کیونکہ شادی کے باوجود اس نے اسے اب تک قائم رکھا ہوا تھا۔ اور دوسری کیتھرائن ولمسٹ۔

آج ان کا حسن پورے جوبن پر تھا۔ نہ ایلین اس سے پہلے ایسی خوبصورت نظر آئی تھی۔ اور نہ کیتھرائن میں کبھی ایسی دلکشی پائی گئی تھی۔

بظاہر وہ کسی ایسے مضمون پر گفتگو کر رہی تھیں۔ جو ان کے لئے راحت بخش تھا۔ کیونکہ دونوں چلتی ہوئی شوق سے اس میں حصہ لے رہی تھیں۔

اس گفتگو نے ایلین کے سینہ میں خوشی اور فخر کے جذبات پیدا کر دئے تھے۔ وہ ایک خاص وقار اور رعنائی کے ساتھ قدم اٹھا رہی تھی۔ جس سے اس کے حسن گلوسوز کا نکھار درجہ تکمیل کو پہنچا ہوا نظر آتا تھا۔ طبیعت کی فیاضی اور خیالات کی بلندی۔ نیلگوں آنکھوں کی چمک میں ظاہر تھی۔ اور چہرہ جس پر سرخی اور سپیدی ہم آغوش تھیں۔ قلبی جوش سے مسرور تھا۔ اور اسی جوش کا اظہار خوشنما بالائی ہونٹ کے پرغرور انداز اور نتھنوں کے پھولنے سے ہو رہا تھا۔

بلاشبہ ایلین کیتھرائن سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھی۔ لیکن آخر الذکر میں خصوصیت کے ساتھ وہ نازک احساسات موجود تھے۔ جنہیں ماہران علم قیافہ طبقات ذہنی سے منسوب کرتے ہیں۔ آنکھیں نہایت موثر تھیں۔ اور اس کے خط و خال پر ایک خاص قسم کی ہلکی روشنی چھائی ہوئی تھی۔ اس کا بدن نازک . . . بہت نازک تھا۔ اور یہ نزاکت ایلین کے مکمل طور پر ابھرے ہوئے جوبن کے مقابلہ میں اور بھی نمایاں صورت اختیار کر چکی تھی۔

دونوں ایک پگ ڈنڈی پر جو کھیتوں کی طرف جاتی تھی۔ چل رہی تھیں۔ کہ ایلین نے کہا "پیاری کیتھرائن یقیناً مجھے تمہارے پاس سے رخصت ہوتے وقت سخت رنج محسوس ہوگا۔ کیونکہ اس موسم میں بھی یہ مقام شہر کی نسبت بہت زیادہ دلکش مناظر پیش کرتا ہے"۔

کیتھرائن کہنے لگی "گرمیوں میں اس جگہ کا نظارہ بہت دلکش ہوتا ہے لیکن یقیناً بہن تم آج ہی نہ چلی جاؤ گی۔ ابھی تو تمہیں آئے چند ہی گھنٹے ہوئے ہیں"۔

ایلین نے مسکرا کر جواب دیا "[illegible] تمہاری مہمان ہوں۔ اور اس مختصر عرصہ میں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہی ہمارے درمیان نہ ٹوٹنے والی دوستی قائم ہو چکی ہے۔

"نہیں نہیں" کیتھرائن نے کہا "ہماری دوستی میں کوئی واقعہ خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ میں تمہاری بے حد ممنون احسان ہوں۔ کہ تم میری تلاش میں یہاں آئیں۔ اور مجھے ان تمام راحت بخش واقعات سے مطلع کیا۔ جو میرے محسن کو گذشتہ ایام میں پیش آ چکے ہیں۔"

ایلن کہنے لگی "اس میں احسان یا عنایت کی کیا بات ہے۔ رچرڈ نے ۱۰ تاریخ کو ایرنڈانی سے جو خط والد کے نام لکھا۔ اور جو ہمیں پرسوں ہی ملا ہے۔ اس میں درخواست کی تھی۔ کہ میں تم سے آ کر ملوں۔ تمہاری دوستی حاصل کروں۔ اور اس بارہ میں اطمینان کروں۔ کہ تم ہر طرح خوش و خرم ہو۔ اب میں ان حالات سے رچرڈ کو مطلع کر دوں گی۔ اور اسے چونکہ دوستوں کی خوشی سے دلی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے یقیناً وہ تمام حالات کو سنکر قلبی مسرت محسوس کرے گا۔"

کیتھرائن نے انداز شکر گذاری کے طور پر کہا "اوہ۔ میں ان کی عنایتوں کا کس منہ سے شکریہ ادا کر سکتی ہوں۔ میں ان کی بے حد احسان مند ہوں۔ اور میرا دل کہتا ہے۔ کہ انہوں نے جو عروج حاصل کیا ہے۔ وہ اس کے ہر طرح مستحق ہیں۔ دنیا میں ایسا شخص زیادہ عرصہ تک مفلس نہیں رہ سکتا۔ ان کی اعلیٰ قابلیتیں۔ ان کی طبعی فیاضی اور ان کی صفات حسنہ یقینی طور پر انہیں طبقہ بالا کی طرف لے جانیوالی تھیں۔"

ایلن فخریہ لہجہ میں کہنے لگی "تم سچ کہتی ہو۔ مارکھم کا نام تاریخوں میں ثبت رہے گا۔ ان کی ہستی ان کے اطراف میں جو نور پھیلا رہی ہے۔ اس سے بیشمار لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور آئندہ اٹھاتے رہیں گے۔ اس کی پیشگوئی تھوڑا عرصہ گذرا میرے روبرو کی گئی تھی۔ گو اس وقت میں نے محسوس نہیں کیا۔ کہ اس کا پورا ہونا اس قدر قریب ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ اس پیشگوئی میں رچرڈ کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ ایک اور شخص نے اسے اپنے متعلق استعمال کیا تھا۔"

کیتھرائن ایلن کے ان لفظوں کا مطلب نہ سمجھ سکی۔ اور اس نے اس کے چہرہ پر حیرت کی نظر ڈالی۔ مگر ایلن نے جلدی ہی اپنی ناعاقبت اندیشی کو محسوس کر کے کہا "میں بھی کیسی بے سمجھ ہوں۔ کہ تمہارے سامنے ان معاملات کا ذکر کرتی ہوں۔ جن سے تم سر دست ناواقف ہو۔ خیر تم اس معاملہ کو جانے دو۔ بسا اوقات انسان دنیاوی الجھنوں میں ایسا منہمک ہوتا ہے۔ کہ مضمون گفتگو [illegible] ۱۶ جنوری کو ہمیں اول مرتبہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

رچرڈ کے معرکہ اسکیلا کی خبر موصول ہوئی تھی۔ اس کے بعد میں کس طرح اس کی کامیابی کیلئے دست بدعا رہی۔ خود مجھے اور میرے والد کو اس کی آخری کامیابی کی نسبت کچھ اندیشہ نہ تھا لیکن ہم اپنے اندیشوں کو چھپانیکی کوشش کرتے رہے۔ اس کے دو تین دن بعد تیسرا بیلا کی خبر موصول ہوئی اور پھر جب معرکہ پیاسیر کے حالات موصول ہوئے تو ہمارے اندیشے بالکل دور ہو گئے۔ اگر کچھ شبہ باقی تھا۔ تو وہ معرکہ ابرٹانی کی کیفیت سے رفع ہو گیا۔ اوہ! اوہ اس عزت کا جو اسے اجاصل ہے کس قدر مستحق ہے! اور مارکہ بس کا خطاب جو اسے مل چکا ہے اس فیاض فرشتہ نیکدل شخص کو کس قدر زیبا ہے" مس ولمٹ کہنے لگی۔ "خدا کرے کیسل سکالا کی خانہ جنگی کا خاتمہ ہو۔ اور مارکیم کی جدوجہد بھی ختم ہو جائے" یہ الفاظ اس نے اس لئے کہے کہ مونٹوفی کی آخری کامیابی کی خبر ہمیں انگلستان میں موصول ہوئی تھی۔ ایلین کہنے لگی "مجھے بہرحال نتیجہ کے متعلق کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے وہ بیشک فاتح رہا اور آئندہ بھی فاتح ہی رہیگا۔ خدا کی خاص امداد اس کے شامل حال ہے اگر معرکہ اوسوری میں کامیابی حاصل ہو جاتی۔ تو ملک میں گریشیا اور مورو سینو کے نام کا ہی ڈنکا بجتا۔ لیکن قسمت کو یہ منظور نہ تھا۔ مہم ناکام رہی اور وہ مارے گئے۔ اس کے بعد رچرڈ نے اپنے ساتھیوں کو قید سے چھڑانیکے خیال سے اسٹیلا پر حملہ کیا۔ اس میں اسے جو کامیابی ہوئی وہ ظاہری اور اسوقت ملک بھر میں اتنا نہ عزت کا مستحق کیتھرائن نے کہا۔ بلاشبہ ان سب کاموں میں خدا کا ہاتھ نمودار ہے اور اب جو میں سوچتی ہوں۔ تو خیال آتا ہے کہ اسکی موجودگی میں میرے چہرہ پر سخت اضطراب پیدا ہو جائیگا۔ لازم ہے کہ آئندہ میں اسے مسٹر مارکیم کہنے کی بجائے "مائی لارڈ" یا "یور لارڈ شپ" کہنے کی عادت اختیار کروں"

ایلین نے کہا "بہن تم نے ہمارے فیاض دل محسن کی خوبیوں کا پورے طور سے اندازہ نہیں کیا۔ دولت عزت یا شہرت اس کی ذہنی خوبیوں پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔ وہ زیادہ با اختیار ہو کر زیادہ نیکی کی عادت ڈالیگا"

یہ گفتگو جو دونوں لڑکیوں میں ہو رہی تھی۔ یکایک رک گئی۔ کیونکہ انہیں سامنے سے مقفیں اپنی طرف آتے نظر آئے۔ ایک مرد تھا جس نے اپنے گرد ایک بڑا سا لبادہ لپیٹا ہوا تھا۔ اور کالے کے اوپر اس کا چہرہ لاش کی طرح سپید نظر آتا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک عورت تھی۔ جو عمر رسیدہ اور کمزور ہونے کی وجہ سے خم کمر ہو چکی تھی۔ مرد آگے اور عورت دس بارہ گز پیچھے تھی۔ کیونکہ بہرحال اس کا قدم اس کے برابر نہ اٹھ سکتا تھا۔ مرد نے دونو لڑکیوں کے قریب پہنچکر انہیں نیک خواتین کا شکار سمجھ کر مکان کو ہی راستہ پوچھا۔ "جب؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

(ایلن کے منہ سے خوف اور تعجب کا نعرہ بلند ہوا۔ صفحہ ۱۲۱)

"ہاں ایلن" کیٹ نے جواب دیا۔ "وہ سامنے اس مکان کی چھت نظر آرہی ہے۔ لیکن خود مسٹر بنٹ ایک کام کے لئے پاس کے گاؤں کو گئے ہوئے ہیں۔ اور ۲ بجے سے پہلے واپس نہ آئیں گے۔"

مرد فروش نے . . . کیونکہ حقیقت میں سوال کرنے والا وہی تھا۔ پوچھا۔ "تو کیا تم کاشتکار بنٹ کو جانتی ہو؟" لیکن قبل اس کے کہ کیتھرائن اس کا کچھ جواب دیتی۔ ایلن کے منہ سے خوف اور تعجب کا ایک زوردار نعرہ بلند ہوا۔ کیونکہ اس عرصہ میں اس نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بڑھیا دلالہ کی صورت اچھی طرح پہچان لی تھی۔ اس قابل نفرت عورت نے اس انداز سے منہ بنا کر گویا وہ زمانہ گذشتہ کے واقعات کی اہمیت کو سمجھتی ہے کہا "مس یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ تم سے پھر ملاقات ہوگئی"۔ پھر جب اس کی نظریں ایلین سے ہٹ کر کیتھرائن کے چہرہ پر پڑیں۔ اس کے دل میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوگیا۔ اور اس نے چلا کر کہا "آہ! مس ولمٹ!"

مردہ فروش نے بے صبری سے کیتھرائن کی طرف نظر ڈال کر اور دلالہ سے مخاطب ہو کر کہا "کیا یہی مس ولمٹ ہے؟" کیٹ نے اپنی نرم رو پہلی آواز میں کسی قدر ڈرتے ڈرتے کہا "جی ہاں میرا ہی نام ولمٹ ہے۔ کیا آپ مجھی سے ملنے آئے ہیں؟"

مردہ فروش نے کہا "مس بات یوں ہے۔ کہ میری یہ ساتھی عورت" اور اس نے دلالہ کی طرف اشارہ کیا "تم سے الگ ہو کر ایک ضروری معاملہ پر کچھ کہنا چاہتی ہے"

"ہاں ہاں ایک ضروری معاملہ پر" دلالہ نے تائیدی انداز سے کہا

"نہیں!" ایلین نے تیزی اور استقلال کے ساتھ کہا "ایسا نہ ہوگا میں مس ولمٹ کی سہیلی ہوں۔ اور اسے مجھ پر پورا اعتماد ہے۔ جو کچھ تم لوگ کہنا چاہتے ہو سب کے سامنے کہہ سکتے ہو۔ چھپانے کی ضرورت نہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی سہیلی پر ایک پر معنی نظر ڈالی کیٹ نے اس نگاہ کا مطلب سمجھ لیا۔ گو وہ ایلین کے منشا سے نا واقف رہی اور بولی "بیشک تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میری سہیلی کے سامنے ہی کہہ ڈالو"

"لیکن معاملہ بہت نازک ہے" مردہ فروش نے کہا

"ہاں میں خوب سمجھتی ہوں" ایلین نے نفرت کے انداز سے مسکرا کر کہا۔ جس کا مطلب دلالہ اچھی طرح سمجھ گئی۔ مردہ فروش نے ایلین کی طرف اشارہ کر کے دلالہ سے پوچھا "تم اس عورت کو جانتی ہو؟"

سفید سر عورت نے کسی قدر بلند آواز میں ایلین پر پر معنی نظر ڈال کر کہا "ہاں میں اسے جانتی ہوں۔ کیوں مس مردہ؟"

ایلین نے سرد مہری سے کہا "میں تمہاری واقفیت سے انکار نہیں کر سکتی۔ مگر یقین جانو میری طبیعت میں اب بھی وہی استقلال موجود ہے۔ جو تم نے ہر موقعہ پر موجود دیکھا ہے۔ اس لئے میں پھر کہتی ہوں۔ کہ اگر تمہیں مس ولمٹ سے کچھ کہنا ہو۔ تو جھٹ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سے کہدو۔ یا مکان کی طرف چلو۔ وہاں آرام سے بیٹھ کر گفتگو ہو سکے گی۔ لیکن اس کا اطمینان رکھو۔ کہ میں اس لڑکی کو تنہا تمہارے پاس نہیں چھوڑ سکتی۔"

"مس تم اس ضد سے پچتاؤ گی۔" دلالہ نے کہا۔ "یاد رکھو پچتاؤ گی۔"

"دیکھا جائے گا۔ میں ایسی دھمکیوں سے نہیں ڈرتی۔"

دلالہ نے ایلین کو ایک۔ ظرف کر کے دبی زبان سے کہا۔ "یاد رکھو تمہاری بہت سی باتوں سے پردہ ہٹا دینا میرے اختیار میں ہے۔"

نوجوان حسینہ نے اس پر نفرت کی نظر ڈال کر بلند آواز سے کہا۔ "جو تمہارے جی میں آئے کرو۔ تمہاری گستاخیوں سے مس ولمٹ کو تنہا نہ چھوڑنے کے متعلق میرا ارادہ اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔"

دلالہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ حیران تھی کہ کیا کرنا چاہیے۔ لیکن ڈٹکنز ایسے موقعوں پر گھبرانے والا شخص نہ تھا۔ اس نے فوراً سمجھ لیا۔ کہ ایلین دلالہ کی حقیقت سے واقف ہے۔ اور اس کے دل میں اس قسم کے شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ جن سے کام بگڑتا نظر آتا ہے۔ کچھ سوچ کر اس نے کہا۔ "مس منرو۔۔۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ یہی تمہارا نام ہے۔۔۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ انہیں چند منٹ الگ ہو کر گفتگو کر لینے دو۔ وہ چند قدم کے فاصلہ پر تمہاری نظروں کے سامنے ہی رہیں گی۔"

"نہیں۔" ایلین نے دوبارہ اصرار کے لہجہ میں کہا۔ "میں اس عورت کو ولمٹ سے تنہا گفتگو کی اجازت نہیں دے سکتی۔ مس ولمٹ کے معاملات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں اس نے از خود مجھے اپنے زمانہ ماضی و حال سے واقف کر دیا ہے۔ اور اب ہرگز اس کا یہ منشا نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اس تازہ معاملہ سے بے خبر رہوں۔ خواہ وہ کتنا ہی نازک اور اہم کیوں نہ ہو۔"

کیٹ نے بھی کہا۔ "بیشک میں بھی چاہتی ہوں کہ مس منرو کے سامنے ہی بات چیت ہو۔"

دلالہ کہنے لگی۔ "میں مس ولمٹ سے کسی کی موجودگی میں ہرگز بات نہ کرونگی۔"

"تو پھر آؤ مکان کی طرف چلیں۔" ایلین نے کہا اور وہ نخوت کے انداز سے کیتھرائن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر وہاں سے مڑی۔

"او مسٹر ڈٹکنز ہمارا یہاں ٹھیرنا بھی اب بے سود ہے۔" دلالہ نے کہا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"ٹڈ کنز!" یہ نام سنکر ایلین نے کانپتے ہوئے جی میں کہا "ٹڈ کنز! خداوندا یہ نئی سازش کیا معنی رکھتی ہے" اس کے ساتھ ہی وہ کیتھرائن کو ساتھ لئے تیزی سے مکان کی طرف چلی۔

مس ولمٹ ایلین کے اضطراب سے گھبرا کر کہنے لگی "بہن تم ان لوگوں کو جانتی ہو؟" ایلین نے آواز دبا کر کہا "بدقسمتی سے میں اس بات کی تصدیق کر سکتی ہوں کہ یہ عورت ادنیٰ ترین مخلوق ہے۔ اور مرد کو گو میں پہچانتی نہ تھی۔ مگر اس کے بھی نام سے اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ یہ ترین باطن رکھنے والا آدمی... قاتل... اور ہمارے محسن رچرڈ کا سخت ترین دشمن ہے۔ آؤ کیتھرائن جلدی کرو۔ ہم جب تک مکان میں نہ پہنچ جائیں اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ سکتے"

خوف زدہ ہرنیوں کی طرح دونوں پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتی جاتی۔ اور آگے کو تیزی سے قدم بڑھا رہی تھیں۔ لیکن مردہ فروش اور دلالہ نے بظاہر ان کا تعاقب مناسب نہیں سمجھا تھا۔

جلد یازدہم ختم ہوئی

فسانہ لندن (سلسلہ ثانی)

فسانہ لندن کی ان جلدوں کے علاوہ جو سلسلہ اول کی ہیں۔ اور جن کا قصہ کل ۱۷ جلدوں میں ختم ہوا ہے سلسلہ ثانی کی ۲۵ جلدیں اور بھی ہیں۔ وہ سلسلہ اگر ممکن ہو۔ تو اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے اور گو اس دوسرے سلسلہ کے ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ تاہم مکمل کتاب دونوں سلسلوں پر مشتمل سمجھی جا سکتی ہے اگر آپ کے پاس سلسلہ اول ہی کی جلدیں ہیں تو ضرور سلسلہ ثانی کی ۲۵ جلدیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ان کا ترجمہ بھی منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری نے کیا ہے۔ کل ۲۵ جلدوں کی قیمت عہ ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک اور ہر ایک جلد کی جدا جدا ۱۲ر علاوہ محصول مقرر ہے۔

ملنے کا پتہ

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri